



علماء وخطباء کے لیے
رمضان المبارک کا تحفہ

خلاصۃ تفسیر

المُسمّٰی
زُبدۃ تفسیرِ القرآن فی شہرِ رمضان

پروفیسر مفتی مُنیب الرحمٰن

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

Part-1

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

پہلے پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

01
رمضان کریم

سورۃ الفاتحہ:

یہ ترتیب کے اعتبار سے قرآن کی سب سے پہلی سورت ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی قراءت کو ہر نماز کی ہر رکعت میں واجب قرار دیا گیا ہے۔ یہ سورت سات آیات پر مشتمل ہے اور ایک حدیثِ قُدسی میں اِسے ''صلوٰۃ'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، یعنی جب بندہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی اور جب بندہ ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے میری ثنا کی اور جب بندہ ''مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ'' پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے میری عظمت وجلالت بیان کی یا بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا اور جب بندہ ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ'' پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے یعنی عبادت صرف میری کی جائے گی اور ہر مشکل میں مدد کے طلب گار بندے کی مدد کی جائے گی۔ اور جب بندہ ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' سے ''وَلَا الضَّآلِّیْنَ'' تک پڑھتا ہے، تو چونکہ یہ کلمات دعا ہیں اور بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صراطِ مستقیم پر قائم ودائم رہنے کی دعا مانگتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے نے یہ سوال کیا ہے، وہ اُسے عطا ہوگا''۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:877)

سورۂ فاتحہ کو سورۃ الدعا، سورۃ المسئلہ، سورۃ الشفاء، سورۃ الکنز، سورۃ الواقیہ، سورۃ الکافیہ، سورۃ الرُّقیہ اور سورۃ الحمد کے ناموں سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی عظمت کا بیان ہے، اس امر کا بیان ہے کہ عبادت کی حق دار صرف اسی کی ذات پاک ہے اور بالذات صرف اسی سے مدد طلب کی جائے اس میں اللہ کی بارگاہ سے دعا والتجا کے آداب بیان کئے گئے ہیں، اِس میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کی گئی ہے اور ''ہدایت'' ہی وہ جامع لفظ ہے جو تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد، اُن کی تعلیمات اور تمام کُتبِ سماویہ کا خلاصہ ولب لباب ہے، اِسی لئے اُسے قرآن مجید کا بھی خلاصہ قرار دیا گیا ہے اور اس کا ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے۔

سورۃ البقرۃ:

سورۃ البقرہ کی دوسری آیت میں یہ بتایا گیا کہ اگر قرآن کی حقانیت کے دلائل پر کوئی ٹھنڈے دل سے غور کرے، تو اس پر عیاں ہوگا کہ اس کتاب میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کفار ومشرکین مکہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کا انکار کرتے تھے اور



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

یہ کہتے تھے کہ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے، چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیات 22 اور 23 میں ایسے تمام معاندین اور منکرین کو چیلنج کیا گیا کہ اگر تمہیں قرآن کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے، تمہیں اپنی فصاحت وبلاغت پر بڑا ناز ہے، تو تم سب مل کر اس جیسا کلام بنا کر لے آؤ اور تاریخ میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ہے کہ قرآن کے اِس چیلنج کو قبول کیا گیا ہو، چنانچہ قرآن نے فیصلہ کن انداز میں اعلان کیا کہ تم یہ کام ہرگز نہ کرسکو گے اور وہ نہ کرسکے۔

آیت نمبر:3 تا 5 میں مومنین کی صفات، ایمان بالغیب، اقامتِ صلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، کتبِ الٰہیہ پر ایمان اور آخرت پر ایمان کا ذکر ہے۔ آیت نمبر:5 اور 6 میں ان لوگوں کا ذکر ہے، جن کا کفر ظاہر وعیاں ہے اور وہ اپنی سرکشی میں اس حد تک آگے جا چکے ہیں کہ اب ان کا ہدایت پانا عملاً ناممکن ہے، ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان کے دل ودماغ قبولِ حق کی صلاحیت سے محروم ہوچکے اور اُن پر ابدی شقاوت اور بدبختی کی مہر لگ چکی ہے۔ آیت نمبر:8 تا 20 میں منافقین کا ذکر ہے، یہ انسانیت کا وہ طبقہ ہے، جن کے ظاہر وباطن میں تضاد ہے، دنیوی مفاد کے لئے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن دل ایمان سے خالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت کو ایک سے زائد مثالوں کے ذریعے بیان فرمایا ہے اور یہ بھی کہ اپنی دانست میں یہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور مومنوں کو فریب دے رہے ہیں لیکن دراصل یہ ان کی خود فریبی ہے اور اس کا وبال انہی پر آئے گا۔ قرآن کا یہ اسلوب ہے کہ بعض امور کو مثالوں کے ذریعے اپنے مخاطبین کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہے، اسی لئے آیت نمبر:26 میں بتایا گیا کہ کسی چیز کا چھوٹا یا بڑا ہونا اصل نہیں ہے بلکہ اصل وجہِ مشابہت ہے۔

آیت نمبر:21 اور 22 میں توحید کی دعوت اور شرک سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مختلف نعمتوں کا ذکر کرکے بتایا گیا کہ نعمتیں عطا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، وہی حیات دینے والا ہے اور وہی موت دینے والا ہے اور آخرکار سب کو اسی کی عدالت میں جانا ہے۔ آیت نمبر:30 تا 39 میں ہے کہ: فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ میں آدم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں، فرشتوں نے اپنی فہم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا کہ بنی آدم زمین میں فساد کریں گے، خون ریزی کریں گے اور اے اللہ! ہم ہمہ وقت تیری تسبیح وتقدیس میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جن اَسرار اور حکمتوں کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور پھر نعمتِ علم کے ذریعے آدم علیہ السلام کی فضیلت اور برتری کو فرشتوں پر ثابت کیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو اور ابلیس لعین کے سوا تمام ملائک نے حکمِ ربانی کی بلاچوں وچرا تعمیل کی۔ یہ سجدہ عبادت کا نہیں تھا بلکہ ''سجدۂ تعظیمی'' تھا، جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے واقعے میں بھی ذکر ہے اور شاید اُن انبیاءِ کرام کی شریعت میں ''سجدۂ تعظیمی'' جائز تھا، ہمارے نبی ﷺ کی شریعت میں جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے۔ بعض مفسرین نے یہ توجیہ کی ہے کہ سجدہ تو درحقیقت اللہ کی ذات ہی کے لئے تھا، بس بیت اللہ کی طرح آدم علیہ السلام کو ''جہتِ سجدہ'' بنایا گیا تھا اور یہ اُن کی تعظیم کی علامت تھی، جیسے بیت اللہ جہتِ سجدہ ہونے کی وجہ سے عظیم ہے۔ پھر آدم وحوا علیہما السلام کے جنت میں داخل کرنے اور وہاں اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے استفادے کی اجازت کے ساتھ ساتھ ایک درخت کے قریب نہ جانے کی پابندی کا ذکر ہے۔ اسی کے ساتھ ابلیسِ لعین کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے، حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو بہکانے اور جنت سے نکالے جانے کا ذکر ہے۔ اور پھر آدم علیہ السلام کو توبہ کے کلمات اِلقاء کئے جانے، اِن کلمات سے ان کی توبہ اور توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے۔ یہ کلماتِ توبہ سورۂ اعراف، آیت:23

01

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

میں مذکور ہیں، جن کا ترجمہ یہ ہے"اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، پس اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے، تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے"۔

اِس کے بعد متعدد آیات میں بنی اسرائیل اور اُن کی طرح طرح کی عہد شکنیوں، اُن پر مختلف انعامات اور اُن کی سرکشی کے مختلف انداز بیان کئے ہیں۔

پہلے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کی گئی اپنی کئی نعمتوں کا ذکر فرمایا جو یہ ہیں: فرعون اور فرعونیوں کے تسلُّط اور نسل کشی سے نجات دلانا، ان کے لئے سمندر کو پاٹ کر وادیِ سینا میں پہنچانا، وادیِ سینا میں اُن پر طویل عرصے تک بادلوں کا سایہ فگن ہونا، مَن وسَلویٰ کی صورت میں تیار خوانِ نعمت کا نازل کرنا، چٹان پر عصائے موسیٰ کی ضرب سے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشموں کا جاری ہونا، گائے ذبح کرکے اس کے مقتول پر لَمس (Touch) سے قاتل کا پتا چلانا، ان کو اپنے عہد کے لوگوں پر فضیلت دینا، بنی اسرائیل میں بکثرت انبیاءِ کرام کی بعثت، وغیرہ۔

پھر اس کے بعد اُن کی سرکشی کا تفصیلی بیان ہوا، جس کی تفصیل یہ ہے: اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑنا، ان کے علماء کے قول وفعل کا تضاد، دنیاوی مال کی لالچ میں بااثر لوگوں کے لئے اَحکامِ الٰہی میں ردّ وبدل کرنا یا اَحکامِ الٰہی کو جان بوجھ کر چھپانا، موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے تو ان کی عدم موجودگی میں بچھڑے کی پوجا کرنا، مَن وسَلویٰ کی گراں قدر اور تیار سَماوی نعمت کو ٹھکرا کر گندم، سبزی، ککڑی، مسور کی دال اور پیاز (یعنی زمینی پیداوار) کی فرمائش کرنا، گویا اعلیٰ کو رد کرکے ادنیٰ کو طلب کرنا، انبیاء کو ناحق قتل کرنا، سَبت (ہفتہ) کے دن کی حرمت کو پامال کرنا، گائے ذبح کرنے کے سیدھے سادے حکم کو ماننے کے بجائے اس کے بارے میں کئی سوالات اٹھانا، کلامِ الٰہی میں لفظی ومَعنوی تحریف (ردوبدل) کرنا، تورات وانجیل میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بیان کی گئی بشارتوں کو چھپانا، شوہر اور بیوی میں تفریق کے لئے جادو سیکھنا اور اس کا استعمال، اِشارات وکنایات اور لفظی ردوبدل کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی شان میں اہانت کرنا وغیرہ۔ چنانچہ آیت نمبر:104 میں واضح ارشاد ہوا کہ:

"اے اہلِ ایمان! (جب تمہیں نبی کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے، تو دوبارہ بیان کے لئے)"رَاعِنَا" (یعنی ہماری رعایت کیجئے) نہ کہو (کیوں کہ اسے یہود اور منافقین اہانت کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں، لہٰذا یوں کہو کہ) یارسول اللہ! ہم پر توجہ فرمایئے اور (اس سے بھی زیادہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے ہی نبی کی بات کو) خوب توجہ سے سنو!"۔ یعنی مومنوں کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایسا ذومعنیٰ کلمہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے جس کو کوئی بدفطرت شخص اشارۃً، کنایۃً یا صراحۃً اہانت کے معنی میں استعمال کرسکتا ہو۔

پھر بتایا گیا کہ بچھڑے کی پرستش کے جرم کی توبہ اس طرح قبول ہوئی کہ ان پر اندھیرا مسلّط کردیا گیا اور ہزاروں کی تعداد میں انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو قتل کیا، ان کی صورتوں کو مسخ کرکے انہیں ذلیل وحقیر بندر کی شکل دے دی گئی اور پھر وہ موت سے ہمکنار ہوئے۔

بنی اسرائیل جبرائیلِ امین سے اس لئے عداوت رکھتے تھے کہ ان کے ذریعے بنی اسرائیل پر اللہ کا عذاب نازل ہوا، تو اللہ نے فرمایا: کہ جبرائیل ومیکائیل اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کو نازل کرتے ہیں، پس جو ان کا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے۔

01

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

01

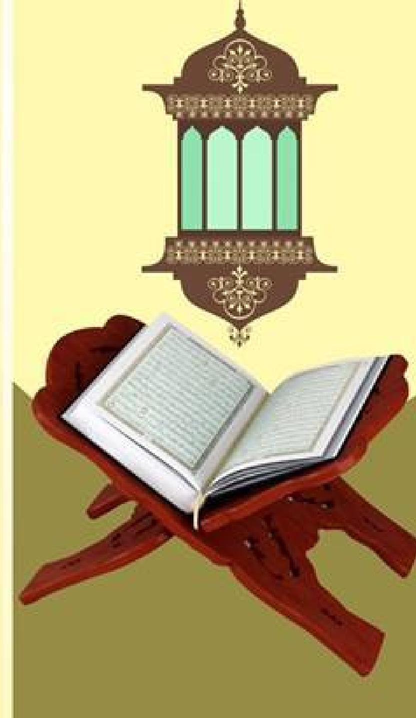
رمضان کریم

بنی اسرائیل کی اس خوش فہمی کو بھی رَد کیا گیا کہ وہ کسی استحقاق کے بغیر اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور آخرت وجنت پر یہود ونصاریٰ کا اجارہ ہے۔ اہلِ ایمان کو یہ بتایا گیا کہ جب تک تم یہود ونصاریٰ کی خواہشات کی پیروی نہ کرلو، وہ تم سے راضی نہیں ہوسکتے۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:123 اور اس کے بعد کی آیات میں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے منصبِ امامت پر فائز کیے جانے کا تذکرہ ہے۔ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا ذکر ہے اور اس امر کا بیان ہے کہ تعمیرِ بیت اللہ کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی: اے ہمارے رب اِن (اہلِ مکہ) میں، انہی میں ایک عظیم رسول کو مبعوث فرما، جو ان لوگوں پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کی اصلاح کرے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میں حضرت عیسیٰ کی بشارت اور حضرت ابراہیم کی دعا کا ثمر (نتیجہ) ہوں۔ اس کے بعد اس سورت میں اولادِ ابراہیم حضرت اسماعیل، حضرتِ اسحاق، حضرت یعقوب اور ان کی اولاد حضرت موسیٰ وعیسیٰ اور اجمالی طور پر دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہ اہلِ ایمان سب انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان کے لانے میں رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور یہ بھی کہ حضرات ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد یہودی ونصرانی نہیں تھے بلکہ سب کے سب ایک ہی دینِ اسلام کے علمبردار اور داعی تھے۔ اِن آیات میں یہ بھی بتایا گیا کہ مشرکینِ مکہ اور اہلِ کتاب رسول اللہ ﷺ کی حقانیت کے روشن دلائل آنے کے باوجود اس لئے اُن پر ایمان نہیں لاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت کی نعمتِ عظمیٰ کے لئے اُن کے بجائے سیدنا محمد رّسول اللہ ﷺ کو کیوں منتخب فرمایا ہے؟۔ یعنی ان کی طرف سے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کسی مقبول عذر، لاعلمی مضبوط شبہ یا حجتِ صحیحہ کی بنا پر نہیں تھا، بلکہ محض ضد، عناد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر تھا اور اس کا باطنی مُحرِک ان کے دلوں میں حسد کا جذبہ تھا کہ اس نعمت کے لئے انہیں کیوں نہ چنا گیا۔

چنانچہ اُن میں سے اگر کوئی تورات میں بیان کی گئی نبی آخرالزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علامات کو بیان کرتا، تو یہود اُس سے کہتے: ''کیا تم اُن (مسلمانوں) کو وہ (حق) باتیں بتا دیتے ہو، جو اللہ نے تم پر عیاں کی ہیں، (بقرہ:76)''۔ اِن آیات میں یہ حقیقت بھی بیان کردی گئی کہ: ''وہ اِس (بعثت مصطفیٰ ﷺ) سے پہلے (اس نبی کے وسیلے سے) کفار کے خلاف فتح کی دعا کرتے تھے اور جب اُن کے پاس وہ آگئے، جن کو وہ پہچان چکے تھے، تو انہوں نے ان کے ساتھ کفر کیا، (بقرہ:89)''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کردیتا ہے''۔ اِن آیات میں مشرکینِ مکہ اور اہلِ کتاب کے بے مقصد مطالبات کا بھی ذکر ہے کہ: اللہ تعالیٰ ہم سے کیوں نہیں کلام فرمالیتا، ہمارے لئے براہِ راست کوئی نشانی کیوں نہیں آجاتی یا موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل کا یہ مطالبہ کہ ہمیں کھلے عام اللہ کا دیدار ہوجائے، ایسی سب باتیں کٹ حجتی کے طور پر ہوتی ہیں، قبولِ حق کے لئے اتمامِ حجت کے طور پر نہیں۔

(روزنامہ دنیا، 06 جون 2016ء)



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

02

رمضان کریم

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

دوسرے پارے کے مضامین

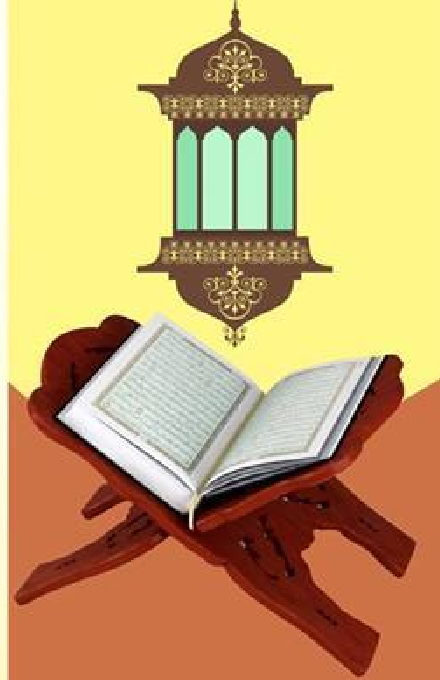
مفتی منیب الرحمٰن

دوسرے پارے کا آغاز بھی اِس بیان سے ہے کہ اب مسلمانوں کا قبلہ تبدیل کیا جارہا ہے اور ہٹ دھرم لوگ اور منافقین اس پر اعتراض کریں گے یہ کیوں ہوا؟۔ دراصل رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور کی ابتدا میں سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نمازیں پڑھی گئیں، پھر ایک دن ظہر کی نماز کے دوران رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کو قبلۂ نماز بنانے کا حکم نازل فرمایا اور اس تحویلِ قبلہ کی حکمت بھی اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمادی: ''اور (اے رسول!) جس قبلہ پر آپ پہلے تھے، ہم نے اس کو قبلہ اس لئے بنایا تھا تاکہ ہم ظاہر کردیں کہ کون (غیر مشروط طور پر) رسول کی پیروی کرتا ہے اور اِس کو اُس سے ممتاز کردیں جو اپنی ایڑیوں پر (کفر کی جانب) پلٹ جاتا ہے''۔ یہ بھی فرمایا: ''بے شک ہم نے بارہا (وحی کے انتظار میں) آپ کو آسمان کی طرف رخ پلٹتے ہوئے دیکھا ہے، سو ہم آپ کو ضرور بالضرور اسی قبلہ کی جانب پھیر دیں گے، جو آپ کو پسند ہے، پس آپ اپنا رخ مسجدِ حرام کی جانب پھیر لیں''۔ آگے چل کر پھر فرمایا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہو اُسے نماز کے وقت اپنا رخ مسجدِ حرام کی جانب پھیر دینا چاہئے اور اس پر اہلِ کتاب سے کوئی سودے بازی یا مفاہمت نہیں ہوسکتی۔ یہ بھی بتایا کہ تورات وانجیل میں رسول اللہ ﷺ کی جو روشن نشانیاں بتائی گئی ہیں، ان کی روشنی میں اہلِ کتاب رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن ان کے انکار کا سبب صرف کتمانِ حق ہے۔ اسی سورت میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور منصبِ نبوت کے فرائض کو ایک بار پھر بیان کیا گیا یعنی تلاوتِ آیاتِ الٰہی، تزکیۂ باطن اور تعلیمِ کتاب وحکمت۔

آیت نمبر 153 تا 156 میں ہر مصیبت کے وقت صبر اور نماز کو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وسیلہ بنانے کی تعلیم دی گئی ہے اور راہِ حق میں پیش آنے والی آزمائشوں کا ذکر ہے، جو (دشمن کے) خوف، بھوک، جان ومال اور اولاد کے تلف ہونے کی صورت میں بھی ہوسکتی ہیں۔ اِن مشکلات میں اہلِ صبر کو بشارتیں دی گئی ہیں اور اللہ کی راہ میں درجۂ شہادت پانے والوں کے لئے ابدی زندگی کی بشارت دی گئی ہے۔

آیت نمبر 159 تا 163 میں بتایا گیا کہ جو لوگ دین کی حقانیت کے روشن دلائل اور پیغامِ ہدایت کو چھپاتے ہیں، اُن پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت اور دائمی عذاب کی وعید ہے۔ مگر جو توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے، اُن کے لئے توبہ کی قبولیت کا دروازہ کھلا ہے۔

آیت نمبر 164 تا 167 میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کی نشانیوں کا ذکر ہے، یعنی زمین وآسمان کی پیدائش، گردشِ



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

لیل ونہار کا نظام، سمندروں میں انسانی فائدے کے لئے کشتیوں اور جہازوں کا رواں دواں رہنا، بارش کے قدرتی نظام کے ذریعے خشک اور بنجر زمین کا دوبارہ زرخیز اور آباد ہونا، ہواؤں کا چلنا اور آسمان اور زمین کے درمیان بادلوں کا معلق رہنا وغیرہ۔ یہ بھی بتایا کہ مشرکوں کو جتنی اپنے باطل معبودوں سے محبت ہے، اہلِ ایمان کو اُس سے بہت زیادہ اللہ سے محبت ہے۔ یہ بھی بیان ہوا کہ اس دنیا میں لوگ اپنے جن قائدین کی پیروی میں گمراہی کو اختیار کئے ہوئے ہیں، قیامت کے دن یہ لیڈر اللہ کے عذاب کو دیکھ کر اپنے پیروکاروں سے براءت کریں گے۔

آیت نمبر:172 تا173 میں حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ پاک نعمتوں کو کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ پھر چار قطعی حرام چیزوں کا بیان ہوا، جو یہ ہیں: مردار (اس سے وہ حلال جانور مراد ہے، جو طبعی موت مر گیا ہو)، ذبح کے وقت بہنے والا خون، خنزیز کا گوشت اور وہ حلال جانور جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، صرف حالتِ اضطرار میں محض بقاءِ حیات کے لئے بقدرِ ضرورت ان کے استعمال کو مباح قرار دیا گیا۔

آیت نمبر:177 میں بتایا کہ اصل نیکی صرف عبادت کے وقت مشرق و مغرب کی جانب رخ کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ کامل نیکی ایک جامع پیکج کا نام ہے، یعنی اللہ تعالیٰ، یومِ قیامت، ملائک، تمام الہامی کتب اور سارے انبیاء پر ایمان، اس کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ، نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کا قیام، ایفاءِ عہد اور ہر مصیبت کے وقت صبر و استقامت، پھر فرمایا کہ درحقیقت جو لوگ اِن تمام صفات کے حامل ہیں، وہی دعویٰ ایمان میں سچے ہیں۔

آیت نمبر:178 اور 179 میں اسلام کے قانونِ قصاص کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے''۔ چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس معاشرے میں قانونِ قصاص عملاً نافذ نہیں ہے، وہاں آئے دن بے قصور انسانوں کی جان، مال اور آبرو کی حُرمت پامال ہو رہی ہے۔

آیت نمبر:183 تا185 میں رمضان میں نزولِ قرآن اور رمضان کے روزوں کی فرضیت کا بیان ہے اور بیماری یا سفر کی حالت میں عارضی طور پر روزوں کے چھوڑنے کی رخصت دی گئی ہے، جن کی بعد میں قضاء ہوگی۔ اور اس امر کا بھی بیان ہے کہ جو شخص انتہائی ضعیف العمری یا شدید بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے، تو اسے فی روزہ ایک مسکین کا دو وقت کا کھانا بطورِ فدیہ دینا ہوگا۔ رمضان کی راتوں میں غروبِ آفتاب سے صبحِ صادق تک روزے کی پابندیوں کے استثنٰی کا بیان ہے اور اعتکاف کی جانب بھی اجمالی اشارہ ہے۔ اس امر کا بھی بیان ہے کہ قمری نظام کا ایک فائدہ روزے اور حج کی عبادت کا تعین ہے۔

آیت نمبر:194 میں چار مہینوں کی حرمت کا بیان ہے۔ آیت نمبر:195 سے203 تک حج اور عمرے اور حج کے بعض مسائل کا بیان ہے۔ آیت نمبر:207 اور 208 میں بتایا کہ حقیقتِ ایمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی جان کا سودا ہے اور اسلام بعض چیزوں کو قبول کرنے اور بعض کو رد کرنے کا نام نہیں بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے تمام اَحکام (اَوامر ونواہی) کو مَن وعَن قبول کیا جائے، یہ نہیں ہوسکتا کہ بعض باتیں آپ کو پسند ہوں، تو اُنہیں قبول کرلیں اور جو باتیں آپ کو پسند نہ ہوں، تو اُنہیں رَد کردیں یعنی اسلام Pick & Choose کا نام نہیں ہے۔ آیت نمبر 2013 میں بتایا گیا کہ تمام لوگ اصل

02

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com

کے اعتبار سے ایک تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے نظامِ رسالت قائم فرمایا، ہر دور کے لوگوں کے لئے کتابِ ہدایت نازل کی، اُس کے بعد انسانیت دوگروہوں میں بٹ گئی ایک اہلِ حق یعنی انبیاء کے پیروکار اور دوسرے اہلِ باطل یعنی خواہشاتِ نفس اور شیطان کے پیروکار۔ آیت نمبر:214 میں یہ بتایا گیا کہ جنت کا حقدار بننے کے لئے محض دعویٰ ایمان کافی نہیں ہے بلکہ اُس کے لئے راہِ حق میں مشکلات کا استقامت کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے، جیسا کہ انبیاءِ کرام اور ان کے سچے پیروکاروں کی روشن مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ آیت نمبر:215 میں انفاق فی سبیل اللہ کے مصارف کا بیان ہے اور اگر آیت نمبر:219 کو اس سے ملا کر سمجھا جائے تو اس امر کا بیان ہے کہ جو مال تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو، اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اسی آیت میں شراب اور جوئے کی حُرمت کا ابتدائی بیان ہے کہ ان کے نفع کے مقابلے میں ان کا گناہ بہت بڑا ہے۔

آیت نمبر:216 میں جہاد کی فرضیت کا بیان ہے۔ آیت نمبر:221 میں مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کا بیان ہے اور آیت نمبر:222 میں اس امر کا بیان ہے کہ ایامِ مخصوص (یعنی حالتِ حیض ونفاس) میں عورت سے مباشرت منع ہے۔

آیت نمبر:224 اور 225 میں اس امر کا بیان ہے کہ اگر کسی نے ایسی قسم کھالی ہے جس پر قائم رہنا، شریعت کی رو سے ناپسندیدہ ہے، تو چاہئے کہ اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کرے، چنانچہ فرمایا: ''اور تم نیکی، تقویٰ اور لوگوں کی خیر خواہی سے بچنے کے لئے اللہ کے نام کی قسمیں کھانے کو بہانہ نہ بناؤ'' اور فرمایا: ''کہ اللہ کے نزدیک مواخذہ ان قسموں پر ہوگا، جو پختہ ارادے سے کھائی ہوں (یعنی غیر ارادی قسموں پر مواخذہ نہیں ہے)''۔

آیت نمبر:226 اور 227 میں ''ایلا'' کا بیان ہے، ''ایلا'' یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہے کہ: ''اللہ کی قسم میں چار ماہ تک یا ہمیشہ کے لئے تمہارے ساتھ ازدواجی تعلق قائم نہیں کروں گا''۔ اگر چار ماہ کے اندر قسم کا کفارہ ادا کرکے قسم توڑ دے تو نکاح قائم رہے گا، ورنہ ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔ آیت نمبر:228 میں یہ بتایا کہ مطلقہ عورت کی عدت ایامِ مخصوص کے تین دورانیوں کی تکمیل ہے۔

آیت نمبر:229 میں یہ حکم بیان ہوا کہ دوصریح طلاقیں (خواہ الگ الگ دی جائیں یا ایک ساتھ) دینے کے بعد بھی شوہر کو یک طرفہ طور پر رجوع کا حق حاصل ہے اور اگر تیسری طلاق دے دی، تو بیوی اس پر حرام ہوجائے گی (یعنی اب براہِ راست یا عقدِ ثانی کے ذریعے رجوع کی گنجائش نہیں ہے)، سوائے اس کے کہ وہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنی مرضی سے کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ شخص اپنی مرضی سے اسے طلاق دے، تو صرف اس صورت میں وہ سابق شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ اس میں خلع کا بھی بیان ہے کہ اگر زوجین کو یہ خدشہ ہو کہ اللہ کی حدود میں رہتے ہوئے ان کے لئے ازدواجی تعلق قائم رکھنا، نہایت دشوار ہے اور عورت آزادی چاہتی ہے، تو اپنے مہر سے دست بردار ہوکر یا مالی بدل کے ذریعے شوہر کی رضامندی سے خلع لے سکتی ہے اور خلع ایک طلاقِ بائن کے حکم میں ہے۔

آیت نمبر:231 اور 232 میں یہ بیان ہوا کہ عورت کو طلاقِ رجعی دینے کے بعد اگر خوش دلی سے اور حسنِ سلوک کے ساتھ اپنے نکاح میں رکھنے کا ارادہ ہو تو عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرلو۔ اور اگر اسے حسنِ سلوک کے ساتھ نکاح میں رکھنے کا ارادہ نہ ہو

02

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

03
رمضان کریم

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

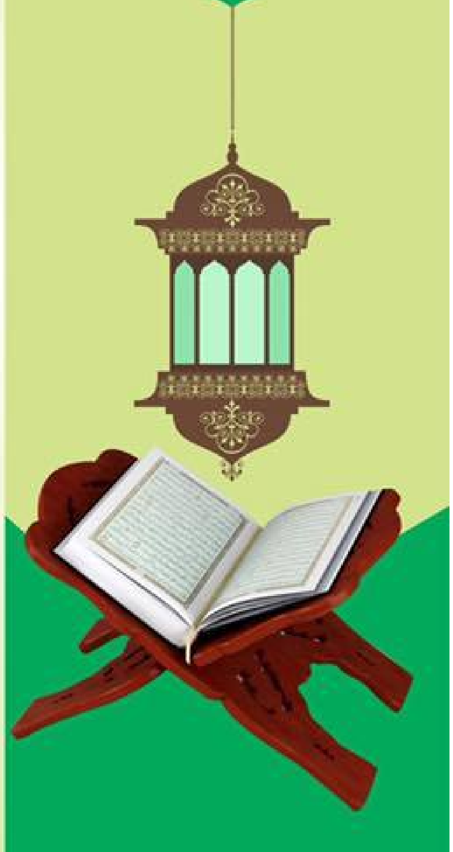
تیسرے پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

تیسرے پارے کے شروع میں اس امر کا بیان ہے کہ اس حقیقت کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نبی اور رسول علیہم السلام معزز ومکرم ہیں، تاہم ان میں آپس میں درجہ بندی موجود ہے۔ آیت نمبر:254 میں فرمایا کہ قیامت کے دن (نیکیوں کا) لین دین، دوستی اور سفارش نہیں چلے گی، اور کفار ہی حقیقت میں ظالم ہیں۔ قرآن کی عظیم آیت جو ''آیۃ الکرسی'' کے نام سے معروف ہے، یہ آیاتِ قرآن کی سردار ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید، شانِ جلالت اور وسعتِ قدرت کا بیان ہے اور یہ کہ اس کی بارگاہ میں صرف اس کے اِذن ہی سے شفاعت ہوگی۔

آیت نمبر258 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود کے ساتھ اس مناظرے کا ذکر ہے، جس کے نتیجے میں وہ لاجواب ہوا، یعنی جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ کہا کہ: ''اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (تجھے اگر خدائی کا دعویٰ ہے)، تو اسے مغرب سے نکال لے''۔ آیت نمبر:259 میں اس امر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (ایک روایت کے مطابق عزیز علیہ السلام) کو حیات بعد الموت کی حقیقت بتانے کے لئے اُن پر سو سال موت طاری کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کے کھانے پینے کا سامان اُسی طرح تروتازہ رہا، گلا سڑا نہیں، جبکہ ان کا گدھا اِس عرصے میں گل سڑ چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ کرکے یہ بتایا کہ اسی طرح قیامت میں مُردوں کو زندہ کیا جائے گا۔ آیت نمبر:259 میں ابراہیم علیہ السلام کے اطمینانِ قلب کے لئے اللہ تعالیٰ نے حیات بعد الموت کو بصورتِ معجزہ دکھایا کہ چار پرندوں کو ذبح کرکے اُن کے گوشت کے ٹکڑے چاروں طرف پہاڑوں پر پھیلا دیئے اور پھر جب انہوں نے اُن پرندوں کو ان کے معروف ناموں سے بلایا، تو ایک لمحے میں اُن کے منتشر اجزاء یکجا ہوگئے، اُن میں جان پڑ گئی اور وہ دوڑے چلے آئے۔

آیت نمبر:261 سے ارشاد فرمایا کہ احسان جتلانے اور ریاکاری سے صدقات کا اجر ضائع ہو جاتا ہے اور یہ کہ اللہ کی راہ میں عمدہ مال دینا چاہیے۔ اور بُخل کا سبب شیطان کا یہ وہم ہے کہ فقر میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ صدقات میں اگرچہ دینی حکمت کے تحت اظہار کی اجازت ہے، لیکن اخفا بہتر ہے۔ آیت نمبر:273 میں فرمایا کہ صدقات کے حق دار وہ لوگ ہیں، جو اللہ کے دین کے کسی کام میں کل وقتی مشغول ہوں اور انہیں طلب معاش کی فرصت نہ ہو اور وہ اتنے خوددار ہوں کہ وہ لوگوں سے مانگتے نہ پھریں اور ان کے حال سے ناواقف آدمی انہیں مالدار سمجھے۔ آیت نمبر:274 میں فرمایا کہ: ''سود خور کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو''، پھر فرمایا کہ سود کی حرمت کا حکم آنے کے بعد سود کا لین دین چھوڑ دو، ماضی کی خطا معاف ہے، البتہ اگر کسی شخص کے دوسرے کے ذمے سابق مالی واجبات ہوں تو اصل زَر لے لے اور سود چھوڑ دے۔ سود کی حرمت کا حکم آنے کے بعد سود سے باز نہ آنے والوں کے خلاف



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

اللہ تعالیٰ نے اعلانِ جنگ فرمایا، یہ بھی فرمایا کہ تنگدست مقروض کو مہلت دو یا ہو سکے تو اس کا قرض معاف کر دو۔

آیت نمبر:282 میں مالی لین دین کے چند بنیادی اصول بیان کیے ہیں، جن میں دستاویز لکھنا، گواہ مقرر کرنا اور گواہی دینا شامل ہے۔ سفر کی حالت میں قرض دینے والا کوئی چیز رہن رکھ سکتا ہے۔

آیت نمبر:285 قرآن پاک کی چند جامع آیات میں سے ایک ہے، جس میں اسلام کے عقائد، عبادات اور اخلاقیات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں لگاتار تین دن تک سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں، شیطان اُس گھر کے قریب نہیں آتا، (مشکوٰۃ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری آیات خود بھی سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ کیونکہ قرآن کے علاوہ یہ بہترین حمد و ثنا اور بہترین دعا بھی ہیں، (سُنن دارمی)''۔

آل عمران:

سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر:07 میں بتایا کہ آیاتِ قرآنی کی دو قسمیں ہیں: (۱) محکم، یہ وہ آیات ہیں جن کی دلالت اپنے معنی پر قطعی ہے، ان میں تمام شرعی احکام کا بیان ہے۔ (۲) متشابہ، ان آیات پر ہر مومن کا ایمان لانا فرض قطعی ہے اور جن کے معنی ہم پر واضح نہیں ہیں، ان کی مراد ہم اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں اور ان میں بحث و تجسس کے درپے نہیں ہوتے۔

آیت نمبر:14 میں بتایا کہ ''انسان کی آزمائش کے لئے دنیا کی نعمتوں کو پرکشش بنادیا گیا ہے، لیکن یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور عمدہ ٹھکانہ صرف اللہ کے پاس ہے، ان سے بدرجہا بہتر اور پائے دار نعمتیں اللہ کے پاس ہیں جو جنت میں عطا ہوں گی۔ اگلی آیت میں خالص اہلِ ایمان کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ وہ صابر، صادق، اطاعت شِعار، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے اور ہر وقت استغفار کرنے والے ہیں۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نزدیک (پسندیدہ) دین صرف اسلام ہی ہے۔ اہلِ کتاب کے انحراف کا سبب ان کی یہ خوش فہمی ہے کہ انہیں محض چند دن تک جہنم کا عذاب ہوگا۔

آیت نمبر:26 اور 27 میں اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ملک و اقتدار کا مالک حقیقی ہے، وہ جسے چاہتا ہے انعام یا امتحان کے طور پر اقتدار سے نوازتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار سلب فرمالیتا ہے، عزت و ذلت اور رزق اس کے اختیار میں ہے، نظامِ کائنات اور حیات و موت کا مالک وہی ہے۔

آیت نمبر:31 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''(اے رسول!) کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ (خود) تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا''۔ اس آیت میں واضح طور پر بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے قُرب کا راستہ صرف اتباعِ رسول ﷺ ہے۔

آیت نمبر:35 سے حضرت مریم کا واقعہ بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب عمران کی بیوی نے عرض کی: ''اے میرے رب! جو (حمل) میرے پیٹ میں ہے، اُس کو میں نے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کرنے کی نذر مانی ہے، سو تو میری طرف سے (اس نذر کو) قبول فرما، بے شک تو بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے''۔ پھر حضرت مریم کی ولادت ہوئی اور قرعہ اندازی کے ذریعے وہ حضرت زکریا کی کفالت میں آئیں۔ پھر جب حضرت زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تو حیران ہو کر کہا: ''اے مریم! یہ کہاں سے آئے؟، حضرت مریم نے کہا: یہ اللہ کی جانب سے''۔ اس موقع پر حضرت زکریا کے دل میں اولاد کی خواہش ابھری کہ جو رب مریم کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے، وہ مجھے بڑھاپے میں اولاد بھی دے سکتا ہے۔ تب زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے

03

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

دعا کی (اور) کہا: ''اے میرے رب مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو ہی دعا کا بہت سننے والا ہے''۔ پھر جب زکریا علیہ السلام حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، فرشتے نے انہیں بشارت دی: ''بے شک اللہ آپ کو یحیٰی کی بشارت دیتا ہے، جو کلمۃ اللہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرنے والے ہوں گے، سردار اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے ہوں گے اور نبی ہوں گے''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے حضرت مریم کو بیٹے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور ان کے یہ اوصاف بیان فرمائے: ''وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوں گے، گہوارے اور پختہ عمر میں لوگوں سے کلام کریں گے، انہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دیں گے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوں گے''۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہے، یعنی اذنِ الٰہی سے مٹی سے پرندہ بنا کر اُس میں جان ڈالنا، مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو شفا دینا، مردے کو اپنے ہاتھ کے لَمس سے زندہ کرنا، لوگوں کو یہ بتانا کہ وہ کیا کھا کر آئے ہیں اور گھروں میں کیا ذخیرہ کرکے آئے ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا ذکر ہے اور یہ کہ جس طرح اللہ نے امرِ کُن سے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ کے پیدا کیا۔

نجران کے نصاریٰ نے قطعی دلائل آنے کے باوجود دعوتِ حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، تو اُنہیں مباہلے کی دعوت دی گئی مگر اُنہوں نے مباہلے کا چیلنج قبول نہ کیا اور جزیہ دینے پر راضی ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ کتاب کو مشترکات، یعنی عبادت کو اللہ کے لیے خاص کرنے، شرک نہ کرنے اور اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنانے، پر مُتفق ہونے کی دعوت دی، لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ آیت نمبر: 77 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت لیتے ہیں، اُن لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ آخرت میں اللہ اُن سے کلام فرمائے گا اور نہ ہی اُن کو پاکیزہ کرے گا''۔

آیت نمبر: 84 میں عالمِ اَرواح کے اُس میثاق کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے نبی آخرالزماں پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کا پکا عہد لیا اور اپنی ذات کو اس پر گواہ بنایا، اسی سبب انبیاء کرام آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دیتے رہے۔ اس میثاق سے معلوم ہوا کہ ختم الرسول ﷺ پر ایمان اور آپ کی نصرت وحمایت کا ہر نبی پابند تھا۔ اور پھر اس کا عملی مظاہرہ شبِ معراج کو اُس وقت ہوا، جب آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور آپ کے امام الانبیاء ہونے کا عملی طور پر اظہار ہوا۔

اس پارے کی آخری آیات میں یہ بیان فرمایا کہ دینِ اسلام ایک تسلسل کا نام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے ختم المرسلین ﷺ تک چلا آرہا ہے اور ہر نبی نے دینِ اسلام ہی کی دعوت دی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان تمام مخلوق کا جو بھی تکوینی نظام قائم ہے، سب خوشی یا ناخوشی اس نظام کی اطاعت کے پابند ہیں۔ اسلام ہی وہ دین ہے، جس کی دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک سب انبیاء کرام علیہم السلام دیتے آئے ہیں۔ اور اسلام کے سوا کسی اور دین کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، پس اگر کوئی شخص اسلام کے سوا کسی اور دین میں پناہ تلاش کرتا ہے، تو وہ خاسرین میں سے ہو جائے گا۔

آیات نمبر: 86 تا 88 میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کے بعد کفر کرنے والوں کی سزا، اُن پر عذاب اور عذاب میں تخفیف نہ ہونے اور کسی طرح کی کوئی مہلت نہ دیئے جانے کا بیان ہے۔ بعد کی آیت میں جہاں توبہ کرنے والوں کی بخشش کا بیان ہے، وہیں کفر پر ڈٹے رہنے والے اور حالتِ کفر میں مرنے والوں کی گمراہی کے ساتھ اُن کی توبہ کے قبول نہ کئے جانے کا بیان ہے کہ اگر وہ پہاڑ برابر بھی سونا فدیے میں دے دیں تو قبول نہ کیا جائے گا۔

03

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

04

رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

چوتھے پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

چوتھے پارے کی پہلی آیتِ مبارکہ میں بیان ہوا کہ نیکی کا مرتبۂ کمال یہ ہے کہ اپنے پسندیدہ اور محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ اونٹ کا گوشت کھاتے تھے اور اونٹنی کا دودھ نوش فرماتے تھے، اس پر یہود نے اعتراض کیا کہ اونٹنی کا گوشت اور اُس کا دودھ شریعتِ ابراہیمی سے حرام چلا آرہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اگرچہ اُمّی (اپنی پیدائشی حالت پر) تھے اور آپ ﷺ نے رسمی طور پر لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، مگر آپ نے یہود کو چیلنج کیا کہ اگر تمہارا دعویٰ سچا ہے، تو تورات لے آؤ اور اُس میں یہ حکم دکھادو، ورنہ یہ اللہ پر تمہارا افترا ہے، کیونکہ شرعی طور پر کسی چیز کو حرام قرار دینا، یہ اللہ کا حق ہے یا اُس کے اختیار سے رسول اللہ ﷺ کا حق ہے جیسا کہ اعراف:157 میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر قسم کا طعام بنی اسرائیل کے لئے حلال تھا، سوائے اُس کے جس کو تورات کے نزول سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے از خود اپنے اوپر حرام قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اونٹنی کے گوشت اور دودھ کی خوراک کو ترک کردینا اللہ کی طرف سے نہیں تھا بلکہ عزیمت کے طور پر اُنہوں نے خود اپنے اوپر یہ پابندی عائد کرلی تھی، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تنگدستی کی وجہ سے اپنے اوپر شہد کے استعمال کی پابندی لگادی تھی۔

آیت نمبر:95 تا 97 میں صاحبِ استطاعت پر حج کی فرضیت کا حکم بیان ہوا اور یہ کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلا گھر مکۂ مکرمہ میں بیت اللہ بنایا گیا ہے، جس میں واضح نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے اور یہ جائے امن ہے۔

آیت نمبر:103 تا 110 میں اتحادِ اُمّت، فرقہ بندی سے بچنے کا حکم بیان ہوا اور فرمایا کہ اسلام سے پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور اپنی بداعمالیوں کے سبب آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، مگر اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی برکت سے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم بھائی بھائی بن گئے۔

آیت نمبر:110 میں بتایا کہ امتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے عالمِ انسانیت میں دعوتِ حق کے لیے پیدا کیا ہے۔ آیت نمبر:112 میں بتایا کہ یہود پر اُن کے ناروا اعمال کے سبب ذلت مسلط کردی گئی، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے، اس کے انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ اہلِ کتاب میں ایک گروہ ایسا تھا، جو حق پر قائم رہا، تلاوت، عبادت، خیر کے کاموں میں مستعد رہنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا شِعار تھا۔ آیت نمبر:118 میں حکم ہوا کہ اہلِ ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنے دین کے دشمنوں کو اپنا راز دار نہ بنائیں، وہ مسلمانوں کی بربادی میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے اور مسلمانوں کا مصیبت میں مبتلا ہونا ان کی خواہش ہے، ان کی مسلمانوں سے نفرت کسی حد تک ان کی باتوں سے عیاں ہے اور جو بغض وعناد وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں، وہ اس سے سوا ہے۔ ان کا شِعار منافقت ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

04

رمضان کریم

غزوۂ بدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آیت نمبر:122 میں فرمایا کہ منافقین کا ساتھ چھوڑنے کے بعد مسلمانوں کی دو جماعتوں (بنوحارثہ اور بنوسلمہ) کی ہمتیں پست ہورہی تھیں کہ اللہ نے انہیں بچالیا۔ آیت نمبر:123 تا128 میں غزوۂ بدر کا ذکر ہے، اللہ نے ایسے حالات میں کہ مسلمان ظاہری اعتبار سے کمزور تھے، تین ہزار فرشتے ان کی مدد کے لئے اتارے اور مزید نصرتِ غیبی کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ مجاہدین کی مدد کے لئے فرشتوں کا نزول مومنوں کے اطمینانِ قلب کے لئے تھا۔

آیت نمبر:130 میں ایک بار پھر سود کی ممانعت کا حکم نازل ہوا کہ حرام طریقے سے مال کو دگنا چوگنا نہ کرو۔ آیت نمبر:133 اور 134 میں بیان ہوا کہ اہلِ جنت کا شِعار یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں، غصے پر قابو پاتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کردیتے ہیں۔

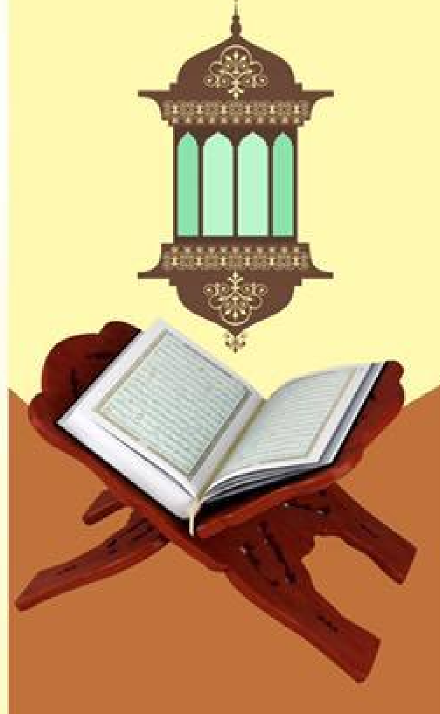
آیت نمبر:139 تا143 میں غزوۂ احد میں اَفرادی قوت اور اسباب میں کمی کے سبب دل چھوڑنے والے مجاہدین کو تسلی دی کہ ثابت قدم رہو، آخر کار تم ہی سرفراز ہوگے۔ اگر وقتی طور پر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے تو اہلِ حق کے ساتھ ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے، مگر برے دن ہمیشہ نہیں رہتے اور یہ ابتلائیں مسلمانوں کے لئے درجات کی بلندی کا سبب بنتی ہیں اور جنت کے حصول کے لئے مسلمانوں کو مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی بتایا کہ موت سے ڈرنا مسلمانوں کا شِعار نہیں ہے۔

غزوۂ احد میں جب یہ افواہ اڑادی گئی کہ (العیاذ باللہ) اللہ کے رسول شہید ہوگئے ہیں، تو مسلمانوں کے قدم عارضی طور پر لڑکھڑا گئے، اُن کو اطمینان دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، تو اگر (قضائے الٰہی سے) وہ فوت ہوجائیں یا (بفرضِ محال) شہید ہوجائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس پلٹ جاؤگے؟"۔

غزوۂ اُحد کے بارے میں انہی آیات میں یہ بتایا کہ جب عارضی طور پر مسلمانوں کی ہمتیں جواب دینے لگیں اور طرح طرح کے گمان ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کی تسلی کے لئے اُن پر اونگھ طاری کردی اور نیند کی کیفیت میں انہیں امید افزا منظر دکھایا تاکہ ہمت بند جائے۔ ان کے ذہنوں میں یہ خیال بھی آرہا تھا کہ ہم مدینے سے نکل کر احد کے میدان میں نہ آتے تو شاید موت سے بچ جاتے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(موت برحق ہے) اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہو، تو جہاں جس کی موت مقدر ہے، وہ خود اپنے مَقتل کی طرف نکل آئے گا"۔ جو مسلمان عارضی طور پر پسپا ہوگئے تھے، بعد میں وہ آپ کے پاس لوٹ آئے، تو آپ نے ان پر کوئی گرفت نہیں فرمائی، آپ کی اِس اخلاقی عظمت کو قرآن نے یوں بیان فرمایا: "سو اللہ کی عظیم رحمت سے آپ مسلمانوں کے لئے نرم ہوگئے اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے، تو وہ ضرور آپ کے گرد و پیش سے بھاگ جاتے، پس آپ انہیں معاف کردیں اور ان کے لئے استغفار کریں اور (اہم) امور میں ان سے مشورہ کریں، پس جب آپ (کسی کام کا) عزم کرلیں، اللہ پر توکل رکھیں"۔

آیت نمبر:164 میں اللہ تعالیٰ نے بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کو اہلِ ایمان کے لئے اپنی نعمت اور احسان قرار دیا اور آپ کے فرائضِ نبوت کو ایک بار پھر بیان فرمایا۔ منافق غزوۂ احد کے مجاہدین کو بار بار ذہنی اذیت پہنچاتے ہوئے کہتے کہ اگر تم نے ہماری بات مانی ہوتی اور احد کے میدان میں نہ گئے ہوتے تو ان نتائج سے بچ جاتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے شہداء کی عظمتِ شان کو مسلمانوں کی طمانیت کے لئے ان الفاظ میں بیان فرمایا: "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں، انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو، وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ کافروں کو بتایا گیا کہ انہیں جو دنیا میں ڈھیل دی جارہی ہے، یہ ان کے لئے مزید تباہ کن ہوگی، کیوں کہ جتنی سرکشی وہ کرتے چلے جائیں گے، انجامِ کار اس کا وبال اُن پر ہی آئے گا۔

آیت نمبر:180 میں ان بخیل مالداروں کو جو اللہ کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وعید سنائی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

اپنے فضل سے جو (مال) انہیں عطا کر رکھا ہے، وہ یہ گمان نہ کریں یہ ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے اور قیامت کے دن اُن کے اِسی جمع کئے ہوئے مال کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

آیت نمبر:183 میں رسول اللہ ﷺ یہود کے اس مطالبے کا ذکر ہے کہ ان کے نزدیک نبی کی صداقت کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کے لئے قربانی پیش کریں اور آسمان سے آگ آئے اور اسے کھا جائے (یعنی جلا کر راکھ کر دے)۔ بتایا گیا کہ یہ محض ان کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ جن رسولوں نے یہ معجزہ پیش کیا، ان پر وہ نہیں ایمان لائے؟۔

آیت نمبر:190 اور اس کے بعد والی آیات میں یہ بتایا کہ کائنات اور اس میں تمام اَسرار و رموز، نظم و ضبط اور ایک نظر نہ آنے والے کنٹرول، اللہ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اور اہلِ ایمان ہر حال میں اللہ کے ذکر میں محو رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلالت کی عقیدت میں ڈوب کر وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری خطاؤں کو مٹا دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ فرما۔ اے ہمارے پروردگار! اپنے رسولوں کی زبانی تو نے ہم سے جو وعدہ فرمایا، وہ ہمیں عطا فرما۔

اس کے بعد سورۃ النساء کی ابتدائی 23 آیات ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حواء) کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں کے ذریعے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں زمین میں پھیلا دیئے، یعنی تمام انسانیت کی اصل ایک ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اپنے زیرِ کفالت یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ، یہ بہت بڑا گناہ ہے، اسی طرح اپنے خراب مال کو یتیم کے اچھے مال سے تبدیل نہ کرو۔ اگلی آیت میں یہ بتایا کہ اگرچہ بوقتِ ضرورت ایک سے زیادہ چار تک شادیوں کی اجازت ہے، لیکن ازواج کے درمیان عدل کی کڑی شرط کے ساتھ۔ زیرِ کفالت یتیموں کے حوالے سے فرمایا کہ اگر وہ اپنے مال کی حفاظت کا شعور نہیں رکھتے، تو ان کے سرپرست کو چاہئے کہ ان کے مال کی حفاظت کرے، ان کی ضروریات کی کفالت کرے اور ان سے حسنِ سلوک کرے۔ یتیم کا مال اس وقت اس کے سپرد کرو جب وہ بالغ اور عقلمند ہو جائے۔ اس اندیشے سے یتیم کا مال جلدی جلدی ہڑپ نہ کرو کہ وہ بالغ ہو کر اپنے مال کا مطالبہ کرے گا اور جب یتیم کا مال اس کے حوالے کرو، احتیاطاً گواہ مقرر کر لو۔ قرآن نے یہ بھی بتایا کہ یتیم کا سرپرست اگر غنی ہے تو اپنی ذات اور ضروریات پر یتیم کے مال کو خرچ نہ کرے اور اگر وہ فقیر ہے تو صرف بقدرِ ضرورت اپنے اوپر خرچ کرلے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد ہو یا عورت، شریعت میں اپنے مقررہ حصے کی وراثت پانے کا حق دار ہے، یعنی اسلام میں عورت کو وراثت سے محروم نہیں رکھا گیا۔ سفارش کے طور پر قرآن نے یہ بھی بتایا کہ تقسیمِ وراثت کے موقع پر ایسے قرابت دار، یتیم اور مسکین آ جائیں جن کو وراثت میں حصہ نہیں مل رہا تو نفلی صدقے کے طور پر انہیں کچھ نہ کچھ دے دو، ذرا یہ سوچو کہ کل خدانخواستہ تمہاری اولاد اس محرومی کی حالت سے دوچار ہو جائے تو ان پر کیا گزرے گی۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر:11 اور 12 میں وراثت کے تفصیلی احکام بیان فرمائے ہیں اور آیت:22 میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ نسبی، سسرالی اور دودھ کے رشتے سے ان خواتین کا بیان فرمایا ہے، جن کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ احکامِ وراثت اور محرماتِ نکاح کی تفصیل کے لیے کسی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں۔

04

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

پانچویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

پانچویں پارے کی ابتدا میں محرمات قطعیہ کے تسلسل میں یہ بھی بتایا کہ جب تک کوئی عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں ہو، اس سے نکاح حرام ہے، یہاں تک کہ اگر شوہر نے طلاق دے دی ہو تو عدت کے اندر نکاح اور واضح الفاظ میں نکاح کا پیغام دینا بھی حرام ہے۔ البتہ عدت کے بعد عورت اپنی رضامندی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

آیت نمبر:29 میں بتایا کہ باطل طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانا حرام ہے اور باہمی رضامندی سے تجارت جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی جائز ہے۔ اسی طرح ہبہ اور وراثت کے ذریعے جو مال ملے وہ بھی جائز ہے، مگر جوا، سٹہ، غصب، چوری، ڈاکہ، خیانت، رشوت، جھوٹی قسم کھا کر اور جھوٹی گواہی کے ذریعے دوسروں کا مال حاصل کرنا حرام ہے۔ اور جو شخص ظلماً دوسروں کا مال کھائے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

آیت نمبر:32 میں حسد کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے کسی کو مال، عزت یا مرتبے میں فضیلت دے رکھی ہے تو اس کے زائل ہونے کی تمنا نہ کرو، کیونکہ یہی حسد ہے جو حرام ہے، کسی کے ساتھ حسد کرنے سے بہتر ہے کہ اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مرد عورتوں کے منتظم اور کفیل ہیں، کیوں کہ اللہ نے ان میں سے ہر ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لئے (بھی) کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے ہیں (یعنی شوہر مہر بھی ادا کرتا ہے اور بیوی بچوں کی کفالت بھی اس کے ذمے ہے)''۔ جو عورت شوہر کی نافرمان ہو، اسے ''ناشزہ'' کہتے ہیں۔ قرآن نے نافرمان عورت کی تدریجی اصلاح کا حکم بیان کیا ہے۔

آیت نمبر:37 میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا حکم فرمایا اور شرک (کی تمام صورتوں) کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس کے بعد حقوق العباد کا بیان ہوا اور فرمایا کہ ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، مسافروں اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ پھر پڑوسیوں کی درجہ بندی کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک پڑوسی وہ ہے جو قرابت دار ہے، یہ قرابت رشتے داری کی بھی ہو سکتی ہے اور اسلامی رشتے کے حوالے سے بھی۔ دوسرا وہ پڑوسی جو اجنبی ہے، اس اجنبی سے مراد یہ ہے کہ جو رشتے دار نہ ہو اور وہ بھی ہے جو کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ تیسرا وہ جس کے ساتھ دفتر یا کارخانے میں، سفر میں یا کلاس یا مجلس میں قربت کا تعلق قائم ہو جائے۔ ان سب کے درجہ بدرجہ حقوق ہیں۔

آیت:37 تا 40 میں بُخل اور ریاکاری کی ممانعت کا حکم ہے اور فرمایا کہ جس کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہ ہو

05

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

وہی ریاکاری کرسکتا ہے، یہ بھی فرمایا کہ اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں فرماتا اور نیکی کا اجر دُگنا فرمادیتا ہے۔ آیت نمبر:45 میں نماز کے چند مسائل بیان فرمائے: (الف) نشے کی حالت میں نماز ادا نہ کرو، نماز تو کسی حالت میں چھوڑی نہیں جاسکتی تو مسلمان کو ہر قسم کا نشہ چھوڑ دینا چاہئے۔ (ب) بعض ناگزیر صورتوں میں تیمّم کی اجازت دی گئی ہے۔ بے وضو ہو یا غسل واجب ہو، دونوں صورتوں میں تیمّم کی رخصت ہے۔ تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے ساتھ ایک بار پاک مٹی پر ہاتھ مارے اور اس سے چہرے کا مسح کرے اور دوسری بار ہاتھ مارے اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرے۔ زمین کی جنس سے جو بھی پاک چیز ہو اس سے تیمّم کرنا جائز ہے۔

آیت:46 میں یہودیوں کی ایک قبیح خصلت کا ذکر ہے کہ وہ کلامِ الٰہی میں تحریف کرتے ہیں۔ اور جب انہیں اللہ کا حکم سنایا جاتا ہے تو وہ ''ہم نے سنا اور اطاعت کی'' کہنے کے بجائے کہتے ہیں: ''ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور آپ کا حکم نہ سنا جائے''۔ اور ''رَاعِنَا، (ہماری رعایت کیجئے)'' کے کلمے کو زبان کو پھیر کر ''رَاعِینَا (ہمارے چرواہے)'' کہتے یعنی اہانت آمیز معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور یہ ان کی اللہ کے رسول سے نفرت اور فطری خباثت کی وجہ سے ہے اور وہ اسی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ جس طرح تم کلماتِ الٰہی کو بگاڑتے ہو، اس کی سزا کے طور پر تمہاری صورتیں بھی بگاڑی جاسکتی ہیں۔

آیت:48 میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شرک کے گناہ کو کسی صورت میں معاف نہیں فرماتا، اس کے علاوہ وہ جس کے لئے چاہے اس سے کم تر گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے، پھر فرمایا اہلِ کتاب بت اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں۔

قرآن نے بتایا کہ ختم المرسلین ﷺ سے اہلِ کتاب کی عداوت کا سبب آپ کو نبوت کا عطا کیا جانا تھا، حالانکہ اس سے پہلے ابراہیم اور آلِ ابراہیم کو بھی اللہ نے کتاب وحکمت اور بادشاہت کا اعزاز عطا فرمایا تھا اور وہ جسے چاہے نواز دے۔ پھر فرمایا کہ یہود کو اُن کی ان نافرمانیوں کی پاداش میں جہنم کا سخت عذاب دیا جائے گا اور جب ان کی کھالیں جل چکی ہوں گی اور انہیں نئی کھالیں دے کر عذاب جاری رکھا جائے گا۔

آیت:58 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امانتیں ان کے حق داروں کو دو اور جب فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ حکومت واقتدار اور منصب وعہدہ بھی امانت ہے، مشورہ بھی امانت ہے اور کسی کے پاس کسی نے کوئی چیز ودیعت رکھی ہو، تو یہ بھی امانت ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: ''قیامت کب آئے گی؟''، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب امانت ضائع کردی جائے''، پوچھا گیا کہ امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب امت کی زمامِ اقتدار نااہلوں کے سپرد کی جائے''۔

آیت:59 میں فرمایا: ''اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبانِ اختیار ہیں، ان کی اطاعت کرو''۔ اس میں اللہ عزّ وجلّ اور رسولِ مکرم ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کا حکم ہے اور اہلِ اقتدار کی اطاعت مشروط ہے۔ اگر اہلِ اقتدار کے ساتھ کسی معاملے کے جائز یا ناجائز ہونے کی بارے میں اختلاف ہوجائے، تو فیصلہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہوگا۔

05

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

05

رمضان کریم

آیت:60تا63میں منافقین کی مکروہ چالوں اور دورُخے پن کا ذکر ہے۔اس کے بعد اہلِ ایمان کے لئے ایک ایمان افروز نوید ہے، اللہ عزّ وجلّ نے ارشادفرمایا:''اور ہم نے ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے رسول! یہ آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے دعاءِ مغفرت کریں،تو یہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا ، بے حد رحم کرنے والا پائیں گے''۔یعنی رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے اللہ سے استغفار کیا جائے،تو اللہ اسے رد نہیں فرماتا۔اور یہ وسیلۂ مغفرت آج بھی مسلمان کو حاصل ہے۔

آیت:65میں فرمایاایمان کی لازمی شرط یہ ہے کہ رسول اللہ کو اپنے مقدمات میں قطعی حاکم تسلیم کریں اور آپ کے فیصلے کو دل وجان سے تسلیم کریں۔آیت:69میں فرمایا: جواللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرے،تو وہ (آخرت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے،جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، جوانبیاء،صدیقین،شہدااور عبادالصالحین ہیں۔اس کے بعد جہاد کے بارے میں اَحکام،ہدایات اور کامیابی کی بشارتیں ہیں۔مسلمانوں کوخبردار کیا گیا ہے کہ ایسے عالم میں جب معاشرے کے کمزور لوگ،عورتیں اور بچے مدد کے لئے پکاریں کہ ہمیں ظالموں کی بستی سے نکال دوتو مظلوموں کی مدد کے لئے،ان پر میدانِ جہاد میں آنالازم ہے۔

آیت:76اوراس کے بعدوالی آیات میں بتایا کہ منافق موت کےخوف سے جہاد سے دور رہتے ہیں،لیکن موت سے کسی کومفر نہیں ہے،خواہ وہ مضبوط قلعوں میں پناہ حاصل کرتے۔منافق ہرکامیابی کواپنی طرف اور ہر برائی کورسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ خیروشر سب اللہ کی جانب سے ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے رسول کہہ دیجئے! دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہےاوراہلِ تقویٰ کے لئے آخرت بہتر ہے''۔موت کے ڈر سے جہاد سے گریز کرنے والوں کو فرمایا:''تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تم کو پالے گی،خواہ تم مضبوط قلعوں میں قلعہ بندی کیوں نہ ہو جاؤ''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''وہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے ، اگر یہ قرآن اللہ کے غیر کے پاس سے آیا ہوتا،تو یہ اس میں بہت اختلاف پاتے''۔قرآن نے ایک اصول بتایا کہ حالتِ جنگ میں امن اور خوف (یعنی فتح وشکست) کے حوالے سے ہر سنی سنائی خبر کو پھیلانا نقصان کا سبب بنتا ہے،ایسے زمانے میں خبروں پر نگرانی کا اہتمام ہونا چاہئے کہ کس خبر کی اشاعت مسلمان کے لئے مفید اور کس کی اشاعت مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہے،اسے آج کل کی اصطلاح میں Censorship کہتے ہیں اور جدید دنیا میں بھی حالتِ جنگ میں خبروں کی اشاعت سرکاری کنٹرول ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ کرنا حاکمِ وقت اور وزارتِ دفاع کا کام ہے۔

آیت:86میں معاشرتی آداب بتائے گئے کہ جب تمہیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے،تو تم اس سے بہتر الفاظ میں جواب دو(جیسے السلام علیکم کے جواب میں کہا جائے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !) یا کم از کم انہی الفاظ میں جواب دو(جیسے السلام علیکم کے جواب میں کہا جائے وعلیکم السلام)۔

زمانۂ جنگ میں مسلمانوں کوکئی طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا: (الف) وہ منافقین جو دل سے مسلمانوں کی تباہی



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

05

رمضان کریم

اور نا کامی چاہتے تھے، ان کے لئے فرمایا کہ نہ تو انہیں اپنا دوست بنایا جائے اور نہ ان کے ساتھ کوئی رعایت برتی جائے بلکہ ان کا قلع قمع کردیا جائے۔ (ب) کچھ لوگ وہ تھے جو جنگ سے گریز چاہتے تھے، نہ مسلمانوں سے لڑنا چاہتے تھے اور نہ اپنی قوم کی حمایت میں لڑنا چاہتے تھے یا وہ ایسی قوم کے پاس چلے جاتے جن کے ساتھ مسلمانوں کا جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہے، تو قرآن نے بتایا اگر وہ جنگ سے کنارہ کش ہوجائیں اور مسلمانوں سے نہ لڑیں اور مسلمانوں کو صلح کا پیغام دیں، تو مسلمانوں کو بھی ان سے تصادم نہیں کرنا چاہئے۔ (ج) منافقین کا ایک گروہ وہ تھا جو مسلمانوں اور اپنی قوم دونوں کے ساتھ امن سے رہنا چاہتا تھا، لیکن ان کی باطنی کیفیت یہ تھی کہ اگر ان کی قوم کی طرف سے مسلمانوں پر جنگ مسلط کردی جائے، تو وہ اس میں کود پڑیں۔ تو قرآن نے بتایا: اگر وہ مسلمان سے الگ نہ ہوں اور مسلمانوں کو صلح کا پیغام نہ دیں اور موقع ملنے پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے اپنا ہاتھ نہ روکیں، تو مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ موقع ملنے پر ان کا قلع قمع کردیں۔

آیت نمبر:92 قتلِ خطا کا حکم بیان ہوا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے ہاتھوں غیر ارادی طور پر غلطی سے کسی مسلمان کا قتل ہوجائے، تو اس کی تلافی کے لئے کفارہ بھی دینا ہوگا اور مقتول کے ورثاء کو دیت بھی دینی ہوگی، سوائے اس کے کہ مقتول کے ورثاء دیت معاف کردیں۔ اسی طرح کسی معاہد قوم کا کوئی فرد مسلمان کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہوجائے، تو اس کا حکم بھی یہی ہے۔ اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھوں کسی دشمن قوم کا کوئی فرد غلطی سے قتل ہوجائے، تو اس کے لئے صرف کفارہ ہے۔ کفارہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے اور اگر مومن غلام دستیاب نہ ہو جیسے کہ اب دنیا میں غلامی کا رواج ختم ہوچکا ہے اور اسلام کو بھی یہ قبول ہے، تو کفارہ دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہے، یہ اللہ کی طرف سے توبہ ہے۔ قتلِ خطا کی دیت حدیث پاک میں بیان ہوئی ہے، جو یہ ہے: ایک ہزار طلائی دینار یا دس ہزار چاندی کے درہم یا سو اونٹ۔ قتلِ خطا کی ذیلی اقسام اور دیت کی تفصیلات کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کیجئے۔

آیت:93 میں قتلِ عمد یعنی ارادی طور پر کسی بے قصور انسان کی جان کو تلف کرنے کا حکم بیان کیا گیا، جو یہ ہے: ''جہنم کا دائمی عذاب (اگر حرام سمجھ کر قتل کیا ہے تو جب تک اللہ کی مشیت کا تقاضا ہو، مدتِ دراز تک جہنم میں رہے گا اور اگر قتلِ ناحق کو حلال جان کر کیا ہو تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا) اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ کی لعنت ہوگی اور آخرت میں اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ اگر کسی نے قصداً قتلِ ناحق کیا ہے اور دنیا میں اس سے قصاص لے لیا گیا ہے، تب بھی آخرت کی نجات کے لئے توبہ شرط ہے۔ قتلِ ناحق کی صورت میں قاتل سے قصاص بھی لیا جاسکتا ہے اور کسی بھی مالی بدل پر صلح کی جاسکتی ہے یا بغیر کسی مالی بدل کے مقتول کا ولی معاف بھی کرسکتا ہے۔

آیت:95 میں یہ بتایا کہ جو لوگ جہاد سے کنارہ کش ہیں، ان کا درجہ ان کے برابر نہیں ہوسکتا، جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کررہے ہیں، البتہ جو بیماری یا ضعف کے سبب عملی جہاد میں شریک نہیں ہے، لیکن وہ جنگ کا منصوبہ ساز ہے، حکمتِ عملی ترتیب دینے والا ہے، جنگی چالیں سکھانے والا ہے یا مجاہدین کی خدمت میں مشغول ہے، وہ یقیناً مجاہد کا اجر پائے گا۔

عہدِ رسالت کے تناظر میں جبکہ مسلمان مستقل حالتِ جنگ میں تھے، جو لوگ جنگ سے گریز کرتے رہے، ان کے



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-5

05

رمضان کریم

بارے میں فرمایا کہ جب اُن کی روح قبض کرنے کا وقت آئے گا، تو فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ حق و باطل کی جنگ کے وقت تم کہاں تھے؟۔ وہ کہیں گے ہم زمین میں کمزور تھے، تو فرشتے ان سے کہیں گے کہ تم نے دارالایمان کی طرف ہجرت کیوں نہ کی؟، لیکن جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی کمزور تھے، ان کے لئے کوئی راہِ نجات نہ تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ ہجرت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرمائے گا اور جو شخص ہجرت کے ارادے سے اپنے گھر سے روانہ ہو جائے اور اسی دوران اسے موت آجائے، تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔

آیت:101 اور بعد کی آیات میں مسافر کے لئے نماز میں قصر کا حکم بیان ہوا ہے، اسی طرح عین فقہِ حنفی میں مسافتِ سفر کی مقدار 98 کلومیٹر ہے۔ نماز اور جماعت اتنا لازمی فریضہ ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی ساقط نہیں ہوتا، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ عین حالتِ جنگ میں باجماعت نماز کا حکم بیان ہوا ہے۔

امن کی حالت ہو تو معمول کے مطابق نماز ادا کرو، بے شک نماز مومنوں پر وقت مقرر میں فرض کی گئی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو کوئی گناہ کا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے، تو وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا اور ہر شخص کی بداعمالیوں کا وبال اُسی پر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو شخص ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کے راستے کے خلاف چلے، تو ہم اُسے اُسی طرف پھیر دیں گے، جسے اُس نے خود اختیار کیا اور اُسے جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے''، اِس میں واضح طور پر وعید ہے کہ کسی شخص کا مسلمانوں کے اِجماعی راہ سے ہٹ کر اپنے لئے الگ راہِ عمل مُتعین کرنا جہنم کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پیروکاروں کے لئے جہنم کی وعید سنائی ہے اور مومنینِ کاملین کے لئے جنت کی بشارت دی ہے اور فرمایا کہ ہر صاحبِ ایمان مرد اور عورت جنہوں نے حالتِ ایمان میں نیک کام کئے، وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُس سے اچھا دین کس کا ہوگا، جو اپنے آپ کو اللہ کی بندگی کے سپرد کر دے، اور وہ نیکوکار ہو اور ملّتِ ابراہیم کا پیروکار ہو۔

آیت:135 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مومنو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ (یہ گواہی) تمہاری ذات کے خلاف ہو یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کے خلاف ہو، (فریقِ معاملہ) خواہ امیر ہو یا غریب، اللہ اُن کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، پس (گواہی دیتے وقت) تم خواہش کی پیروی کر کے عدل سے رُوگردانی نہ کرو، اور اگر تم نے گواہی میں ہیر پھیر کیا یا اعراض کیا، تو اللہ تمہارے سب کاموں سے خوب باخبر ہے''۔ منافقین کی ایک علامت یہ بتائی کہ نماز میں سستی کرتے ہیں، نماز کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور صرف دکھاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ کُفر و ایمان کے درمیان مُتزلزل رہتے ہیں، اسی لئے فرمایا کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

چھٹے پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

06

رمضان کریم

اسلام برائی کی تشہیر کو پسند نہیں فرماتا، مگر مظلوم کو دادرسی کے لئے ظالم کے خلاف آواز بلند کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ آیت:150 میں بتایا کہ جو لوگ ایمان لانے میں اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں یا بعض رسولوں پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں یا ایمان اور کفر کے مابین کوئی درمیانی راستہ تلاش کریں، یہ سب لوگ پکے کافر ہیں۔ مومن صرف وہی ہیں جو اللہ پر ایمان لائیں اور بلاتفریق اُس کے سارے رسولوں پر بھی ایمان لائیں۔

آیت:153 تا 161 میں یہود کی بہت سی جہالتوں، سرکشیوں، ہٹ دھرمیوں اور فرمائشی مطالبات کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہم پر آسمان سے کتاب نازل کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام سے اِس سے بھی بڑے مطالبات کر چکے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی عہد شکنی اور کفر کی وجوہ کو بیان کیا کہ (۱) اُنہوں نے آیاتِ الٰہی اور معجزاتِ انبیاء سے انکار کیا (۲) انبیاء کرام کو ناحق قتل کیا (۳) حضرت مریم پر بہتان باندھا (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا دعویٰ کیا (۵) ہٹ دھرمی سے یہ کہا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اُنہیں سولی دی بلکہ اُن پر صورتِ حال مُشتبہ کر دی گئی۔ مُفسّرین نے لکھا ہے:" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کی صورت اُن کے مشابہ بنا دی گئی اور اُسے سولی پر چڑھا کر وہ یہ سمجھے کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کر دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُن کو اپنی طرف (زندہ) اُٹھا لیا"۔

آیت نمبر:163 میں بتایا کہ وحی ربانی اور نبوت کا سارا سلسلہ آپس میں مربوط ہے۔ حضرت نوح اور اُن کے بعد کے انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرت ابراہیم تا حضرت عیسیٰ مُتعدد انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: جس طرح ہم نے اِن انبیاء کرام پر باری باری وحی نازل فرمائی اِسی طرح اے رسولِ مکرم ﷺ! آپ پر بھی وحی نازل کی ہے۔ مزید فرمایا کہ کچھ رسولوں کے نام اور حالات ہم نے آپ پر بیان کئے اور ایسے بھی رسول ہیں، جن کے واقعات قرآن میں بیان نہیں ہوئے، جن کے نام قرآن وحدیث میں بیان ہوئے، اُن پر نام بہ نام ایمان لانا فرض ہے اور جن کے نام اور حالات بیان نہیں ہوئے، اُن پر اجمالی طور پر ایمان لانا فرض ہے یعنی جس کو بھی اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہم اُن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نظامِ نبوت و رسالت کی حکمت یہ بتائی کہ تمام انسانوں پر دعوتِ حق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی حُجّت قائم ہو جائے۔

آیت:174 میں فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے قوی دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

نورنازل کیاہے، برہان (قوی دلیل) سے مراد "سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ" کی ذاتِ گرامی ہے۔سیدنا محمد ﷺ اور قرآن مجید سے مکمل وابستگی اختیار کرنے پر ہی صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کا انحصار ہے۔سورۃ النساء کی آخری آیت میں وراثت لاولد شخص ،جس کے والدین بھی وفات پا چکے ہوں، کی وراثت کا بیان ہے،اس کو"کلالہ" کہتے ہیں۔

المائدہ:

سورۃ المائدہ میں فرمایا کہ :مُستثنیات کے سِوا (جن کا بیان آگے آرہاہے) چار پاؤں والے جانور حلال کئے گئے ہیں،لیکن احرام کی حالت میں شِکار حلال نہیں ہے۔مزید فرمایا کہ اللہ کی نشانیوں اور حُرمت والے (چار) مہینوں کی بے حُرمتی نہ کرو،اسی طرح کعبہ میں بھیجی ہوئی قربانیوں اور جن جانوروں کے گلوں میں (قربانی کی علامت کے) پٹے پڑے ہوں،اُن کی بھی بے حُرمتی نہ کرو۔اس کے بعد مسلمانوں کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں مدد نہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔یہ آیتِ مبارکہ "جوامع الکلم" میں سے ہے۔ہر خیر وشر ،بھلائی اور برائی کا اس آیتِ مبارکہ میں بڑے اختصار کے ساتھ تذکرہ کرکے قرآن مجید نے تمام کاموں کے لئے ایک اصل اور ضابطہ قرار دے دیا ہے۔

آیت :3 میں مُحرماتِ قطعیہ کا بیان ہے، جو یہ ہیں: (۱) وہ حلال جانور جو طبعی موت مرگیا ہو اور ذبح نہ کیا جا سکا ہو،یعنی مُردار (۲) ذبح کے وقت بہنے والا خون (۳) خنزیر کا گوشت (۴) جس جانور پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو (۵ تا ۱۰) وہ حلال جانور جو گلہ گھونٹنے یا چوٹ لگنے سے مرجائے یا جو بلندی سے گر کر مرگیا ہو یا دوسرے جانور نے سینگوں کی چوٹ سے ماردیا ہو یا درندوں نے کھایا ہو یا بتوں کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو (۱۱) اور فال کے تیروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا۔

اِسی آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کے لئے ایک اِعزازی اعلان ہوا کہ :"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور تمہارے لئے اسلام کو (بطورِ دین) پسند کرلیا ہے"۔قرآن سے پہلے کی کسی اِلہامی کتاب میں تکمیلِ دین کا اعلان نہیں ہوا۔اِسی آیت میں بتایا کہ حالتِ اضطرار میں بقائے جان کے لئے بقدرِ ضرورت حرام چیز کا کھانا جائز ہے۔اِسی سورت میں شِکاری کتوں کے ذریعے شِکار کئے گئے حلال جانور کے حکم کو بیان کیا گیا ہے،جس کے تفصیلی مسائل تفسیر وحدیث اور فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

آیت :5 میں بتایا کہ مسلمانوں کا کھانا اہلِ کتاب کے لئے حلال ہے اور اہلِ کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لئے حلال ہے، بشرطیکہ وہ کھانا اپنے اصل کے اعتبار سے حلال ہو اور اُس میں کسی حرام کی آمیزش نہ ہو۔اِسی آیت میں یہ حکم بھی بیان ہوا کہ اہلِ کتاب کی آزاد، پاکدامن عورتوں سے مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

آیت :6 میں وضو کے چار فرائض بیان ہوئے یعنی (۱) پورے چہرے کو دھونا (۲) کہنیوں سمیت ہاتھوں کا دھونا (۳) سر کا مسح (۴) ٹخنوں سمیت پاؤں کا دھونا۔اِس کے بعد مریض، مسافر، بے وضو اور جُنبی (جس پر غسل واجب ہو) کے لئے ضرورت کے وقت تیمّم کی اجازت کا بیان ہے۔

آیت :8 میں فرمایا:"کسی قوم کی عداوت کی وجہ سے تم بے انصافی پر آمادہ نہ ہو،تم عدل کرتے رہو اور یہی رَوِش خوفِ خدا کے زیادہ قریب ہے"۔آگے چل کر فرمایا کہ میثاقِ الٰہی کے بڑے حصے کو بھلا دینے کی پاداش میں اُن کے درمیان قیامت تک

06

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

کے لئے بغض وعداوت اور منافرت کو پیدا کر دیا۔ اہلِ کتاب کے جرائم تو بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں اُن کے بہت کم جرائم کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ مقصود اُن کی اصلاح ہے نہ کہ اُن کے جرائم کی تشہیر۔ پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نورِ نبوت اور روشن کتاب آئی، اللہ اِس کے ذریعے سلامتی کے راستوں پر اُن لوگوں کو چلاتا ہے، جو اُس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے اِذن سے اُن کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور اُن کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے''۔

آیت:17 میں اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو ''اِلٰـہ'' قرار دینے والوں کو کافر کہا ہے اور فرمایا کہ (بفرضِ محال) اللہ مسیح ابن مریم اور اُن کی ماں کو ہلاک کرنا چاہے، تو ساری زمین والے مل کر بھی اُن کو بچا نہیں سکتے۔ پھر یہود و نصاریٰ کی اِس خوش فہمی اور زعمِ باطل کا رَد فرمایا کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں، فرمایا کہ تم بھی منجملہ انسانوں میں سے ہو۔ اہلِ کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ انبیاء کی بعثت کے بعد انقطاعِ نبوت کا دور آیا اور پھر ہم نے اپنے رسولِ عظیم کو مبعوث فرمایا تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا، سو اب تمہارے پاس اللہ کی رحمت کی بشارت دینے والے اور اُس کے عذاب سے ڈرانے والے آخری رسول (محمد رسول اللہ ﷺ) آچکے۔

آیت:21 تا 26 میں اِس بات کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کو مُقدّس سرزمین میں داخل ہونے کا حکم دیا، اُنہوں نے کہا: اے موسیٰ! اِس سرزمین میں تو بڑی بڑی جسامت والے لوگ ہیں، جب تک اُن کو نکال نہ دیا جائے، ہم داخل نہیں ہوں گے، لہٰذا ''آپ اور آپ کا رب جائیں اور دونوں (اُن سے) جنگ کریں، بے شک ہم یہیں بیٹھے رہیں گے''۔ موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم سے مایوس ہو گئے تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار! میرا بس تو صرف اپنے آپ پر اور اپنے بھائی (ہارون) پر چل سکتا ہے، پس میرے اور میری نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ بنی اسرائیل کی اِن نافرمانیوں کی پاداش میں چالیس سال تک اُن پر مُقدّس سرزمین کو حرام کر دیا گیا اور وہ زمین میں یونہی بھٹکتے رہے۔

آیت:27 تا 31 میں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ بیان ہوا کہ دونوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی، ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی رَد ہو گئی۔ اُس زمانے کی شریعتوں میں قربانی کی قبولیت کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ آتی اور اُسے جلا ڈالتی۔ قابیل، جس کی قربانی رَد ہو گئی، اُس نے غصے میں اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا، اِس قربانی کی تفصیل کُتبِ تفسیر میں مذکور ہے۔ پھر قابیل کو یہ سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ اپنے بھائی کی لاش کے ساتھ کیا کرے، پھر اللہ تعالیٰ نے کوا بھیج کر اُسے لاش کو زمین میں دفن کرنا سکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اِسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس شخص نے جان کے بدلے کے بغیر (یعنی حقِ قصاص کے بغیر) یا زمین میں فساد کے (جرم کے) بغیر کسی انسانی جان کو قتل کیا، تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے (کسی بے قصور) شخص کی جان کو بچا دیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو بچا لیا''۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انسانی جان کی حُرمت انسانیت کا اجتماعی حق ہے اور ایک بے قصور انسان کو قتل کرنا پوری انسانیت کے تحفظِ جان کے حق کو پامال کرنا۔

اِس کے بعد انسانیت کے سب سے بڑے جرم، جسے آج کل دہشت گردی کہا جاتا ہے، کی حد کو اللہ تعالیٰ نے اسے اللہ اور رسول کے خلاف جنگ قرار دے کر اِن کلمات میں بیان فرمایا: ''اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور

06

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، اُن کی یہی سزا ہے کہ اُن کو چُن چُن کر قتل کیا جائے یا اُن کو سولی دی جائے یا اُن کے ہاتھ ایک جانب سے اور پیر دوسری جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا اُن کو زمین سے نکال دیا جائے (یعنی قید کر دیا جائے)، یہ اُن کے لئے دنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے"۔

آیت :35 میں اہلِ ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ کی بارگاہ میں (نجات کا) وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا ۔آیت:36 میں فرمایا کہ کوئی شخص ساری روئے زمین کا مالک ہوجائے اور اتنی ہی دولت اُسے اور مل جائے، اور وہ یہ سب کچھ اپنی جان کے فدیے کے طور پر دے دے، تو پھر بھی قیامت کے دن کافر کی نجات ممکن نہیں ہے۔آیت:38 میں چوری کرنے والے مرد اور عورت کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا کا حکم ہے، یہ اُن کے کئے کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے دوسرے لوگوں کے لئے درسِ عبرت ہے۔اِس کے بعد اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کے لئے آمادہ ہوجائیں تو اللہ اُنہیں معاف فرمانے والا ہے ۔آیت:40 میں زمینوں اور آسمانوں کی بادشاہی اور عذاب دینے اور معاف کرنے کی قدرت رب العالمین کا خاصہ بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ اگر وہ آپ کے پاس کوئی مقدمہ لے کر آئیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ فیصلہ کریں یا نہ کریں، لیکن اگر آپ کو فیصلہ کرنا ہو تو وہی فیصلہ کریں، جو انصاف پر مبنی ہو۔اِس کے بعد آیت:44 تا 47 میں بالترتیب فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے اَحکام کے موافق فیصلہ نہ کریں، وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں، یعنی جو اتنا سرکش ہو کہ اللہ کے حکم کو سرے سے تسلیم ہی نہ کرتا ہو، تو وہ کافر ہے۔اور جو اپنی ہٹ دھرمی یا بے عملی کی وجہ سے نافذ نہ کرے، تو وہ ظالم اور فاسق ہے۔

آیت:45 میں قانونِ قصاص کو بیان کیا کہ جان کا بدلہ جان، آنکھ کا بدلہ آنکھ، ناک کا بدلہ ناک، کان کا بدلہ کان، دانت کا بدلہ دانت اور اسی طرح زخموں کا بھی قصاص ہے اور جو خوشدلی سے قصاص دے دے (اور اپنے جرم پر صدقِ دل سے توبہ بھی کرے) تو یہ اُس کے گناہ کا کفارہ ہے۔

آیت:50-49 میں بتایا کہ اللہ نے ہر اُمّت کے لئے ایک شریعت اور واضح راہِ عمل مقرر کی ہے۔اگر اللہ کی مشیّت ہوتی تو سب کو ایک اُمّتِ اجابت بنا دیتا، لیکن اُس نے اپنے بندوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ حق یا باطل جس راہِ عمل کو چاہیں اختیار کریں اور اسی میں نیک و بد کی آزمائش ہے۔آیت:51 میں بتایا کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، مسلمانوں کے مقابلے میں وہ ایک دوسرے کے حامی اور دوست ہیں، لہٰذا جو اُن کی دوستی اختیار کرے گا، وہ اُنہی میں سے ہوگا۔

آیت:57 میں بتایا کہ اہلِ کتاب میں سے دین کو مذاق بنانے والوں اور کافروں کو دوست نہ بنانا۔آیت نمبر 60 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بدترین سزا اُن لوگوں کی ہے، جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی، اُن پر غضب فرمایا، اُنہوں نے شیطان کی عبادت کی اور اُن میں سے بعض کی صورتوں کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا۔

آیت:73 سے 80 تک نصاریٰ کے عقیدے کی خرابیوں کو بیان کیا کہ وہ تثلیث کے قائل ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے۔مسیح ابن مریم اسی طرح ایک رسول ہیں، جس طرح ان سے پہلے رسول گزر چکے اور ان کی ماں صدیقہ ہیں، وہ (عام انسانوں کی طرح) کھانا کھاتے تھے، تو وہ خدا کیسے ہوسکتے ہیں۔نافرمانیوں، بے اعتدالیوں، حد سے تجاوز اور نیکی کا حکم نہ دینے اور برائی سے نہ روکنے کی وجہ سے یہود پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے لعنت کی گئی۔

06

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

07

رمضان کریم

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

ساتویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے اصحاب نجاشی کے پاس پہنچے اور انہوں نے قرآن کریم پڑھا اور ان کے علماء اور راہبوں نے قرآن مجید سنا، تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے ان کے آنسو بہنے لگے، اس کیفیت کو ساتویں پارے کی ابتدائی آیات میں بیان کیا گیا کہ: ''اور جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں، جو رسول کی طرف نازل کیا گیا، تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے آپ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کو بہتا ہوا دیکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، تو ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے''۔ اس کے بعد ان کے لئے اجرِ آخرت اور دخولِ جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے۔

آیت:89 میں قسم کا حکم بیان کیا گیا ہے، یعنی کوئی شخص مستقبل میں کسی کام کے کرنے یہ نہ کرنے کی قسم کھائے، اگر وہ اس قسم پر قائم رہتا ہے، تو فقہی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ قسم میں بری ہے اور اگر وہ قسم کو توڑ دیتا ہے، یعنی جو کہا ہے اس کے برعکس کرتا ہے، تو فقہی اعتبار سے اسے ''حانث'' ہونا کہتے ہیں۔ اس آیت میں قسم توڑنے کا کفارہ بیان ہوا ہے، جو دس مسکینوں کو اپنے اوسط معیار کے مطابق دو وقت کا کھانا کھلانا یا ان کو لباس دینا یا غلام آزاد کرنا ہے، اگر کوئی ان چیزوں پر قادر نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو تا کہ کفارے کی نوبت نہ آئے۔ حدیثِ پاک میں فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی ایسی بات کی قسم کھائی ہے، جس پر قائم رہنا شریعت کی رو سے منع ہو، تو اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

آیت:90 اور 91 میں فرمایا: ''اے مومنو! شراب، جوا، بتوں کے پاس (قربانی کے لئے) نصب شدہ پتھر اور فال کے تیر محض ناپاک شیطانی کاموں سے ہیں، سو تم ان سے اجتناب کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو بس یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کرے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو؟''۔ ان دو آیات میں شراب کو محرمات قطعیہ کے ساتھ ذکر کر کے نو وجوہ سے اس کی حرمت کی تاکید فرمائی گئی ہے، اب شراب کے حرامِ قطعی ہونے میں کسی شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت:100 میں رسول اللہ ﷺ سے غیر ضروری سوالات کرنے سے منع فرمایا گیا کہ اگر بہت سی باتیں تم پر ظاہر ہو جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ زمانۂ جاہلیت میں مشرکوں نے بعض حلال جانوروں کو بتوں کے نام پر وقف کر کے ان کا دودھ



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

دوہنا، ان پر سامان لادنا اور ان کا گوشت کھانا ممنوع قرار دے رکھا تھا، ان میں سے چند یہ ہیں: بَحِیْرَہ، سَائِبَہ، وَصِیْلَہ اور حام۔ ان کی تعریفات میں مختلف اقوال ہیں، جو کتب حدیث وفقہ میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کافر اللہ پر بہتان تراشتے ہیں''، یعنی حرام وحلال قرار دینا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کا اختیار ہے، بندے کا یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی حلال کو حرام قرار دے دے۔

آیت:104 میں بتایا گیا کہ جب اہلِ کتاب اور دین سے انحراف کرنے والوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اللہ کے نازل کردہ دین اور رسول کی طرف اتباع کے لئے چلے آؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباواجداد کو اسی روش پر پایا ہے اور ہم اپنے آباواجداد کے شِعار کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں، خواہ ان کے آباواجداد جاہل اور راہِ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہوں، یعنی ہر دور کے منکرین کا شعار رہا ہے۔ آیت:106 میں وصیت کے لئے دو عادل گواہ مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ بعد میں تنازع پیدا نہ ہو اور یہ بھی حکم دیا کہ حق کی گواہی کو چھپانا نہیں چاہئے۔ ابتدائے اسلام میں وصیت کو فرض قرار دیا گیا تھا، لیکن احکام وراثت نازل ہونے کے بعد خیر کے کاموں کے لیے صرف اس کا جواز واستحباب باقی ہے۔

آیت:110 تا 111 میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی نعمتیں بیان کیں: (۱) روح القدس سے مدد کرنا (۲) گہوارے میں لوگوں سے کلام کرنا (۳) کتاب وحکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثلاً اذنِ الٰہی سے مٹی سے پرندہ بنا کر جان ڈالنا، مادرزاد اندھے اور برص کے مریض شفایاب کرنا، مردے کو زندہ کرنا، بنی اسرائیل کی ایذارسانی سے بچانا وغیرہ۔

آیت:112 میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اپنی قوم کی فرمائش پر اللہ سے دعا کی کہ: ''اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت نازل فرما، جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو اور تیری قدرت کی نشانی اور ہمیں رزق عطا فرما، بے شک تو بہترین رزق عطا کرنے والا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرمائشی معجزہ ظاہر ہونے کے بعد جو کفر کرے گا، تو اسے مثالی عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد کی آیات میں نصاریٰ پر حجت قائم کرنے کے لئے فرمایا کہ: ''اے عیسیٰ! کیا آپ نے لوگوں کو یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنالو''۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے براءت کا اظہار کیا اور کہا: ''میں نے ان لوگوں سے وہی کہا تھا، جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ (صرف) اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا رب ہے''۔ یعنی اب ان کا معاملہ تیرے سپرد ہے۔

الانعام: سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے کہ اس نے آسمانوں، زمین، ظلمت اور نور کو پیدا کیا، اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا، پھر اس کے لئے ایک مدتِ حیات اور قیامت کا وقت مقرر فرمایا، لیکن کافر پھر بھی اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور اس کی قدرت کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتے ہیں، حالانکہ وہ ظاہر وباطن اور انسان کے ہر عمل کو جانتا ہے۔ منکروں کا ایک شِعار یہ ہے کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں آنے کے باوجود ان میں غور نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی قوموں کو ہم نے زمین میں اقتدار عطا کیا، ان پر موسلادھار بارشیں برسائیں، ان کے لئے باغات کے نیچے نہریں جاری کیں اور پھر ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں ہلاک کردیا۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

07

رمضان کریم

آیت:07 میں فرمایا کہ کافروں کا حال تو یہ ہے کہ اگر لکھی ہوئی کتاب ان کے پاس اتار دی جائے، جسے وہ اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھ لیں، تو پھر بھی ایمان نہ لائیں بلکہ اسے جادو قرار دیں۔ اسی طرح اگر ان کے پاس فرشتہ اتر کر آجائے، تو ملکوتی شکل میں تو وہ دیکھ نہ پائیں اور اگر بشری لباس میں آئے، تو پھر وہ کہیں گے کہ یہ تو ہم جیسا بشر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر دور کے کفار اپنے نبیوں کا مذاق اڑاتے رہے ہیں، آپ زمین میں مشاہدہ کر لیں، گزشتہ امتوں کے تباہ شدہ آثار ان کے انجام کا پتا دیتے ہیں۔

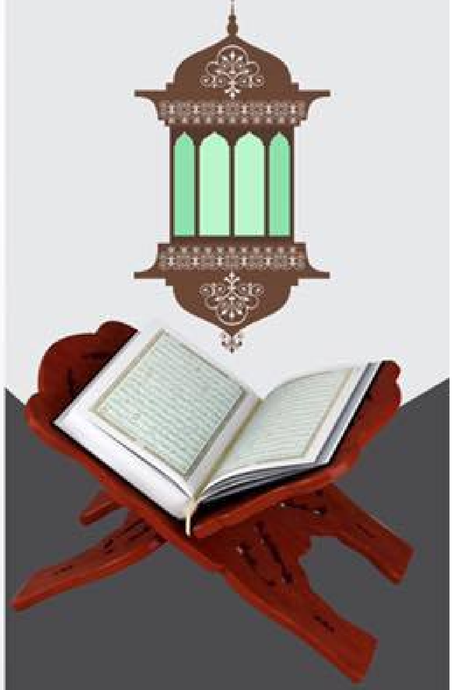
آیت:14 میں رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ کافروں اور مشرکوں کو بتائیں کہ کیا میں زمین و آسمان کے خالق اور سب کے روزی رساں کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا کارساز مان لوں؟ آپ کہہ دیں کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں۔ اللہ جس کو ضرر پہنچائے، اس کے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں، وہ ہر خیر کا مالک ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر ایک کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور اس کی توحید کی دعوت دوں اور شرک سے براءت کا اعلان کروں۔

آیت:22 میں فرمایا کہ قیامت کے دن ہم سب مشرکوں کو جمع کریں گے اور پوچھیں گے کہ تمہارے باطل معبود اب کہاں ہیں، تو وہ اپنے ماضی کو جھٹلائیں گے۔ آیت:25 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منکرین آپ کی بات کو توجہ سے سنتے ہیں، لیکن ان کی بداعمالیوں کے سبب ان کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے کانوں میں بندش ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنتے تو ہیں، لیکن یہ سننا ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوتا اور وہ ہٹ دھرمی سے حق کو رد کرتے ہیں۔ آخرت میں وہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے ہو جائیں، لیکن اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ حیات بعد الموت کے منکر ہیں۔

آیت:31 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے حضور پیش ہونے کی حقیقت کو جھٹلایا، وہ اپنی بداعمالیوں کا بوجھ اپنی پُشت پر اٹھائے ہوئے ہیں اور جب اچانک قیامت آپہنچے گی تو وہ اپنی کوتاہی پر افسوس کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ غمگین نہ ہوں، یہ آپ کو نہیں جھٹلا رہے بلکہ درحقیقت آیاتِ الٰہی کا انکار کر رہے ہیں اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو جبراً ہدایت پر جمع فرما دیتا، لیکن بندے کو اختیار دے کر آزمانا اور جزا و سزا کا نظام قائم کرنا، اس کی حکمت کا تقاضا تھا۔

آیت:38 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر چلنے والے حیوان اور فضاؤں میں اڑنے والے پرندے تمہاری طرح مخلوق ہیں، جب قیامت آجائے گی اور اللہ کا عذاب نگاہوں کے سامنے ہوگا تو پھر یہ مشرک بھی ایک ہی رب کو پکاریں گے۔

آیت:46 میں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سننے اور دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں کو سلب فرما لے، تو کون ہے جو تمہیں نعمتیں عطا کر سکتا ہے۔ مشرک رسول اللہ ﷺ سے طرح طرح کے فرمائشی مطالبات کرتے تھے، تو اللہ نے فرمایا: آپ کہہ دیں میں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں از خود غیب جانتا ہوں اور نہ میں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو فقط اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں، جس کی مجھے وحی کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اگرچہ اللہ کے بتانے پر غیب کی باتیں جانتے تھے، مگر عالم الغیب علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، نبی کے سارے امور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

07
رمضان کریم

مشرکوں کے سرداروں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ ہمارے لئے کوئی ایسا وقت مخصوص کریں جس میں فقراء صحابۂ کرام (صہیب، عمار، مقداد، بلال، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم) آپ کے پاس نہ ہوں، تو شاید ہم آپ کی بات پر غور کرلیں، رسول اللہ ﷺ دعوتِ حق کے لئے نہایت خواہشمند رہتے تھے، اس لئے آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان کی اس خواہش کو بھی پورا کرلیا جائے۔ آیت:52 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو اہلِ ایمان صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں اور اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں، آپ انہیں اپنے آپ سے دور نہ کریں''۔

آیت:59 میں فرمایا: ''اور غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، اس کے سوا (ازخود) ان کو کوئی نہیں جانتا، وہ ہر اُس چیز کو جانتا ہے، جو خشکی اور سمندر میں ہے، وہ درخت سے گرنے والے ہر پتے کو جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں ہر دانہ کو جانتا ہے اور تر اور خشک ہر چیز لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ آیت:61 میں فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ اُن پر نگرانی کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے اور جب کسی کی موت کا وقت آجائے، تو وہ فرشتے کسی کوتاہی کے بغیر اُس کی رُوح کو قبض کرلیتے ہیں۔ آیت:63 میں فرمایا کہ بَر و بحر کی ظلمتوں میں کون تمہیں نجات دیتا ہے، جس کو تم عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس مصیبت سے بچالے تو ہم ضرور شکر گزاروں میں ہو جائیں گے، اے رسول! کہہ دیجئے اللہ ہی تم کو اس مصیبت اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے، پھر بھی تم اُس کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ آیت:64 میں فرمایا: اللہ اِس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیجے اور تمہیں ایک دوسرے سے بھڑا دے اور تمہیں ایک دوسرے سے لڑائی کا مزا چکھا دے۔ مُفسرین نے فرمایا کہ اوپر کے عذاب کی ایک صورت تباہ کُن آندھیاں اور طوفانی بارشیں ہیں اور نیچے کے عذاب کی ایک صورت سیلاب، زلزلے اور قحط سالی ہے اور اوپر کے عذاب کی ایک صورت ظالم حکمرانوں کا مُسلط ہونا اور ماتحتوں کا نافرمان ہوجانا ہے اور اُمت کے مختلف گروہوں کا ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہونا بھی ایک صورتِ عذاب ہے اور اِن صورتوں کے مظاہر ہم وقتاً فوقتاً دیکھتے رہتے ہیں۔ آیت:71 میں مُشرکوں کے رَد میں فرمایا کہ اے رسول کہہ دیجئے: کیا ہم اللہ معبودِ برحق کو چھوڑ کر اُن باطل معبودوں کو پکاریں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، تو کیا ہم اللہ کی طرف سے ہدایت پانے کے بعد اُلٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹ جائیں، عقلِ سلیم اِسے کبھی تسلیم نہیں کرسکتی۔ آیت:73 میں فرمایا: اللہ وہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمینوں کو برحق پیدا کیا اور وہ جس دن کسی فنا شدہ چیز کو فرمائے گا کہ ہوجا، تو وہ ہوجائے گی۔ آیت:74 تا 81 حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے، اللہ نے فرمایا: ابراہیم کو یقینِ کامل عطا کرنے کے لئے ہم نے اُنہیں آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی دکھائی، یعنی کائنات کے تکوینی نظام کے اَسرار اور حکمتیں بتائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مظاہر پرست قوم کی حکمت کے ساتھ اِصلاح کرنے اور مظاہرِ کائنات کے فانی ہونے اور اللہ کی توحید کو دلائل سے ثابت کرنے کے لئے مظاہر کائنات ستارے، چاند اور سورج کا حوالہ دیا اور پھر اپنی اپنی باری پر وہ سب زوال سے دوچار ہوئے، اس پر حضرت ابراہیم نے فرمایا: ''میں زوال کا شکار ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو اپنے آپ کو ایک حالت پر قائم نہ رکھ سکے، وہ دوسروں کے کس کام آسکتا ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

آٹھویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

08

رمضان کریم

کفار رسول اللہ ﷺ سے طرح طرح کے مطالبے کرتے تھے کہ ہم اس وقت ایمان لائیں گے جب فرشتے ہمارے پاس اتر کر آئیں اور ہمارے جو لوگ مر چکے ہیں، وہ زندہ ہو کر آئیں یا برزخ و آخرت کے بارے میں آپ جو باتیں ہمیں بتاتے ہیں، وہ آپ کے ان دعووں کی تصدیق کریں، قرآن نے بتایا کہ اُن کی یہ ساری باتیں جہل پر مبنی اور انکارِ حق کے لئے محض بہانے بازی ہے۔

آیت 112 میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیطان انسانوں اور جنوں کو دشمن بنایا، جو (لوگوں کو) دھوکے میں ڈالنے کے لئے ایک دوسرے کو خوش نما باتیں القا کرتے ہیں۔ مزید فرمایا کہ وہ یہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ منکرین آخرت کے دلوں کو اپنی طرف مائل کریں۔ آیت:118-117 میں فرمایا: جس (حلال جانور) پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو، اُسے کھاؤ، مُحرّمات کو تمہارے لئے تفصیل سے بیان کر دیا گیا، صرف حالتِ اضطرار میں بقائے حیات کی حد تک اُن سے استفادے کی اجازت ہے۔ مزید فرمایا: جس ذبیحے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اُسے نہ کھاؤ۔ آیت:123 میں فرمایا: اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اُس کے مجرموں کو سردار بنایا تاکہ وہ وہاں فریب کاری کریں اور اُن کے دَجل و فریب کا وبال اُنہی پر آئے گا۔ آیت:124 میں فرمایا: اور جب اُن کے پاس کوئی نشانی آتی ہے، تو وہ کہتے ہیں: ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ ہمیں بھی اُس کی مثل دیا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے، (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنا منصبِ رسالت کسے تفویض کرے۔ آیت :125 میں فرمایا: سو اللہ جس کو ہدایت دینا چاہے، اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کے لئے گمراہی (مقدر فرمانا) چاہتا ہے، اُس کے سینے کو (قبولِ حق کے لئے) گھٹا ہوا تنگ کر دیتا ہے۔ آیت: 131-130 میں اِتمامِ حُجت کے لئے فرمایا: اے جنّات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے، جو تم پر میری آیات بیان کرتے تھے اور تمہیں اِس (قیامت کے) دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟، وہ کہیں گے: ہم خود اپنے خلاف گواہی دیتے ہیں اور اُنہیں دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ (یہ گواہی اس وجہ سے دی گئی کہ) آپ کا رب بستیوں کو ظلماً ہلاک کرنے والا نہیں ہے۔

آیات:138 تا 140 میں اس بات کا بیان ہے کہ کفار و مشرکین نے زمانۂ جاہلیت میں اپنے مویشیوں اور اپنے کھیتوں کی تین قسمیں کر دی تھیں، قرآن نے بتایا کہ یہ سب ان کی خود ساختہ باتیں ہیں۔ آیات: 141 تا 146 میں اللہ تعالیٰ نے پھلوں، کھیتوں اور جانوروں کے ذریعے عطا کی جانے والی نعمتوں کا بیان کر کے فرمایا کہ اللہ کی ان نعمتوں کو کھاؤ، اسراف نہ کرو اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، پھلوں اور کھیتوں کی پیداوار میں اللہ تعالیٰ کے حق (عُشر یا نصف عُشر) کو ادا کرو۔ پھر فرمایا کہ یہود کی سرکشی کی وجہ سے ناخن والے جانوروں اور گائے اور بکری کی چربی کو ان پر حرام کر دیا گیا تھا، انہوں نے اسے پگھلایا اور فروخت کر دیا۔

آیت:148 میں ہر دور کے منکرین کے ایک نفسیاتی حربے کو بیان کیا کہ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، یہ اللہ کی مشیت ہے، اگر وہ نہ چاہتا تو ہم یہ سب کچھ نہ کر پاتے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور اس کی رضا اور ہے، مثلاً مجرم کو سزا دینا اس کی



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

مشیت ہے، لیکن اس کی رضا اس میں ہے کہ کوئی اس کی نافرمانی نہ کرے۔ اگر سب کو جبری طور پر اطاعت کے راستے پر ڈالنا اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی، تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کی حکم عدولی کرے۔

آیات: 151 تا 160 میں فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، تنگ دستی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو، ظاہر و مستور فحاشی سے اجتناب کرو، قتلِ ناحق نہ کرو، یتیم کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ، لین دین میں ناپ تول پورا کرو، بلاتمیز سب کے ساتھ انصاف کرو اور اللہ سے کئے گئے عہد کی پاسداری کرو۔ یہ نو شرعی اَحکام دینِ اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہیں اور باقی تمام شرعی اَحکام اِنہی پر منحصر ہیں، اسی لئے فرمایا: یہی سیدھا راستہ ہے، فرقہ بندی چھوڑ کر اسی کی پیروی کرو اور کتابِ الٰہی کے اَحکام کو ملحوظ رکھو۔ آیت: 162 میں حقیقتِ ایمان اور مسلمان کے مقصدِ حیات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''(اے رسول!) کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں''۔ آیت: 165 میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ درجات و مراتب میں فرق صرف آزمائش کے لئے ہے کہ کون مال و رزق کی فراوانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کون دولت کے نشے میں اللہ تعالیٰ کے اَحکام کو بھلا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا بھی ہے اور بخشش و مغفرت فرمانے والا بھی ہے۔

الاعراف

اعراف کے معنی بلندی کے ہیں اور اس کا معنی جاننا اور پہچاننا بھی ہے۔ ''اصحابِ اعراف'' کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ان کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے اور ان کا مقام جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا یا یہ وہ لوگ ہیں جو اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کو پہچاننے والے ہوں گے اور ایک قول کے مطابق یہ انبیاء ہیں یا ملائکہ ہیں۔ آیت: 04 میں بتایا کہ بعض بستیوں پر دوپہر کو سوتے ہوئے عذاب آیا، تو اُن کے مکینوں نے اقرار کیا کہ ہاں! ہم ظالم تھے۔ آیت: 8 میں بتایا کہ قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے اور جن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہی فلاح پانے والے اور کامیاب ہیں اور جن کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

آیات: 11 تا 27 میں آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ بیان ہوا کہ جب ابلیس نے اللہ کے حکم پر آدم کو سجدہ نہ کیا، تو ربِ ذوالجلال نے اس سے پوچھا کہ تم نے میرے حکم کے باوجود سجدہ کیوں نہ کیا۔ اس نے اپنی سرکشی کا جواز عقلی دلیل سے پیش کیا کہ میں آدم سے بہتر ہوں، انہیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، میرا جوہرِ تخلیق آگ ہے اور آگ لطیف ہونے کی بنا پر مٹی سے افضل ہے۔ تکبر کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو رسوا کر کے مقامِ عزت سے نکال دیا۔ ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے یہ مہلت عطا کر دی، اِس پر اُس نے کہا کہ میں صراطِ مستقیم پر گھات لگا کر بیٹھ جاؤں گا اور بنی آدم کو دائیں بائیں، آگے پیچھے، حتیٰ کہ ہر جانب سے گمراہ کروں گا۔ اللہ نے فرمایا: تمہارے پیروکار جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا علیہما السلام کو جنت میں داخل کیا اور انہیں خاص درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا۔ شیطان نے ان کو وسوسہ ڈالا اور مخلص اور خیر خواہ کا روپ اختیار کر کے کہا کہ آپ لوگوں کو اس درخت کے قریب جانے سے محض اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس کے قریب جا کر آپ لوگ فرشتے بن جائیں گے اور آپ لوگوں کو ابدی زندگی مل جائے گی، اس نے قسمیں کھا کر اپنی خیر خواہی کا یقین دلایا، پھر ان سے اجتہادی خطا ہوئی اور اس درخت کو چکھنے سے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں اور وہ درختوں کے پتوں سے اپنے ستر کو ڈھانپنے لگے، یہاں قرآن نے یہ بھی بتایا کہ شیطان کا مقصد ان کے ستر کو بے حجاب کرنا تھا۔ اپنی اجتہادی خطا کا احساس ہونے پر آدم علیہ السلام نے توبہ کی اور ان کی توبہ کے کلمات آیت نمبر: 23 میں بیان ہوئے، پھر انہیں جنت سے زمین پر اتارا گیا اور فرمایا ایک مقررہ مدت تک تمہیں یہاں رہنا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مقصدِ لباس بیان فرمایا کہ ہم نے بنی آدم پر لباس اس لئے اتارا کہ ان کی ستر پوشی ہو اور سامان

08

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

زینت ہواور سب سے بہتر لباس تو تقویٰ ہے۔ پھر بنی آدم کو متنبہ کیا گیا کہ شیطان کے مکر وفریب میں نہ آئیں، اس کو یہ ملکہ دیا گیا ہے کہ وہ تمہیں ہر جہت سے دیکھ سکتا ہے۔

آیت:31اور32میں فرمایا: اے بنی آدم! ہر عبادت کے وقت لباسِ زینت کو اختیار کرواور اسراف سے بچتے ہوئے اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرو، پاکیزہ چیزیں، خواہ لباس ہو یا خوراک، مومنوں کے لئے حلال ہیں، اللہ نے تو ظاہر وباطن میں بے حیائی، گناہ اور حق سے عدول کو حرام قرار دیا ہے۔ آیت:40فرمایا کہ اللہ کی آیات کو جھٹلانے والوں اور تکبر کرنے والوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ آیت:43میں فرمایا کہ اللہ نے اہلِ جنت کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے اور وہ ہدایت پانے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، کیونکہ اسی کے فضل سے ہدایت ملتی ہے۔

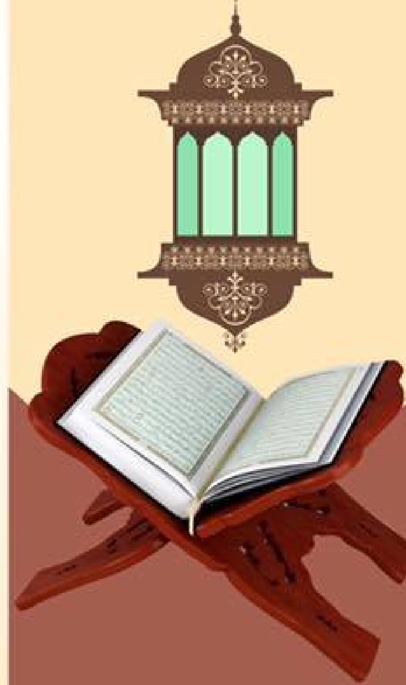
آیت:54میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائیں اور اس کے بعد فرمایا کہ اپنے رب کو گڑگڑا کر، چپکے چپکے اُس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے، اس کی رحمت کا یقین رکھتے ہوئے پکارو۔ آیت:57میں اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت کے نظام کے بارے میں بتایا کہ اس کے حکم سے ہوائیں پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کو چلا کر لے جاتی ہے اور بنجر زمین پر برسا کر اس سے اللہ کی نعمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اچھی زمین اللہ کے حکم سے سبزہ اگاتی ہے اور خراب زمین باغ وبہار نہیں لاتی۔ یہ مثالیں دے کر قرآن یہ بتاتا ہے کہ انسانوں کے دل ودماغ کی زمین کا حال بھی ایسا ہی ہے، یعنی پاکیزہ دل ودماغ میں ایمان قرار پاتا ہے اور اعمال کے ثمرات پیدا ہوتے ہیں، جب کہ خبیث دل ودماغ میں خیر کے پھل اور پھول پیدا نہیں ہوتے۔ آیت:59سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات بیان کئے گئے ہیں کہ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: ''(معاذ اللہ) آپ کھلی گمراہی میں ہیں''۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو اللہ کا رسول ہوں اور میرا کام تمہاری خیر خواہی اور تم تک دعوتِ حق کو پہنچانا ہے۔

آیت:65سے حضرت ہود اور ان کی قوم عاد کا ذکر ہے کہ قومِ عاد نے بھی اللہ کے نبی پر طعن کیا کہ (معاذ اللہ) آپ حماقت میں مبتلا ہیں۔ پھر ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہی جواب دیا، جو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دیا تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قومِ عاد کو انعاماتِ الٰہیہ کا شکر ادا کرنے کی تلقین کی، اُن کے انکار کے سبب اُن پر اللہ کا عذاب اور غضب نازل ہوا، اللہ نے حضرت ہود اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی۔ آیت:73سے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا ذکر ہے۔ قومِ ثمود کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح کے لیے معجزے کے طور پر چٹان سے حاملہ اونٹنی کو پیدا کیا اور انہیں حکم دیا کہ اسے چرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ قومِ ثمود کے لوگ بڑے طاقت ور تھے اور یہ نرم زمین میں محلات بناتے اور پہاڑوں کو تراش کر ان میں گھر بناتے تھے، گویا ان کو اپنی طاقت پر ناز تھا۔ پھر قومِ ثمود نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکشی کی سزا اس طرح دی کہ ان پر رات کو زلزلے کا عذاب آیا اور صبح کو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے۔

آیت:80سے حضرت لوط اور ان کی قوم کا ذکر ہے کہ وہ بے حیائی میں اپنے زمانے کے سب لوگوں پر سبقت لے گئے، وہ اپنی جنسی خواہش کو غیر فطری طریقے سے پورا کرتے تھے اور جب اللہ کے نبی عذاب کا ڈر سناتے تو وہ اسے مذاق سمجھتے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا، آسمان سے پتھر برسائے اور اس طرح ان کا نام ونشان مٹا دیا گیا، یہاں تک کہ حضرت لوط علیہ السلام کی وہ بیوی جو قومِ لوط کی ہم خیال تھی وہ بھی عذاب سے نہ بچ سکی، صرف حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھ قبیلے کے چند نیکو کار لوگ ہی محفوظ رہے۔ آیت:85سے قومِ مدین کا ذکر ہے کہ وہ ناپ تول میں ڈنڈی مارتے، دوسروں کو چیزیں کم تول کر دیتے تھے اور راستے میں بیٹھ کر اہلِ ایمان کو ڈراتے اور انہیں راہِ راست سے روکتے۔ انہیں بھی کہا گیا کہ فساد فی الارض سے باز آجاؤ اور اپنے سے پہلی سرکش امتوں کا انجام دیکھ لو۔

08

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

09

رمضان کریم

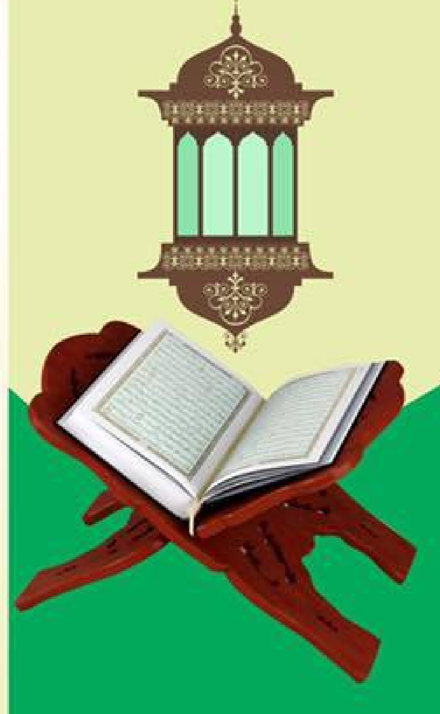
نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

نویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

اس پارے کے شروع میں قومِ شعیب کے سرکش سرداروں کی اس دھمکی کا ذکر ہے کہ اے شعیب! ہمارے دین کی طرف پلٹ آؤ، ورنہ ہم تمہیں اور تمہارے پیروکاروں کو جلاوطن کر دیں گے۔ شعیب علیہ السلام نے اللہ سے التجا کی کہ اے اللہ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادے۔ پھر اُن پر قومِ ثمود کی طرح عذاب نازل ہوا اور وہ ایسے نیست و نابود ہوئے کہ جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔ آیت نمبر:96 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان بستیوں والے ایمان لائے ہوتے اور تقوے کو اختیار کیا ہوتا تو ہم اِنہیں زمین و آسمان کی نعمتیں فراوانی سے عطا کر دیتے۔ لیکن حق کو جھٹلانے کے سبب وہ انجامِ بد سے دوچار ہوئے۔ ان بستی والوں کو اِس سے بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے تھا کہ اِن پر ہمارا عذاب رات کو سوتے میں یا دِن چڑھے آسکتا ہے۔ گزشتہ امتوں کے احوال سنا کر رسول اللہ ﷺ کو کفارِ مکہ کی ایذا رسانیوں پر تسلی دینا اور مشرکینِ مکہ کو عبرت دلانا مقصود ہے۔

آیت نمبر 103 سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور فرعون اور اس کے پیروکاروں کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو دعوتِ حق دی اور کہا کہ میں تمہارے پاس واضح نشانیاں لایا ہوں اور بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو، فرعون نے معجزات پیش کرنے کے لئے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک واضح اژدھا بن گیا، انہوں نے اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے روشن ہوگیا۔ فرعون کے سرداروں نے حق کو قبول کرنے کے بجائے اسے جادو قرار دیا اور کہا کہ یہ تمہیں اپنے ملک سے نکالنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملے کو ذرا ڈھیل دو اور جادوگروں کو جمع کرو، جادوگر آئے اور انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہمارا انعام کیا ہوگا، اس نے کہا کہ تم ہمارے مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ پہلے کریں گے یا ہم کریں؟۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم پہل کرو، جب جادوگروں نے اپنی (رسیاں) زمین پر ڈال دیں تو لوگوں کی نگاہوں کو سحر زدہ کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور (انہوں نے کہا یہ تو) بڑا جادو لے آئے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا (زمین پر) ڈالیں، وہ عصا سانپ بنا اور جادوگروں کی چیزوں کو نگلنے لگا۔ اس طرح معجزے کی حقانیت اور جادو کا بُطلان ثابت ہوا اور فرعونی رسوا ہوئے۔ جادوگر سجدے میں گر پڑے، اللہ پر ایمان لے آئے، فرعون نے انہیں دھمکی دی کہ میری اجازت کے بغیر تم ایمان لے آئے، میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

09

رمضان کریم

کاٹ دوں گا اور تمہیں سولی چڑھاؤں گا، انہوں نے کہا کہ ایمان لانے کی پاداش میں تم ہمیں سزا دینا چاہتے ہو؟ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے صبر واستقامت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو صبر کی تلقین کی اور کہا کہ نیک انجام اہلِ تقویٰ کے لئے ہے۔

آیت نمبر:130 سے بتایا کہ اللہ نے فرعونیوں پر قحط سالی کا عذاب نازل کیا، فرعونیوں کا طریقہ یہ تھا کہ اچھائی کو اپنا کمال گردانتے اور برائی کو بدشگونی کے طور پر موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے۔ پھر ان پر ٹڈیوں، دل، جوؤں، مینڈکوں اور خون کا عذاب نازل کیا۔ جب عذاب میں مبتلا ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ ہم سے یہ عذاب ٹل جائے، اگر ایسا ہوا تو ہم آپ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی آزاد کردیں گے، لیکن موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں عذاب ٹل جانے کے بعد بنی اسرائیل اپنے وعدے سے پھر گئے، تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں سمندر میں غرق کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے کمزور لوگوں کو مشرق ومغرب کو وارث بنادیا اور بنی اسرائیل سے جو خیر کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔ بنی اسرائیل سمندر پار کرکے ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو بتوں کو پرستش کرتی تھی، انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک خدا بنادیجئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بت پرستی کرنے والے جاہل ہیں اور اپنی جاہلیت کے باعث ہی ہلاک ہونے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا اور کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور یہ چالیس دن کا عرصہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنا جلوہ دکھانے کی دعا کی، لیکن جب اللہ تعالیٰ بالواسطہ جلوہ فرما ہوا، تو موسیٰ علیہ السلام اس کی تاب نہ لاکر بیہوش ہوگئے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔

آیت نمبر:144 سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت عطا کرنے، کلیم اللہ کا منصب عطا کرنے اور تورات عطا کرنے کا ذکر ہے۔ آگے چل کر بتایا کہ متکبر آیاتِ الٰہی سے اعراض کریں گے اور جو لوگ اللہ کی آیات اور قیامت کو جھٹلاتے ہیں، ان کے اعمال باطل ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر قیام کے عرصے میں بنی اسرائیل کے زیورات سے بچھڑا بنا کر اسے معبود بنانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو قوم پر غصے اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا میرے پیچھے تم نے ایسا برا کام کیا، انہوں نے تورات کی تختیاں زمین پر ڈالیں اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کا سر پکڑ کر ان سے جواب طلبی کی۔ انہوں نے کہا: اے میرے بھائی قوم نے مجھے بے بس کردیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کردیں، اب آپ مجھ پر سختی کرکے دشمنوں کو ہنسی کا موقع نہ دیں، پھر آیت نمبر:151 میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور کلماتِ استغفار کا ذکر ہے۔ آگے چل کر بتایا کہ غصہ ٹھنڈا ہونے پر موسیٰ علیہ السلام نے تورات کی تختیوں کو اٹھایا، جن کی تحریر میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت کی نوید تھی۔

آیت نمبر:155 تا158 میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے، جس میں انہوں نے اپنی قوم کے لئے اللہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کامل نعمت میں ان لوگوں کو عطا کروں گا جو ایمان کے ساتھ تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور اس عظیم رسول نبی امی کی پیروی کریں گے، جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور یہ نبی ان کو نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے روکے گا اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرے گا اور ناپاک چیزوں کو حرام کرے گا اور بداعمالیوں کا بوجھ اور ان کے گلوں میں پڑے ہوئے طوق اتار دے گا، سو جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کی تعظیم اور نصرت کی



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

اور اس نور (ہدایت) کی پیروی کی جو اُن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی رسالتِ عامّہ کا ذکر ہے۔

آیت نمبر:160 سے موسیٰ علیہ السلام کی پتھر پر ضرب سے ان کی قوم کے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشمے جاری ہونے کے معجزے کا بیان ہے۔ اس کے بعد اس امر کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ معافی مانگتے اور سجدہ کرتے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ، مگر انہوں نے اس مسئلے میں بھی تحریف کی، مزید بتایا کہ سمندر کے کنارے ایلا نامی بستی میں انہیں ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا گیا، مگر انہوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ بنی اسرائیل کی ان نافرمانیوں کے باعث اُن کی صورتوں کو مسخ کر کے بندر بنا دیا گیا۔

آیت نمبر:172 میں اس امر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی ارواح کو جمع کیا اور ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار کروایا، اس اقرار کو "عہدِ اَلَسْت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر:179 میں اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عقل کو قبولِ ہدایت کے لئے استعمال نہ کرنے والوں کو چوپایوں سے بدتر قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ: ان کے دل ہیں مگر وہ (حق کے دلائل کو) سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ (آیاتِ الٰہی کو) دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ (دعوتِ حق کو) سنتے نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو بارگاہِ الوہیت میں عجز و نیاز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: "کہو! میں اپنی ذات کے لئے (خود سے) کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں (اپنی ذات سے) غیب کو جانتا تو میں (از خود) خیرِ کثیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی"، یعنی غیب کے علوم اور ساری نعمتیں رب ہی کی عطا سے ہیں اور کبھی کوئی تکلیف پہنچے تو اس کی قضا و قدر سے پہنچتی ہے۔

آیت نمبر:188 میں بتایا کہ تمام بنی آدم کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بھی بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

آیت نمبر:184 سے مشرکوں کے معبودانِ باطلہ کے بارے میں بتایا کہ وہ تمہاری ہی طرح مخلوق ہیں اور آنکھ، کان، ہاتھ اور پاؤں کی نعمت سے بھی محروم ہیں، یعنی وہ خود ہی عاجز و بے بس ہیں اور کسی کو نقصان یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔

سورۂ اعراف کے آخر میں ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے رب کو صبح و شام خوف اور عاجزی کے ساتھ پست آواز میں دل میں یاد کرو اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

الانفال

انفال مطلقاً مالِ غنیمت کو بھی کہتے ہیں اور کسی مجاہد کو غیر معمولی کارکردگی کی وجہ سے دوسرے مجاہدین کے مقابلے میں کچھ زائد دیا جائے، تو اسے بھی نفل یا انفال کہتے ہیں۔ آیت نمبر:02 میں کامل مؤمنوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں: ۱۔ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ۲۔ آیاتِ الٰہی سن کر ان کے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ ۳۔ وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ ۴۔ اقامتِ صلوٰۃ اور (۵) اداءِ زکوٰۃ ان کا شعار ہے۔ اور یہ سچے اور پکے مومن ہیں۔ آیت نمبر:05 میں فرمایا کہ کچھ لوگ جہاد کے لئے دل و جان



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

سے آمادہ نہ تھے اور مجاہدین کی خواہش تھی کہ ابوجہل کی قیادت میں مشرکینِ مکہ کے مسلح ومنظم لشکر کے بجائے ابوسفیان کے تجارتی قافلے سے ٹکراؤ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ مکہ سے تصادم کو مقدر فرمایا تاکہ حق کی حقانیت اور غلبہ ثابت ہوجائے۔

آیت نمبر:8 سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں مجاہدین کے اطمینانِ قلب کے لئے اور فتح کی بشارت کے طور پر فرشتے نصرت کے لئے بھیجے۔ میدانِ بدر میں سخت زمین اور پانی کے چشمے کفار کے پاس تھے اور نرم زمین (جس پر چلنا دشوار ہوتا ہے) مسلمانوں کے پاس تھی اور پانی کی بھی قلت تھی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں طرح طرح کے توہمات پیدا ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی اور مسلمانوں نے وافر پانی جمع کرلیا اور ان کی شرعی اور طبعی ضروریات بھی پوری ہوئیں اور دلوں کو بھی اطمینان ملا۔ اللہ تعالیٰ نے میدانِ جہاد میں پسپائی کرنے والوں کو اپنے غضب کا حق دار قرار دیا۔ میدانِ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مُٹھی میں ریت لے کر کافروں کی جانب پھینکی اور فرمایا کہ یہ لوگ رسوا ہوجائیں، یہ ریت اُن کی آنکھوں میں جا پڑی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے رسول! وہ خاک آپ نے نہیں پھینکی، جس وقت کہ آپ نے پھینکی تھی، لیکن درحقیقت وہ اللہ نے پھینکی تھی''۔ اللہ تعالیٰ نے بدر کو فیصلہ کن جنگ قرار دیا اور مسلمانوں سے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو، جب رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں، جو تمہارے لئے حیات آفرین ہے''۔ مزید فرمایا کہ اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔

ہجرت کے موقع پر مشرکینِ مکہ نے اپنے پارلیمنٹ (دارالندوہ) میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو مشاورت کی، اس کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا: اور (اس وقت کو) یاد کیجئے جب کافر آپ کے خلاف سازش کررہے تھے تاکہ آپ کو قید کریں یا (معاذ اللہ) قتل کریں یا جلاوطن کریں، وہ اپنی سازش میں لگے ہوئے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر فرمارہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔

آیت نمبر:31 سے بیان فرمایا کہ کفارِ مکہ اپنی سرکشی کی وجہ سے اس طرح کے مطالبات کرتے تھے کہ اگر آپ کے پاس یہ قرآن حق ہے، تو اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے یا ہمیں دردناک عذاب دے، (مگر اللہ نے فرمایا) اور جب کے آپ ان میں موجود ہیں، اللہ ان کو عذاب (استیصال) نہیں دے گا اور جب تک وہ استغفار کررہے ہوں، تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا۔ پھر فرمایا کہ

''بیت اللہ کے پاس مشرکوں کی نماز سیٹیاں اور تالیاں بجانے کی صورت میں تھی'' اور آگے چل کر مقصدِ جہاد بیان فرمایا: ''اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کفر کا غلبہ نہ رہے اور پورا دین اللہ کا ہوجائے''۔

09

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

دسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

دسویں پارے کے شروع میں کفار پر غلبے کی سورت میں حاصل شدہ مالِ غنیمت کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ اس کے چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوں گے اور پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور (رسول کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے، یعنی یہ اللہ کے رسول کی صوابدید پر ہوگا۔

آیت :42 میں بتایا کہ میدانِ بدر میں مسلمان مجاہدین کی زمینی پوزیشن کفار کے مقابلے میں بظاہر کمزور تھی، یعنی مسلمانوں کی طرف کی زمین کا نرم ہونا اور پانی کی قلت اور مال واسباب کی قلت مسلمانوں کی کمزوری کی ظاہری علامت تھی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں خدشات پیدا ہوتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: (یہ اس لئے ہوا) کہ اللہ اپنے طے شدہ فیصلے کو نافذ کردے، یعنی ظاہری کمزوری کے باوجود مسلمانوں کا غلبہ اور فتح مقدر کردے اور اللہ تعالیٰ جو فیصلہ فرمادیتا ہے، وہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔

آیت :53 میں قانونِ قدرت کے ایک اصول کو بیان کیا، جسے علامہ اقبال نے اپنے کلام میں منظوم کیا ہے ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی   نہ ہو جس کو خیال آپ، اپنی حالت کے بدلنے کا

آیت :54 سے بتایا کہ آلِ فرعون اور پچھلی امتیں آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے کے جرم میں ہلاک کردی گئیں۔ آیت :60 میں فرمایا کہ دشمن کے مقابلے میں اپنی پوری دستیاب قوت اور اسباب کے ساتھ تیار رہو اور High Alert رہو، اس کے ذریعے تم اللہ اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو گے۔ آگے چل کر یہ بتایا کہ اگر دشمن صلح پر آمادہ ہو تو تم بھی صلح کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر توکل کرو اور اگر ان کی نیت دھوکہ دینے کی ہو تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔

آیت :63 سے بتایا کہ اللہ نے اپنے کرم سے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور اگر تم زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کردو تو یہ باہمی الفت تمہارے اندر پیدا نہ ہوتی اور فرمایا اے نبی! آپ کو اللہ کافی ہے اور آپ کے تابع فرمان مؤمنوں کی جماعت کافی ہے۔ آیت :65 سے نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا کہ مومنوں کو جہاد پر ابھاریئے، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے سے دس گنا تعداد پر مشتمل کافروں پر فتح عطا فرمائے گا، پھر بعد میں جب مسلمانوں میں کمزوری آئی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں کی دگنی تعداد پر فتح عطا فرمائے گا۔

ابتداءِ اسلام میں جنگی قیدیوں کے اَحکام نہیں آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کے مشورے سے جنگی

10

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

قیدیوں کو چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا، قرآن نے اس مرحلے پر اس فیصلے کو پسندیدہ تو قرار نہیں دیا، لیکن مسلمانوں کی خطاءِ اجتہادی پر مواخذہ بھی نہیں فرمایا۔ تفصیلی اَحکام بعد میں آئے۔ آیت :72 سے بتایا کہ جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مؤمنین مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام ایک دوسرے کے دوست ہیں اور آگے چل کر فرمایا کہ یہی سچے اور پکے مومن ہیں اور ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت والی روزی ہے اور اسی طرح کفار بھی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

التوبۃ

سورۂ انفال اور سورۂ توبہ کے مضامین چونکہ باہم مربوط ہیں، اس لئے ان دونوں کے درمیان فصل کے لئے بسم اللہ نہیں لکھی جاتی۔ اس سورت کی پہلی آیت میں مشرکینِ عرب سے براءت کا اعلان کرتے ہوئے انہیں مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ کرنے یا اسلام قبول کرنے کے لئے چار مہینے کا ٹائم دیا اور جن کفار کے ساتھ مسلمانوں کا پہلے سے کوئی معاہدہ ہے، انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کسی دشمن کی مدد بھی نہیں کی، تو مقررہ مدت تک مسلمان یکطرفہ طور پر معاہدے کو نہ توڑیں۔ پھر فرمایا کہ چار مہینے کا نوٹس پیریڈ گزرنے کے بعد مسلمان مشرکینِ عرب کے خلاف Crackdown کریں، ان کا مکمل محاصرہ کریں اور وہ جہاں بھی ملیں، انہیں ان کے کیفر کردار تک پہنچائیں۔

آیت :8 میں بتایا کہ کفار مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور اگر اُن کی اَخلاقی حالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں پر خدانخواستہ غالب آجائیں تو قرابت داری کا بھی پاس نہ کریں۔ مزید بتایا کہ ان کفار میں سے جو توبہ کرکے ایمان لے آئیں اور اس کے تقاضوں پر کاربند رہیں، تو پھر وہ مسلمانوں کے دینی بھائی ہیں۔ یعنی اُن کے لئے ماضی کی نفرتوں کو دل سے نکال دیا جائے۔ آیت :12 میں بتایا کہ جو کفار عہد کرکے اپنی قسموں کو توڑ دیں، تو پھر وہ کسی رو رعایت کے مستحق نہیں ہیں، وہ پہلے بھی رسول اللہ کے ساتھ اس طرح کی عہد شکنیاں کرچکے ہیں۔

آیت :23 میں حکم ہوا کہ تمہارے باپ دادا اور بھائیوں میں سے جو کفر کو ایمان پر ترجیح دیں، ان سے تعلق توڑ دو اور کافروں سے دوستی کرنے والا ظالم ہے۔ آیت :24 میں ان تمام چیزوں کا یکے بعد دیگرے ذکر فرمایا کہ جن سے انسان کو فطری اور طبعی طور پر محبت ہوتی ہے، یعنی باپ دادا، اولاد، بھائی بہن، بیویاں یا شوہر، کنبہ اور قبیلہ، کمایا ہوا مال اور تجارت جس کے خسارے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور پسندیدہ مکانات، ان سب چیزوں کی محبت اپنے اپنے درجے میں مُسلَّم، لیکن اگر یہ سب چیزیں مل کر بھی تمہارے لئے اللہ، اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوجائیں، (تو ایمان کا دعویٰ تو دور کی بات ہے) پھر تمہیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک اللہ اور اس کے رسول کی محبت کسوٹی پر پوری نہ اترے تو پھر محض دعویٰ محبت نجات کے لئے کافی نہیں ہے۔ آیت :25 میں غزوۂ حنین کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض اوقات کثرتِ تعداد پر اترانا اور نازاں ہونا بھی شکست کا باعث بن جاتا ہے، یہی مسلمانوں کے ساتھ غزوۂ حنین میں ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں پر قلبی سکون نازل کیا اور غیبی لشکروں سے ان کی مدد فرمائی۔

9 ہجری کے یوم الحج کو عرفات میں اعلان ہوا کہ اس سال کے بعد مشرک حدودِ حرم میں داخل نہیں ہوسکیں گے۔

10

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

آیت:30 سے بتایا کہ یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا اور نصاریٰ نے مسیح کو اللہ کا بیٹا کہا، مگر یہ سب ان کی خود ساختہ باتیں ہیں، ان پر اللہ کی مار ہے۔ مزید فرمایا کہ نصاریٰ نے اپنے علماء اور راہبوں کو خدا بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی ۔ حالانکہ انہیں وحدہٗ لاشریک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ آگے چل کر فرمایا کہ منکر اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، مگر اللہ ان کی خواہش کے برعکس اس نور کو مکمل فرمائے گا اور اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے۔

آیت:34 سے سونا اور چاندی (یعنی دنیاوی دولت) ذخیرہ کرنے والوں اور راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے اور پھر بتایا کہ قیامت کے دن ان کے اپنے جمع کئے ہوئے مال کو نارِ جہنم میں تپا کر اُس سے اُن کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنے ہی جمع کئے ہوئے مال کا مزہ چکھو۔ آیت:36 میں بتایا کہ ابتداءِ آفرینش سے اللہ کی کتابِ تقدیر میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، اُن میں سے چار (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) اور رجب المُرَجب حرمت والے ہیں، ان مہینوں میں جنگ کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ کفارِ مکہ جب اِن مہینوں میں جنگ کرنا چاہتے تو ان کی ترتیب میں رَدّوبدل کردیتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینوں کو مؤخر کرنا کفر میں زیادتی ہے۔

آیت:40 میں سفرِ ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقتِ خاص کو ایک شانِ امتیازی کے ساتھ بتایا اور اس آیت میں چھ مرتبہ مختلف انداز میں سیدنا صدیق اکبر کا ذکر ہوا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ کفر کو پست رکھا اور اللہ کا دین ہی سربلند ہے۔ آگے فرمایا کہ جب جہاد کے لئے عام لام بندی کا حکم ہو جائے، تو پھر جس حال میں بھی ہو تمام وسائل کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جاؤ۔ پھر فرمایا کہ منافقین قسمیں کھا کھا کر اور طرح طرح کے بہانے بنا کر جہاد سے پہلو تہی اختیار کریں گے، جبکہ سچے مومن دل وجان سے جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔ مزید فرمایا کہ جہاد سے پہلوتہی اختیار کرنے والے وہی لوگ ہیں جن کا اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں شک کی بیماری ہے، ایسے تشکیک کے مارے جنگ میں شامل بھی ہو جائیں تو فساد کا باعث بنتے ہیں اور مجاہدین کی صفوں میں فتنے اور سازشیں کرتے ہیں اور یہ لوگ پہلے بھی ایسا کرتے رہے ہیں۔ منافقین کا شِعار یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو کوئی بھلائی پہنچے تو وہ اس پر کڑھتے ہیں اور اگر مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو خوشی سے کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ نتیجہ پہلے سے معلوم تھا، اس لئے ہم نے احتیاط سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''(اے رسول!) کہہ دیجئے کہ ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچتی، سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لئے مقدر کردی ہے''۔

آیت:60 میں اللہ تعالیٰ نے صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ کے مصارف (مستحقین) کو قطعیت کے ساتھ بیان کیا، جو یہ ہیں: فقراء، مساکین، عاملینِ زکوٰۃ، مؤلَّفۃُ القلوب، غلامی سے گردن کو آزاد کرنا، جو قرض کے بار تلے دبے ہوئے ہوں، فی سبیل اللہ (یعنی جنہوں نے اپنے آپ کو کل وقتی طور پر اللہ کے دین کی کسی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہو) اور مسافر۔

آیت:61 میں فرمایا کہ بعض منافق اللہ کے نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کانوں کے کچے ہیں جبکہ نبی ﷺ کا تمام لوگوں کی بات سننا مومنین کے لئے باعثِ رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں، ان کے لئے درد

10

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

ناک عذاب ہے،فرمایا: منافق جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو راضی کرنے کا یقین دلاتے ہیں، اگر وہ سچے مومن ہوتے تو اللہ اور اس کا رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے۔ منافقوں کا شِعار یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور اگر ان سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم تو محض خوش طبعی اور دل لگی کرتے ہیں، تو کیا وہ اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہیں؟۔ آیت:67 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مشابے ہیں، وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور خیر کے کاموں سے اپنا ہاتھ روکے رکھتے ہیں۔ آگے چل کر فرمایا کہ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ آیت:73 سے فرمایا کہ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ کلمۂ کفر کہتے ہیں اور پھر قسمیں کھا کر منکر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انہوں نے کلمۂ کفر کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے کفر کو اختیار کیا۔

آیت:75 میں فرمایا کہ بعض منافق وہ ہیں، جو اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں عطا کیا، تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیکوکاروں میں سے ہو جائیں گے، پس جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں مال عطا کیا، تو انہوں نے بخل کیا اور رُوگردانی کی۔

آیت:78 میں اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ اللہ دلوں کے رازوں اور سرگوشیوں کو بھی جانتا ہے اور وہ غیبی باتوں کو بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ آیت:79 میں منافقوں کا ایک شِعار یہ بتایا کہ نادار مومنین جب اپنی محنت کی کمائی سے تھوڑا سا مال صدقہ کرتے ہیں، تو یہ منافق ان پر طعن کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) اللہ ان کو ان کے مذاق کی سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا: (یہ منافق آپ کے گستاخ ہیں) آپ کا ان کے لئے استغفار کرنا نہ کرنا برابر ہے، اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں (تو ان کی شقاوتِ قلبی کی وجہ سے) اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ آیت نمبر:84 میں نبی کریم ﷺ کو منافقین کے کفر کے سبب ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے اور ان کی قبر پر جانے سے ہمیشہ کے لئے منع فرما دیا۔

سورۂ توبہ کی آیات میں منافقین کی مسلسل مذمت فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ضعیفوں، بیماروں اور ناداروں کو عذر کی بنا پر رخصت عطا فرمائی ہے اور ایسے مجاہدین کو بھی جو خود بھی جہاد کے لئے اپنے مصارف برداشت نہ کر سکتے ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی ان کی سواری اور زادِ راہ کا سامان نہ ہو، البتہ جو لوگ صحت مند ہونے اور مالی وسائل رکھنے کے باوجود جہاد سے پہلو تہی اختیار کرنا چاہیں تو وہ قابلِ مذمت ہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

10

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

گیارہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

اس پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو غیب کی خبر سے مطلع فرمایا کہ جب آپ سفرِ جہاد سے واپس مدینہ طیبہ پہنچیں گے تو بغیر کسی عذر کے جہاد سے پیچھے رہنے والے منافقین جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے عذر پیش کریں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ بہانے بنانے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے حالات سے مطلع فرما دیا۔ یہ واقعہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والوں کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان سے صرفِ نظر کریں، یہ ناپاک لوگ ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آیت:98 سے عرب کے دیہاتی لوگوں کے دو طبقوں کا بیان ہوا، ایک وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں اور مسلمانوں پر برے دن آنے کے منتظر رہتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں، جو اِسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی ﷺ کی نیک دعاؤں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آیت:100 میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے میں پہل کرنے والے مہاجرین و انصار اور نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں کو اپنی رضامندی کی قطعی سند عطا فرمائی اور ان کے لئے جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارت سنائی۔ آیت:103 میں فرمایا: (اے رسول!) مسلمانوں کے مال داروں سے زکوٰۃ لیجئے تاکہ اس کے ذریعے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں، بے شک آپ کی دعا ان کے لئے سکون کا سبب ہے۔

آیت:107 میں ''مسجد ضرار'' کا ذکر ہے، منافقین نے حضور کو اس میں نماز پڑھنے کی دعوت دی تاکہ یہ مستند ہو جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو منع فرما دیا اور بتایا کہ یہ مسجد مسلمانوں کو ضرر پہنچانے، کفر پھیلانے، اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے، اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والوں کے لئے سازشوں کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو واپسی کے سفر میں مسجدِ قباء میں قیام کا حکم دیا، جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی ہے اور جس میں اللہ کے پسندیدہ بندے نماز پڑھتے ہیں، منفی مقاصد کے لئے بنائی ہوئی مسجد اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات بظاہر نیک کام اگر منفی مقاصد کے لئے کیا جائے تو اللہ کے ہاں اسے قبولیت نہیں مل سکتی۔

آیت:111 میں فرمایا کہ اہلِ ایمان نے اپنی جان و مال کو اللہ کو فروخت کر دی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی نعمت عطا

11

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

فرمائے گا۔آیت:112 میں اہلِ ایمان کی صفات بیان ہوئیں کہ وہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اللہ کی حمد کرنے والے، روزے رکھنے والے، رکوع وسجود کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آیت:118 میں غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ(کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم) کا بیان ہے کہ انہوں نے جھوٹی بہانہ بازی نہیں کی بلکہ اپنی غلطی کو تسلیم کیا، انہیں ایک ابتلاء کے دور سے گزرنا پڑا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کی قبولیت کے لئے اپنے نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور یہ ان کا بہت بڑا اعزاز ہے۔آیت:122 میں بیان کیا کہ سارے مسلمان اپنے سارے مشاغل کو چھوڑ کر اپنے آپ کو دین کے لئے وقف نہیں کرسکتے، پس ضروری ہے کہ ہر علاقے اور طبقۂ زندگی میں سے کچھ لوگ دین کی راہ میں نکل کھڑے ہوں اور دین میں مہارت حاصل کریں تاکہ وہ اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، یعنی یہ پورے معاشرے پر فرضِ کفایہ ہے۔

آیت:124 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وحیِ ربانی نازل ہونے سے مخلص مومنوں کے ایمان کو تقویت ملی ہے اور منافقین اور منکرین کے کفر اور نفاق کی بیماری میں اضافہ ہوتا ہے۔

یونس

آیت:05 میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روشنی دینے والا بنایا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ سالوں کا حساب ہوسکے۔مزید فرمایا کہ گردشِ لیل ونہار اور زمین وآسمان کی پیدائش میں اہلِ تقویٰ کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔

آیت:11 میں بتایا کہ لوگ دنیا کے مفادات طلب کرنے میں جتنی جلدی کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالیوں کی سزا میں اتنی ہی جلدی فرمائے، تو ان کی موت جلد آجائے، لیکن انہیں مہلت دی جاتی ہے۔آیت:15 سے بتایا کہ منکرینِ آخرت کے سامنے جب آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں آپ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آئیں یا اس کو تبدیل کردیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا(اے رسول!) آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھے اپنی جانب سے اس میں تبدیلی کا کوئی اختیار نہیں ہے، میں تو صرف وحیِ ربانی کی پیروی کرتا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ گزارا ہے، تو کیا تم سمجھتے نہیں، یعنی اس چالیس سالہ زندگی میں تم نے میرے قول وقرار میں، کردار میں کوئی جھول یا نقص دیکھا ہے؟۔

آیت:18 میں فرمایا کہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر ایسے باطل معبودوں کو پوجتے ہیں جو انہیں نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ یہاں یہ امر پیشِ نظر رہے کہ مشرکوں کے بت اور تمام معبودانِ باطل ''من دون اللہ'' ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ، انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اس



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

کے اذن سے سے اس کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔

آیت:22 سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مختلف نعمتوں کا ذکر فرمایا جس میں دریاؤں میں بادبانی کشتیوں کا چلنا اور بارش سے انسانوں اور جانوروں کی خوراک کے لئے پودوں اور سبزوں کا اُگنا شامل ہے۔لیکن انسان کی فطرت یہ ہے کہ طوفان کے گرداب میں پھنس جائے، تو آخری سہارے کے طور پر اللہ کو پکارتا ہے،لیکن جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو اللہ کی نافرمانی شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی تیار فصل اچانک کسی آفت کے نتیجے میں تباہ و برباد ہو جاتی ہے، حالانکہ انسان سمجھتا ہے کہ اب یہ میرے قبضہ وقدرت میں ہے، لیکن حکم صرف اللہ کا چلتا ہے۔آیت نمبر:26 میں بتایا کہ قیامت کے روز نیک اَعمال کرنے والوں کو بہترین جزا ملے گی اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

آیت:57 میں قرآن مجید کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے ایک عظیم نصیحت آئی ہے، جو دلوں کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے اور اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔آیت:63 سے اولیاء اللہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں نہ کسی آنے والی بات کا خوف ہوگا اور نہ ہی کسی گزری ہوئی بات کا رنج وملال، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ہمیشہ تقوے پر کاربند رہے، ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوتی اور یہ بڑی کامیابی ہے۔آیت:68 میں فرمایا کہ ان منکروں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے، اللہ سے اس سے پاک ہے اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اس سے بے نیاز ہے، تو کیا اس باطل دعوے کی ان کے پاس کوئی دلیل ہے؟۔

آیت:71 سے نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے کہ میرا تمہارے درمیان رہنا اور تمہیں اللہ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کرنا کیوں ناگوار ہے جب کہ میں نے تو اللہ پر توکل کیا ہے اور تم سے دعوتِ حق کے صلے میں کسی اجر کا طلب گار بھی نہیں ہوں۔انہوں نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا، ہم نے نوح اور ان کے پیروکاروں کو نجات دے دی اور آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے والوں کو طوفان میں غرق کر دیا۔اس کے بعد ہم نے موسیٰ وہارون علیہما السلام کو فرعون اور اس کی قوم کے لئے بھیجا، انہوں نے قبولِ حق سے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ ہیں۔قومِ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو جادو قرار دیا اور کہا کہ آپ ہمیں آباء واجداد کے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں اور زمین پر اپنی سرداری چاہتے ہیں، اس کے بعد جادوگروں سے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کا ذکر ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرعونیوں کے ڈر سے قومِ موسیٰ کے تھوڑے سے لوگ ایمان لائے اور فرعون زمین میں متکبر بن بیٹھا۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو اسی پر توکل کرو اور پھر انہوں نے دعا کی کہ ہم نے اللہ پر بھروسا کیا اور التجا کی اے پروردگار! تو ہمیں ظالموں کی قوم کے ذریعے آزمائش سے محفوظ فرما اور اپنی رحمت سے قومِ کفار سے نجات عطا فرما۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے موسیٰ وہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو عبادت گاہ بناؤ اور نماز قائم کرو، یہ حکم اس لئے ہوا کہ بنی اسرائیل کے لئے فرعونیوں کے جبر کی

11
رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

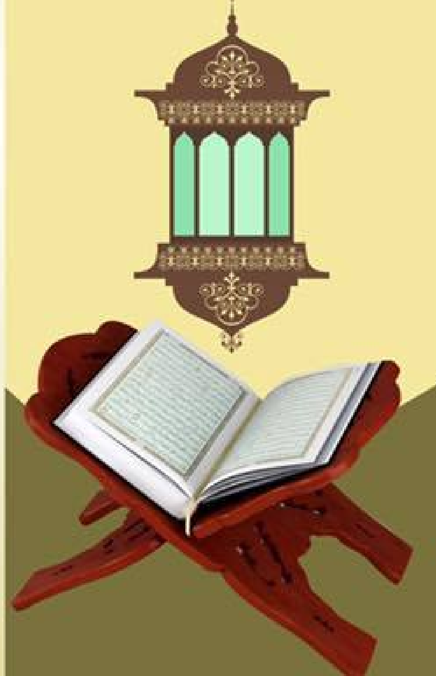
وجہ سے کھلے عام عبادت کرنا مشکل تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی فرعون اور درباریوں کو چونکہ مال و دولت اور دنیا کی زینت میسر ہے اور اس کے ذریعے وہ لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، تو اے اللہ! تو ان کے مالوں کو تباہ کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے تاکہ وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے تمہاری دعا قبول کرلی ہے، آپ دونوں ثابت قدم رہیں اور جاہلوں کی پیروی نہ کریں آیت :90 سے بیان کیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو سلامتی کے ساتھ سمندر پار کرادیا اور فرعون اور اس کا لشکر عداوت اور سرکشی میں ان کے تعاقب میں آئے، یہاں تک کہ جب سمندر میں غرق ہونے لگے تو فرعون نے کہا: میں اُس ہستی پر ایمان لایا، جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور جس کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت نہیں اور میں مسلمان میں سے ہوں۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سکراتِ موت، موت اور غرغرہ کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے تک اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، لیکن اس مرحلے پر توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو فرمایا کہ آج ہم تیرے (بے جان) جسم کو بچالیں گے، تاکہ تم بعد میں آنے والوں کے لئے نشانِ عبرت بنے رہو۔ قرآن کا یہ معجزہ آج بھی سچا ہے کہ مصر کے فرعون کی حنوط شدہ مورتیاں آج بھی موجود ہیں۔

آیت :96 سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ صادر ہوچکا ہو، وہ ایمان سے محروم رہتے ہیں، خواہ ان کے پاس ساری نشانیاں آجائیں، سورۂ یونس کی آخری آیات میں بیان ہوا کہ سرکش قوموں میں سے صرف قومِ یونس ہی ایسی تھی کہ جو عذابِ الٰہی آنے سے پہلے ایمان لے آئے، انہوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں رسواکن عذاب سے نجات دے دی۔ اس کی تفصیل کتبِ احادیث اور تفاسیر میں موجود ہے۔

آیت :104 سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ کفارِ مکہ سے کہہ دیں کہ اگر تمہیں میرے دین میں کوئی شک ہے، تو میں کسی بھی صورتِ حال میں تمہارے باطل معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا، بلکہ میں اس اللہ کی عبادت کروں گا، جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے، یعنی جس کے قبضہ وقدرت میں تمہاری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی ایسے باطل معبود کی عبادت نہ کرو جو تمہارے نفع ونقصان پر قادر نہ ہو، اگر (بالفرض) آپ نے ایسا کیا تو آپ ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ آیت :107 سے فرمایا کہ ہر چیز اللہ کی قدرت واختیار میں ہے، اگر وہ کسی کو تکلیف پہنچانا چاہے تو کوئی بچانے والا نہیں اور اگر وہ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے، تو کوئی اس کے فضل کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اے رسول! کہہ دو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق آچکا، سو جس نے ہدایت کو اختیار کیا تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی کو اختیار کیا اس کا وبال اسی پر آئے گا اور میں تم پر جبر کرنے والا نہیں ہوں۔

11

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

12
رمضان کریم

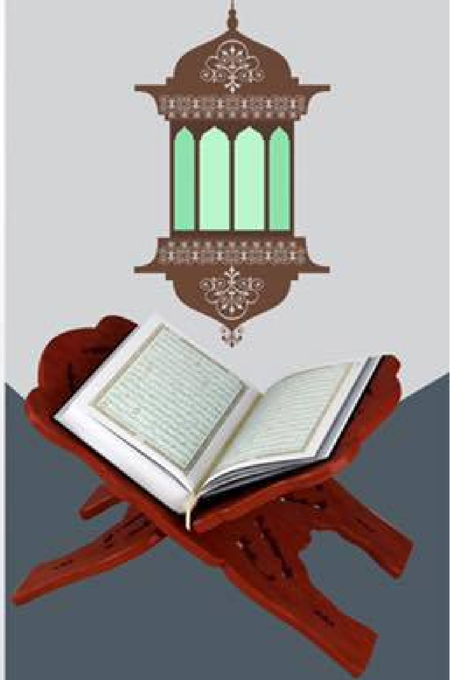
نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

بارہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے، وہ اُس کے قیام کی جگہ (اس سے مراد باپ کی پُشت یا ماں کا رَحم یا زمین پر جائے سکونت ہے) اور سپردگی کی جگہ (اس سے مراد مکان یا قبر ہے)، سب کچھ روشن کتاب میں مذکور ہے۔ مزید فرمایا: تخلیقِ کائنات کا مقصد انسان کے خیر وشر کی آزمائش ہے۔ پھر انسان کی خودغرضی کو بیان فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا کرے، تو اُس پر شکر گزار نہیں ہوتا، لیکن نعمت چھن جانے پر نا اُمید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مصیبت کے بعد کوئی نعمت ملے، تو انسان اتراتا ہے اور شیخی بگھارتا ہے، البتہ جو ہر حال میں صابر وشاکر رہیں اور عملِ صالح کریں تو اُن کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی تسلی کے لئے فرمایا کہ کُفار طرح طرح کی فرمائشیں کرتے ہیں کہ آپ پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل کیا گیا کہ آپ کی تائید کے لئے فرشتہ کیوں نہ اُترا، آپ اس پر تنگ دل نہ ہوں، آپ کا کام تو صرف لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرانا ہے۔ اِس سورت میں بھی قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کرنے والوں کو چیلنج دیا گیا کہ اپنے تمام حامیوں کو ملا کر اِس جیسی دس سورتیں بنالاؤ۔

آیت:23 میں بتایا کہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے اور اپنے رب کے حضور عاجزی کی، تو یہ لوگ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ آیت:25 سے پھر نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کے حالات بیان ہوئے۔ آگے چل کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنائیے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کوئی بات نہ کریں ، وہ ضرور غرق ہو جائیں گے، پھر وہ کشتی بنانے لگے، جب اُن کی قوم کے سردار اُن کے پاس سے گزرتے تو اُن کا مذاق اُڑاتے۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہارا مذاق اُڑایا جائے گا اور تمہیں پتا چل جائے گا کہ رُسوا کن عذاب کس پر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب ہمارا حکمِ عذاب آپہنچا اور تندور ابلنے لگا، تو ہم نے نوح علیہ السلام سے کہا: آپ خود اپنے گھر والوں کے ساتھ اس کشتی میں سوار ہو جائیں اور اہلِ ایمان کو بھی سوار کرلیں اور ہر چیز کے جوڑے (یعنی نَر و مادہ) کو سوار کرلیں اور اُن کے ساتھ ایمان لانے والے بہت کم تھے۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ یہ دعا پڑھتے ہوئے سوار ہو جاؤ: بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ O کشتی اُنہیں پہاڑ جیسی موجوں میں لئے جارہی تھی کہ نوح علیہ السلام نے الگ



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

12
رمضان کریم

کھڑے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہوجاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ اُس (پسرِ نوح کنعان) نے کہا: میں کسی پہاڑ کی پناہ میں آجاؤں گا، جو مجھے پانی سے بچالے گا، نوح علیہ السلام نے کہا: آج اللہ کے حکم کے سوا کوئی بچانے والا نہیں، سوائے اُس کے جس پر اللہ رحم فرمائے، پھر اُن دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوب گیا۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوا: اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک ہوگیا، اللہ کا فیصلہ نافذ ہوگیا اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہر گئی۔ نوح علیہ السلام نے اللہ سے التجا کی: اے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے کہ میرے اہل کو بچالیا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا: اے نوح! وہ آپ کے اہل میں سے نہیں ہے، اُس کے اَعمال ٹھیک نہیں اور جس بات کی حقیقت آپ کو معلوم نہ ہو، اُس کے بارے میں سوال نہ کریں۔ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اجتہادی خطا پر مغفرت اور رحم کی دعا کی۔ پھر طوفانِ نوح تھم جانے کے بعد وہ سلامتی کے ساتھ اُتر گئے۔

آیت:50 سے قومِ عاد کا ذکر ہے کہ اُن کی طرف دعوتِ توحید دینے کے لئے حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ قومِ عاد نے دعوتِ حق کو رَد کردیا اور ایمان نہ لائے بلکہ ہود علیہ السلام پر طنز کیا کہ ہمارے بعض معبودوں نے تم کو مجنون بنادیا ہے۔ ہود علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا، میں تمہارے شرک سے بری ہوں۔ آیت:58 سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب ہمارے عذاب کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود اور اُن کے ساتھ مومنوں کو نجات عطا کی۔ قومِ عاد نے اللہ کی نشانیوں اور رسولوں کو جھٹلایا اور دنیا و آخرت میں لعنت کے حقدار قرار پائے۔

آیت:61 سے حضرت صالح علیہ السلام اور اُن کی قوم ثمود کے حالات کو بیان کیا گیا۔ صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے، اسے چرنے کے لئے آزاد چھوڑو، اِسے تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تمہیں عذاب پہنچے گا، اُنہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، صالح علیہ السلام نے کہا: تم صرف تین دن اپنے گھروں میں مزے اُٹھاؤ، پھر اللہ کا یقینی عذاب آئے گا۔ پھر ایک چنگھاڑ نے اُن کو آدبوچا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل اوندھے پڑے رہ گئے، صرف صالح علیہ السلام اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان اس عذاب سے بچے رہے۔ آیت:69 سے اِس بات کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بشری شکل میں آئے اور اُنہیں بیٹے کی بشارت دی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اُن کی بیوی کھڑی تھیں۔ اُنہوں نے مسکراتے ہوئے حیرت سے کہا: ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہیں، اِس عمر میں اولاد کیسے ہوگی؟، فرشتوں نے جواب دیا: اے اہلِ بیتِ ابراہیم! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، اللہ کی قدرت پر تمہیں کیوں تعجب ہے؟۔ اللہ فرماتا ہے کہ بیٹے کی بشارت سن کر ابراہیم علیہ السلام کا خوف دور ہوگیا اور وہ قومِ لوط کے بارے میں ہم سے بحث کرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے ابراہیم! اِس عرضداشت سے گریزاں رہیں کہ اِس کا یقینی فیصلہ ہوچکا ہے اور اِن پر نہ ٹلنے والا عذاب نازل ہوکر رہے گا۔

آیت:77 سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم (اہلِ سدوم) کی بداَعمالیوں اور حضرت لوط علیہ السلام کے اپنی قوم کی بداَعمالیوں کے باعث فرشتوں کی آمد پر مضطرب ہونے کا ذکر ہے۔ جس پر فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو تسلی دی کہ آپ فکر



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

نہ کریں، ہم آپ کے رب کے فرشتے ہیں، یہ آپ اور ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے، آپ رات کے آخری حصے میں قوم کی طرف توجہ کئے بغیر ہجرت فرمالیں۔ اس لئے کہ صبح کے وقت ان پر عذاب آئے گا، جب اللہ کا عذاب آیا تو اُس نے بستی کے اوپر کے حصے کو نیچے کردیا اور قومِ لوط کے اوپر اللہ کی طرف سے لگاتار نشان زدہ پتھر برسائے گئے۔

آیت:84 سے حضرت شعیب علیہ السلام اوران کی قوم اہلِ مدین اور اُن کے جرائم کو بیان کیا گیا، جب اہلِ مدین پر حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحتوں کا اثر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بھی عذاب سے ہلاک فرمادیا۔ آیت:93 میں فرمایا: جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اپنی رحمت سے حضرت شعیب اور اُن پر ایمان لانے والوں کو بچالیا اور ظالموں کو ایک زبردست چنگھاڑ نے پکڑلیا، تو صبح کو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے تھے، گویا کہ وہ کبھی آباد ہی نہیں تھے۔

آیت:96 سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے جانے والے نو معجزات کا ذکر کیا گیا۔ آیت:106 سے اللہ تعالیٰ نے انجام کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) سعادت مند (۲) بدبخت۔ بدبختوں کا ٹھکانہ جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور نیک بختوں کا ٹھکانہ جنت ہے، وہ ہمیشہ اِسی میں رہیں گے اور اُن کے لئے اللہ کی طرف سے نہ ختم ہونے والی عطائیں ہیں۔

آیت:112 سے سرکشی کو چھوڑ کر اَحکاماتِ دین پر اِستقامت اختیار کرنے اور ظالموں کے ساتھ میل جول رکھنے سے بچنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا کہ ظالموں سے میل جول کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔ آیت:114 میں دن کے دونوں طرفوں میں اور (ابتدائی) رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور یہ بتایا کہ بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں اور یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

آیت:120 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم آپ ﷺ کو رسولوں کی تمام خبریں، آپ کے دل کی تسکین کے لئے بیان کرتے ہیں اور اِن میں مومنوں کے لئے نصیحت وعبرت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توحید ورسالت اور وقوعِ قیامت کے دلائل بھی ہیں۔ آیت:123 میں فرمایا: آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب اللہ ہی کے ساتھ مختص ہیں، ہر کام اُسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے، آپ اُسی کی عبادت کیجئے، اُسی پر توکل کیجئے اور آپ کا رب لوگوں کے اَعمال سے غافل نہیں ہے۔

سورۂ یوسف

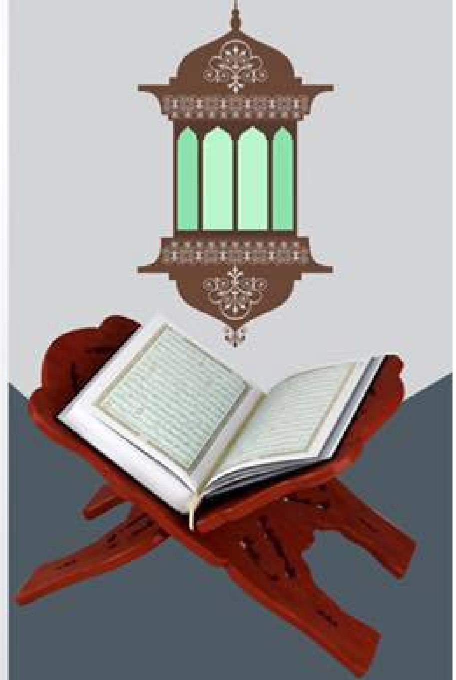
جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اِس سورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے اور قدرِ تفصیل کے ساتھ ہے۔ قرآن نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے کو "حسین ترین قصہ" قرار دیا ہے۔ سب سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر ہے، اُنہوں نے دیکھا: "سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کو سجدہ کررہے ہیں"۔ اُنہوں نے اپنا یہ خواب اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو بیان کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُنہیں یہ خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان کرنے سے منع فرمایا۔ قرآن نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائیوں کے قصے میں پوچھنے والوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے باہمی مشورے سے ایک سازش کے ذریعے حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے والد سے جدا

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

12
رمضان کریم

کر دیا اور ایک گہرے کنویں میں ڈال دیا۔ بالآخر تکالیف اور مصائب کے بعد آپ غلام کی حیثیت سے عزیزِ مصر کے دربار میں پہنچے۔ عزیزِ مصر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت سے رکھو، اسے ہم اپنا بیٹا بنا لیتے ہیں۔ جب یوسف علیہ السلام پختہ عمر کو پہنچے تو عزیزِ مصر کی بیوی نے (جس کا نام زلیخا بتایا گیا ہے) اپنے گھر میں دروازے بند کر کے اُنہیں دعوتِ گناہ دی۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے مُربّی کی احسان کُشی نہیں کر سکتا۔ یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف دوڑے اور پیچھے سے عزیزِ مصر کی بیوی نے اُن کی قمیص پکڑی جو پھٹ گئی۔ اسی اثنا میں اُس کا شوہر سامنے آیا اور عزیزِ مصر کی بیوی نے سارا الزام یوسف علیہ السلام پر لگا دیا اور وہ قید کر دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُس عورت نے اُن سے (گناہ کا) قصد کیا اور اُنہوں نے اُس سے بچنے کا قصد کیا، اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے (تو معاذ اللہ) گناہ میں مبتلا ہو جاتے۔ جب یہ چرچا ہوا کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایک نوجوان غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے، تو عورتوں نے اُس پر طعن کیا اور کہا: کہاں تیرا منصب اور کہاں ایک زر خرید غلام؟۔ چنانچہ عزیزِ مصر کی بیوی نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور اُن عورتوں کو بلا کر اُن کے ہاتھوں میں پھل کاٹنے کے لئے چھریاں پکڑا دیں اور اچانک اُن کے سامنے یوسف علیہ السلام کو پردے سے باہر لے آئی، جب اُن عورتوں کی نظر حضرت یوسف علیہ السلام پر پڑی، تو حسنِ یوسف نے اُن کے ہوش اُڑا دیے، اُنہوں نے پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہا: حاشا للہ یہ بشر نہیں، یہ تو کوئی مُعزز فرشتہ ہے۔ پھر عزیزِ مصر کی بیوی نے کہا کہ یہی تو وہ پیکرِ جمال ہے، جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار! گناہ میں مبتلا ہونے سے قید کی مُشقت میرے لئے بہتر ہے اور تیرے ہی کرم سے مجھے اس عورتوں کی سازش سے نجات ملی۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا گیا تو اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اُن کے دو قیدی ساتھیوں نے اُن کے سامنے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ آپ نے اُن کے خوابوں کی یہ تعبیر بتائی: ایک سے کہا کہ تم دربار میں پہنچو گے اور اپنے آقا کو شراب پلاؤ گے اور دوسرے کو بتایا کہ تمہیں سولی دی جائے گی اور پرندے تمہارا گوشت نوچ کر کھائیں گے اور بالآخر ایسا ہی ہوا۔ آپ نے دونوں کو دعوتِ توحید دی۔ پھر بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات تندرست گائیں، سات دُبلی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور فصل کے سات خوشے سرسبز ہیں اور سات خشک۔ بادشاہ نے اپنے درباریوں سے خواب کی تعبیر پوچھی لیکن وہ نہ بتا سکے۔ پھر یوسف علیہ السلام کے قیدی ساتھی کے ذریعے جواب بادشاہ کا ساتھی بن چکا تھا، یوسف علیہ السلام کے خوابوں کی تعبیر میں مہارت کا علم ہوا، چنانچہ آپ سے رجوع کیا گیا۔ آپ نے تعبیر یہ بتائی کہ سات سال تم پر سرسبزی اور شادابی کے آئیں گے اور پھر سات سال قحط سالی کے آئیں گے۔ تمہیں چاہئے کہ آبادی کے سات سالوں میں فاضل پیداوار کو خوشوں میں ہی محفوظ رکھنا تا کہ خشک سالی میں تمہارے کام آئے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

13

رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

تیرہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

گذشتہ پارے میں تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے شہرت کے سبب بادشاہ (عزیزِ مصر) نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دربار میں طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھ پر لگنے والے الزام کی صفائی نہ ہوجائے، میں جیل سے باہر نہیں آؤں گا۔ چنانچہ خود عزیزِ مصر کی بیوی کے خاندان سے ایک فرد نے گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیص سینے کی جانب سے پھٹی ہے تو یہ قصوروار ہیں اور اگر پُشت کی جانب سے پھٹی ہے، تو عورت قصوروار ہے، اور آپ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی، اِس طرح سے آپ کی براءت ثابت ہوئی اور خود عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی اعتراف کرلیا کہ یوسف علیہ السلام پاک دامن ہیں اور میں نے ہی اُنہیں دعوتِ گناہ دی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پاکدامنی ثابت ہونے پر تفاخر کا اظہار کرنے کے بجائے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں اپنے نفس کی براءت کا دعویٰ نہیں کرتا، نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے (اُسے اُس کے نفس کی برائی سے محفوظ فرماتا ہے) بے شک میرا پروردگار بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔ پھر بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آج کے بعد آپ ہمارے نزدیک مُعتمد اور امانت دار ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اِس ملک کے خزانوں کا انچارج مقرر کردیں، بے شک میں حفاظت کرنے والا، علم والا ہوں یعنی اللہ نے مجھے یہ علم عطا کیا ہے کہ مال کس سے لیا جائے اور کس کو دیا جائے اور قومی خزانوں کی حفاظت کس طرح کی جائے؟۔ اِسی سے علماء نے یہ اُصول وضع کیا ہے کہ عہدے کی تمنا اگرچہ پسندیدہ بات نہیں ہے، لیکن اگر کسی شخص کے سوا کوئی اور عہدے کا اہل نہ ہو تو اہل شخص اپنی خدمات پیش کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ابتلا کے دور سے گزار کر اقتدار عطا کیا۔ پھر جب سارے ملک میں قحط پڑا، تو کنعان سے یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی غلّہ لینے کے لئے آئے۔ جب دوسری مرتبہ برادرانِ یوسف حضرت یوسف کے پاس پہنچے تو اُن کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی تھے، اُنہوں نے اپنے بھائی کو روکنے کی ایک خفیہ تدبیر کی کہ بھائی کے سامان میں شاہی پیالہ رکھ دیا اور اِس تدبیر سے اُن کو روک لیا، اُن کو روکنے کی یہی صورت تھی۔ برادرانِ یوسف نے پیشکش کی کہ بنیامین کے بجائے ہم میں سے کسی کو روک لیا جائے، لیکن ظاہر ہے کہ کسی اور کو روکنا مقصود ہی نہیں تھا۔ برادرانِ یوسف نے واپسی پر یہ واقعہ والد کے سامنے بیان کیا تو اُنہیں ایک بار پھر شدید دکھ ہوا مگر پھر صبر



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

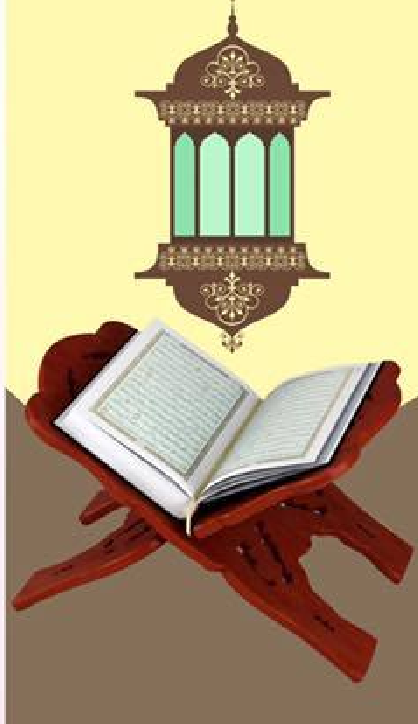
13

رمضان کریم

جمیل کو اختیار کیا۔ شدّتِ غم سے روتے روتے یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی بھی چلی گئی اور اُنہوں نے کہا: میں اپنی پریشانی اور غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں۔ پھر یعقوب علیہ السلام نے برادرانِ یوسف کو یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی تلاش میں بھیجا اور اُن کے مصر پہنچنے پر بالآخر یوسف علیہ السلام نے حقیقتِ حال بھائیوں پر ظاہر کردی، وہ شرمسار ہوئے، اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور کہا کہ اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے اور جو تقوے پر کاربند ہو اور صبر کرے، تو اللہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔ اِس موقع پر یوسف علیہ السلام نے انتہائی اَخلاقی عظمت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے بھائیوں کو معاف کردیا۔ اپنی قمیص اُنہیں عطا کی کہ اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈالو (ان شاء اللہ) اُن کی بینائی لوٹ آئے گی اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جونہی برادرانِ یوسف مصر سے چلے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یوسف کی خوشبو محسوس ہورہی ہے۔ الغرض پھر قمیصِ یوسف، حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالتے ہی اُن کی بینائی لوٹ آئی اور اُنہوں نے برادرانِ یوسف کے لئے اللہ کی بارگاہ میں استغفار کی۔ پھر جب یہ قافلہ مصر میں داخل ہوا، تو یوسف علیہ السلام نے نہایت اعزاز کے ساتھ اُن کا استقبال کیا۔ اور جب یہ قافلہ شاہی دربار میں پہنچا تو خاندانِ یعقوبی کے تمام لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم کے لئے سجدے میں گر گئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: اے میرے باپ! یہ میرے اُس پہلے خواب کی تعبیر ہے، بے شک میرے رب نے اُس کو سچ کر دکھایا اور اُس نے مجھ پر احسان فرمایا۔ یوسف علیہ السلام نے ربِّ ذوالجلال کا اِن کلمات میں شکر ادا کیا: ’’اے میرے رب! تو نے مجھے (مصر کی) حکومت عطا کی اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا، اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے، مجھے (دنیا سے) مسلمان اُٹھانا اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دینا‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: یہ غیب کی خبریں ہیں، جس غیب کی ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔ قَصَصِ انبیاء میں یوسف علیہ السلام کا قصہ اِس لحاظ سے منفرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورت میں اِسے نہایت تفصیل کے ساتھ اور مربوط کر کے بیان فرمایا۔

سورۃ الرعد

اِس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلالت کو بیان کیا گیا ہے، اُس کا بغیر ستونوں کے آسمانوں کو بلندی پے قائم رکھنا، سورج اور چاند کو ایک نظم کے تابع کر کے چلانا، زمین کا پھیلاؤ اور اُس میں پہاڑوں کو لنگر کی طرح قائم رکھنا، دریاؤں کی رَوانی، نظامِ لیل ونہار، طرح طرح کے پھل، انگوروں اور کھجوروں کے باغات اور اُمورِ کائنات کی تدبیر وغیرہ۔ پھر فرمایا: اہلِ عقل کے لئے اِس میں نشانیاں ہیں۔ آیت:8 میں فرمایا کہ اللہ ہر مادہ کے حمل اور رحم کے حالات کو جانتا ہے اور اُس کے نزدیک ہر چیز کا ایک اندازہ ہے۔ آگے چل کر فرمایا کہ اللہ تمہیں کبھی ڈرانے کے لئے اور کبھی اُمید دلانے کے لئے بجلی کی چمک دکھاتا ہے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ آیت:13 میں رعد کا ذکر ہے اجسامِ فلکی یا بادلوں کی رگڑ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے، اُس کو ’’رعد‘‘ کہتے ہیں اور ایک حدیث کی رُو سے رعد اُس فرشتے کا نام ہے، جو بادلوں کو چلانے پر مامور ہے، چنانچہ فرمایا کہ یہ مُعین فرشتہ اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور باقی فرشتے (بھی) اُس کے خوف سے (حمد وتسبیح) کرتے ہیں۔ آیت:15 میں



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

فرمایا: آسمانوں اور زمین میں جو بھی چیز ہے، وہ سب خوشی اور ناخوشی سے اللہ ہی کے لئے سجدہ کر رہی ہے، یعنی مظاہرِ کائنات میں سے ہر چیز کا قادرِ مُطلق کی جانب سے تفویض کی ہوئی اپنی ڈیوٹی کو انجام دینا، یہ اُس کی عبادت ہے۔ آیت:17 سے فرمایا کہ آسمان سے برسنے والی بارش کے نتیجے میں ندی، نالے جاری ہوتے ہیں، پھر سیلاب سے بلبلے والے جھاگ پیدا ہوتے ہیں۔ آگے چل کر فرمایا: پس رہا جھاگ تو وہ تو (بے فائدہ ہونے کی وجہ سے) زائل ہو جاتا ہے، لیکن جو چیز لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے، وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے فرق کو واضح کرنے کے لئے اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔ آیت:18 سے بیان فرمایا کہ وہ اہلِ عقل نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور پکے عہد کو نہیں توڑتے اور قرابت کے جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُنہیں جوڑے رکھتے ہیں، اللہ کی رضا کی طلب میں صابر رہتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، ظاہراً اور پوشیدہ طور پر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں، برائی کو بھلائی سے ٹالتے ہیں، اُن کے لئے آخرت کا گھر کتنا پیارا ہے، پھر منکرین کے لئے فرمایا کہ عہد شکنی کرتے ہیں، قطع رحمی کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، ان پر لعنت ہے اور ان کا برا ٹھکانہ ہے۔ آیت:28 میں فرمایا کہ سکونِ قلب کی دولت اللہ کے ذکر سے ہی ملتی ہے مومن نیکوکاروں کے لئے خوشخبری ہے اور بہترین انجام۔

آیت:31 سے مشرکینِ مکہ کے نارَوا مطالبات کا ذکر ہوا، وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسا قرآن ہوتا کہ جس سے پہاڑ چل پڑتے، زمین پھٹ جاتی، مردے کلام کرنے لگتے، تو اللہ نے فرمایا: یہ سب چیزیں اللہ کے اختیار میں ہیں، مسلمان کافروں کی ان بیہودہ باتوں سے نا اُمید نہ ہوں، اگر اللہ کی مشیت اس میں ہوتی کہ سب اطاعت گزار ہو جائیں، تو وہ سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا، یعنی اُس کی حکمت اسی میں ہے کہ اپنے اختیار سے نیکی کرنے والوں کو جزا ملے اور بدی کرنے والوں کو سزا ملے۔ آگے چل کر یہ بھی بتایا کہ نبی محض کفار کی فرمائش پر نہیں بلکہ اللہ کے اذن سے معجزات پیش کرتے ہیں۔

سورۂ ابراہیم

سورۂ ابراہیم کے شروع میں ایک بار پھر قرآن کی حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار کا ذکر ہوا، لیکن کفار آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، حق کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور کجی کے طلب گار رہتے ہیں۔ آیت نمبر:4 میں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے درمیان جو رسول بھیجا، وہ اُنہی کی زبان بولنے والا تھا تاکہ وہ وضاحت کے ساتھ اللہ کے اَحکام کو بیان کر سکے اور لوگوں پر اللہ کی حُجت قائم ہو جائے۔ آیت:13 سے بتایا کہ ہر دور کے کافروں نے اپنے عہد کے رسولوں سے کہا کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ ورنہ ہم تمہیں جلاوطن کر دیں گے اور انجامِ کار ہر جابر، سرکش ہلاک ہوا۔ آیت:18 میں بتایا کہ کافروں کے اعمال کی مثال اُس راکھ کی سی ہے کہ سخت آندھی کے دن تیز ہوا کا جھونکا آئے اور سب اُڑا لے جائے۔ آیت:21 سے بتایا کہ سب کفار آخرت میں اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے، اُن کے کمزور، اپنے بڑوں سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہاری پیروی کرتے تھے، کیا اب اللہ کے عذاب سے نجات کے لئے تم ہمارے کسی کام آؤ گے، وہ کہیں گے کہ ہمیں خود کوئی چھڑانے والا نہیں، اسی طرح شیطان بھی اپنے پیروکاروں سے اپنا دامن جھاڑ لے گا اور کہے گا کہ تم نے اللہ کے سچے وعدے کو رَد کیا اور میرے جھوٹے وعدے



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

13
رمضان کریم

کو مانا، سو تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، اب ہم ایک دوسرے کے کام آنے والے نہیں ۔
آیت:24 تا26 میں اللہ تعالی پاکیزہ کلمے کی برکات اور خبیث کلمے کی نحوست کو مثال کے ذریعے بیان فرماتا ہے ۔
آیت:32 سے ایک بار پھر اللہ تعالی کی کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت وجلالت کی نشانیوں کو بیان کرکے فرمایا: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو، تو شمار نہ کرسکو گے، بے شک انسان بہت ظالم، بہت ناشکرا ہے۔ آیت:37 سے اُس واقعے کا ذکر ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرا اور اسماعیل کو مکے کی بے آب وگیاہ زمین میں چھوڑ کر آئے، تو رخصت ہوتے وقت اللہ سے دعا کی: ''اے ہمارے ربّ! (میں نے) اپنی بعض اولاد کو تیری حرمت والے گھر کے نزدیک بے آب وگیاہ وادی میں ٹھہرادیا ہے، تاکہ وہ نماز کو قائم رکھیں اور لوگوں میں سے بعض کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما اور ان کو پھلوں سے روزی عطا فرما۔ آیت:39 سے ابراہیم علیہ السلام نے بڑھاپے میں حضرت اسماعیل واسحاق علیہما السلام جیسی اولاد کے عطا کئے جانے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ دعا کی: ''اے میرے ربّ! مجھے (ہمیشہ) نماز قائم کرنے والا بنادے اور میری بعض اولاد کو بھی، اے ہمارے رب! میری دعا کو قبول فرما، اے ہمارے رب! مجھے، میرے ماں باپ اور سب مومنوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما''۔

آیت:42 سے فرمایا کہ تم اللہ تعالی کو غافلوں کی بداعمالیوں سے بے خبر نہ سمجھو، اللہ تعالی تو اُنہیں اُس دن تک ڈھیل دے رہا ہے، جس دن دہشت سے سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، لوگ سر اٹھائے بے تحاشا دوڑ رہے ہوں گے، اُن کی پلک تک نہ جھپک سکے گی اور اُن کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔ اُس دن ظالم یہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں کچھ مہلت دے دے تاکہ ہم تیرے پیغام کو قبول کریں اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں۔ اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تم نے اِس سے پہلے یہ قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تم پر بالکل زوال نہیں آئے گا۔ تم اُن لوگوں کے گھروں میں رہتے تھے، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ بھی بالکل واضح ہو چکا تھا کہ ہم نے اُن کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تھا۔ اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بھی بیان کردی تھیں اور اُنہوں نے ایسی گہری (خطرناک) سازشیں کیں کہ اُن سے پہاڑ بھی (اپنی جگہ سے) ہل جائیں اور اللہ کے پاس اُن کی سازشیں لکھی ہوئی ہیں، تو تم اللہ کو اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے کے خلاف کرنے والا نہ سمجھو۔
بے شک اللہ بہت غالب انتقال لینے والا ہے۔ آیت:52 میں فرمایا: اور یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے پیغام (ہدایت) ہے تاکہ اُنہیں اس کے ساتھ ڈرایا جائے اور وہ یہ جان لیں کہ ایک اللہ ہی لائق عبادت ہے، تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

چودہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

چودہویں پارے کی پہلی آیت کا شانِ نزول حدیث میں آیا کہ اہلِ جہنم جب جہنم میں جمع ہوں گے، تو جہنمی ان گناہگار مسلمانوں پر طعن کریں گے کہ تم تو مسلمان تھے، پھر بھی ہمارے ساتھ جہنم میں جل رہے ہو، پھر اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہگار مسلمانوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جائے گا تو کفار تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو اس مرحلے پر نجات پالیتے۔ چودہویں پارے کی ابتدائی آیات میں کفار کے طعن واستہزاء کا ذکر ہے کہ معاذ اللہ وہ رسول کو مجنون کہیں گے اور کہیں گے کہ اگر آپ سچے ہیں، تو فرشتوں کو سامنے لاکر دکھادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور یہ منکرین خود اس سے چڑھ کر جائیں، تو پھر بھی کہیں گے کہ ہم پر جادو کردیا گیا ہے، ہماری نظر بندی کردی گئی ہے۔

آیت:17 میں بتایا کہ شیطان فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے آسمانوں پر جاتے ہیں تو ان پر آگ کے کوڑے برسائے جاتے ہیں، یعنی ان کا داخلہ عالمِ بالا میں بند ہے۔ آیت:19 سے زمین کے پھیلاؤ، اس میں پہاڑوں کے نصب کرنے، سبزے اگانے اور دیگر وسائلِ معیشت کا ذکر ہے اور یہ کہ تمام نعمتوں کے خزانے اللہ کے پاس ہیں۔

آیت:22 میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت کا ذکر فرمایا کہ پانی سے لدے ہوئے بادلوں کو ہمارے حکم سے ہوائیں چلا کرلی جاتی ہیں اور پھر بارش برستی ہے اور بلند فضاؤں میں کسی سہارے کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی نے لاکھوں گیلن کے حساب سے پانی اسٹور کر رکھا ہے۔

آیت:26 سے انسانوں اور جنات کے جوہرِ تخلیق کا بیان ہے۔ پھر اللہ نے آدم علیہ السلام کا پیکرِ تخلیق فرمانے کے بعد فرشتوں کو تعظیم کے طور پر انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا، سوائے ابلیس کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اور وجہِ انکار اپنے جوہرِ تخلیق کو بتایا۔ پھر اللہ نے اسے قرب سے نکال کر دھتکار دیا اور قیامت تک اُس پر لعنت ہوتی رہے گی۔ شیطان نے دھتکارے جانے کے بعد قیامت تک کے لئے مہلت طلب کی، جو اسے مل گئی، چنانچہ اُس نے اِس عزم کا اظہار کیا کہ اے اللہ! میں تیرے چنے ہوئے بندوں کے علاوہ سب کو گمراہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے منتخب بندوں پر تیرا داؤ نہیں چلے گا۔ اس مقام پر جہنم کے



سات دروازوں کا ذکر ہے، ان دوازوں کے نام یہ ہیں: جَهَنَّم ،سَعِیْر، لَظٰی، سَقَر، جَحِیْم اور هَاوِیَه۔ اس مقام پر یہ بھی بتایا کہ اہلِ جنت کے دل کینوں سے پاک ہوں گے اور وہ اعزاز و اکرام کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل مسندوں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ چند آیات میں حضرت ابراہیم ولوط علیہما السلام کا واقعہ بیان ہوا ، جس کی تفصیل اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ آیت:78 سے ''اصحاب الآیکه'' اور ''اصحاب الحِجر'' کا ذکر ہے کہ ان قوموں نے انبیاء کو جھٹلایا اور ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ آیت نمبر:88 میں قرآن مجید کی نعمت اور سورۂ فاتحہ کا خاص طور پر ذکر ہے۔

النحل

آیت:05 سے چوپایوں کی پیدائش کا ذکر ہے، جن میں انسانوں کے لئے کئی طرح کے فوائد ہیں، یہ انسانوں کے لئے راحت کا سبب ہیں، اِن میں بعض جانوروں کو کھایا جاتا ہے اور بعض میں دیگر فوائد ہیں، جیسے بھیڑوں کی اون سے گرم لباس حاصل ہوتا ہے، کچھ بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ سواری کے کام آتے ہیں، جیسے گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ۔

آیت:11 سے زمین سے پیدا ہونے والے پھلوں اور نعمتوں کا ذکر ہے۔ اور یہ کہ شمس وقمر اور ستارے اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ انسان سمندر پر سواری کے لئے سفر بھی کرتا ہے اور مچھلیوں کا شکار کرکے تازہ گوشت کھاتا ہے، سمندروں ہی سے مختلف قسم کے زیورات میں استعمال ہونے والی چیزیں نکلتی ہیں۔ ان تمام نعمتوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہیں کر سکو گے''۔

آیت:20 سے مشرکوں کے باطل معبودوں کی بے بسی اور بے کسی کا ذکر ہے کہ وہ خود مخلوق ہیں، وہ بے جان ہیں، نعمتِ حیات سے محروم ہیں، انہیں خود اپنے انجام کا کچھ پتا نہیں، جب کہ مسلمانوں کا معبود اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے۔

آیت:25 میں بتایا کہ جو لوگ گمراہوں کے رہنما ہیں، وہ اپنے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے، ان کا وبال بھی ان پر ہوگا۔ اہلِ تقویٰ اور اہلِ ایمان کو عطا کی جانے والی نعمتوں کا ذکر کرکے فرمایا کہ: ان کی وفات کے وقت فرشتے ان کی پاکیزہ روحوں کا استقبال کریں گے اور ان پر سلام بھیجیں گے۔

آیت:40 میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی جلالت کو اس طرح بیان کیا کہ: جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں، تو ہمارے ''کُن'' (ہوجا) کہتے ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ آیت:43 سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ: آپ سے پہلے بھی ہم نے مردوں کو رسول بنایا تھا، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اور حقانیت کے واضح دلائل اور کتابیں بھی بھیجی اور (اے رسول!) ہم نے آپ کی طرف بھی قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو ہمارے وہ احکام وضاحت کے ساتھ بتادیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں۔ قرآن نے یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تم نہیں جانتے وہ اہلِ علم سے پوچھ لو۔ آیت:48 سے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بیان فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی بارگاہ میں مصروفِ عبادت ہے، یہاں تک کہ چیزوں کا سایہ جو دائیں اور بائیں جھکتا

14

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

14

رمضان کریم

ہے وہ بھی اللہ کو سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔

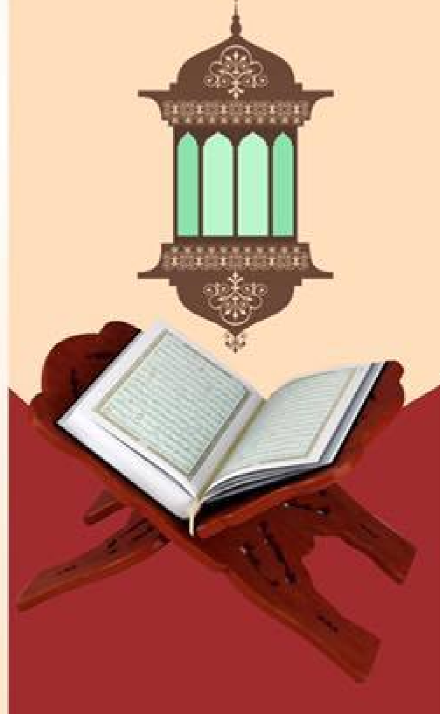
آیت:57 سے بتایا کہ مشرک اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں، وہ ان تمام نسبتوں سے پاک ہے، (ان کا اپنا حال یہ ہے کہ) اگر ان کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جائے تو ان کا چہرکالا پڑ جاتا ہے اور وہ غصے سے بھر جاتے ہیں، (بیٹی کی پیدائش کو) بری خبر جانتے ہوئے، اپنی قوم سے چھپتے پھرتے ہیں کہ بیٹی کو ذلت اٹھا کر زندہ رکھیں (یا رسوائی سے بچنے کے لئے) اسے زندہ درگور کردیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس عہد میں قرآن نازل ہو رہا تھا، اُس میں بیٹیوں کے حوالے سے لوگوں کی سوچ کیا تھی، پھر اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے روپ میں کتنا تقدس عطا کیا۔

آیت:66 سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں کہ دودھ دینے والے جانوروں کے پیٹ میں خوراک جاتی ہے اور ان کے معدے کے ایک ہی کارخانے میں رنگین، بدبودار اور ناپاک گوبر پیدا ہوتا ہے اور خون بنتا ہے اور ان دونوں ناپاک رنگین چیزوں کے درمیان ہی میں چاندنی کی طرح چمکتا ہوا صاف، شفاف، سفید اور پاکیزہ دودھ بنتا ہے۔ آیت:68 سے شہد کی مکھی کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی مخلوق کو پہاڑوں، درختوں اور چھپروں میں اپنا مستحکم گھر بنانے کا شعور عطا کیا، پھر شہد کی مکھی طرح طرح کے پھولوں کا رَس چوس کر آتی ہے اور اس کے معدے کے کارخانے میں شہد بنتا ہے جس میں انسانیت کے لئے شفاء ہے۔

آیت:75 سے اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک مجبور و بے اختیار غلام ہے، جو کسی چیز کا مالک نہیں اور دوسرا وہ ہے کہ جس کے پاس رزق فراوانی ہے اور وہ ظاہراً اور پوشیدہ طور پر اس میں سے خرچ کرتا ہے، اسی طرح ایک شخص گونگا ہے اور کوئی کام نہیں کرسکتا اور اپنے مالک پر بوجھ ہے، جہاں بھی اسے بھیجا جائے کوئی خیر کی خبر نہیں لاتا اور دوسرا وہ شخص ہے جو راہِ راست پر ہے اور نیکی کا حکم دیتا ہے، کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟، یعنی جب بے اختیار اور با اختیار، بے فیض اور فیض رساں بندے برابر نہیں ہوسکتے، تو بُت اللہ کے برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ قیامت پلک جھپکنے یا اس سے بھی کم وقت میں قائم ہوجائے گی۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ اللہ نے تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں عطا کیں تا کہ تم اللہ کے شکرگزار بندے بنو۔

آیت:79 میں فرمایا کہ جو پرندے فضاؤں میں اڑتے ہیں، اُنہیں اللہ ہی تو بغیر کسی سہارے کے فضا میں قرار عطا کرتا ہے۔ آیت:80 میں جانوروں کی کھالوں، مویشیوں کے اون، پشم اور بالوں سے حاصل ہونے والے فوائد کا ذکر ہے۔ یعنی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہیں۔

آیت:89 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہم ہر امت کے خلاف انہی میں سے ایک گواہ (یعنی اس عہد کے نبی اور رسول) پیش کریں گے اور (اے رسولِ کریم!) ہم ان سب پر آپ کو گواہ بنا کر پیش کریں گے، یعنی ہر نبی اللہ کی عدالت میں گواہی دے گا کہ اُس نے دعوتِ حق کا فریضہ انجام دیا تھا اور سیدنا محمد رّسول اللہ ﷺ ان سب نبیوں کی گواہیوں کی تصدیق کریں گے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

14

رمضان کریم

آیت:90 قرآن مجید کی آیات ''جامع الاحکام'' میں سے ایک آیت ہے، جسے تقریباً ہر خطبے میں پڑھا جاتا ہے کہ اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے، بے حیائی، برائی اور سرکشی سے روکتا ہے، تم اُس کی نصیحت کو قبول کرو۔ آیت:91 میں وعدے کی پاسداری کا حکم دیا اور قسمیں کھا کر توڑنے سے منع فرمایا۔ دنیاوی فائدے کے لئے یا دھوکہ دہی کے لئے قسمیں کھانے کو معیوب قرار دیا اور فرمایا کہ: ان لوگوں کی مثال اس عورت جیسی ہے، جو سوت کاتتی ہے اور پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے، یعنی محنت کر کے اسے ضائع کر دیتی ہے۔ اگلی آیات میں فرمایا کہ دنیا کے حقیر اور ناپائیدار فائدے کے لئے اللہ کے عہد کو نہ توڑو، دائمی اور ابدی نعمتیں صرف اللہ کے پاس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ ہر مومن مرد اور عورت جو نیک کام کریں گے تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کو بہترین جزا دیں گے۔

آیت:98 میں یہ تعلیم دی کہ قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا چاہئے۔

آیت:103 سے بتایا کہ جب نبی امی کی زبان سے اعلیٰ ترین درجے کی فصاحت و بلاغت کا حامل قرآن کا معجزہ کفار مکہ کے سامنے پیش ہوا اور وہ اس کے بار بار کے چیلنج کا جواب نہ دے سکے تو یہ کہنے لگے کہ ان کو کوئی بشر یہ کلام سکھاتا ہے اور ان کی دلیل کی کمزوری کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ قرآن فصیح و بلیغ عربی میں ہے اور جس شخص کی طرف انہوں نے نسبت کی، وہ عجمی ہے۔

آیت:106 میں ایک حکم بیان ہوا کہ اگر کوئی مسلمان کفار کے نرغے میں آجائے اور کافر اُسے قتل کرنے کی دھمکی دے کر کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کریں، اگرچہ عزیمت تو یہ ہے کہ جان چلی جائے، مگر کلمۂ کفر زبان پر نہ آئے، مگر پھر بھی کم ہمت لوگوں کو یہ رخصت دی گئی کہ اگر دل میں ایمان قائم ہے، تو جان بچانے کے لئے کلمۂ کفر کہنے سے انسان ایمان سے محروم نہیں ہوتا۔ آیت:115 میں اللہ تعالیٰ نے چار محرمات قطعیہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی حالتِ اضطرار میں ہو اور جان بچانے کے لئے کوئی حلال چیز میسر نہ آئے، تو محض جان بچانے کی حد تک وہ ان سے استفادہ کر سکتا ہے۔

آیت:119 میں ایک بار پھر اس رعایت کا بیان ہوا کہ اگر بندہ نادانی میں گناہ کر بیٹھے اور احساس ہونے پر سچے دل سے توبہ کر کے نیکی پر کاربند ہو جائے تو اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ آیت:120 سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفاتِ کریمہ کا بیان ہوا کہ وہ اپنی ذات میں ایک امت تھے، توحید پر قائم اور شرک سے دور تھے، اللہ کی نعمتوں کے شکرگزار تھے اور اللہ نے انہیں ''صراطِ مستقیم'' کی ہدایت سے نوازا تھا، انہیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرمائی اور وہ آخرت میں بھی نیکوکاروں میں ہوں گے۔ آیت:123 میں رسول اللہ ﷺ کو ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا۔ آیت:125 میں دعوتِ دین کے اسلوب کو بیان کیا گیا ہے کہ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ (اور اگر بحث کی نوبت آئے) تو احسن طریقے سے حجت قائم کرو اور مشکلات میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرو کہ صبر کی توفیق اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملتی ہے اور اس کا بدلہ بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

15

رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

پندرہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

بنی اسرائیل

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ معراج کی پہلی منزل مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کا ذکر صراحت کے ساتھ ہے۔ یہ تاریخِ نبوت، تاریخِ ملائک اور تاریخِ انسانیت میں سب سے حیرت انگیز اور عقلوں کو دھنگ کرنے والا واقعہ ہے، اس کی مزید تفصیلات سورۂ النجم اور احادیث میں مذکور ہیں۔

آیت:13 سے بتایا کہ ہم نے ہر انسان کا اعمال نامہ اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے، (یعنی اللہ کی قضا وقدر میں جو طے ہے وہ ہو کر رہے گا) اور قیامت کے دن یہ اعمال نامہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی صورت میں ہوگا، (بندے سے کہا جائے گا) اپنا اعمال نامہ پڑھو، آج تم خود ہی احتساب کرنے کے لئے کافی ہو، جس نے ہدایت کو اختیار کیا تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی کو اختیار کیا تو اس کا وبال بھی اسی پر آئے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں ہیں، جب تک کہ (اتمامِ حجت کے لئے) ہم رسول نہ بھیج دیں۔ اگلی آیت میں ایک قدرت کا ایک قانون بیان کیا ہے کہ: جب ہم کسی بستی والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کے عیش وعشرت کے دلدادہ لوگوں کو اپنے احکام بھیجتے ہیں، پھر وہ ان احکام کی نافرمانی کرکے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں اور یوں ہم ان کو تباہ وبرباد کر دیتے ہیں۔

آیت:23 میں والدین کے حقوق کی جانب متوجہ کرتے ہوئے فرمایا اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی بڑھاپے کو پہنچ جائے، تو ان کو اف تک نہ کہو، ان کو جھڑکو بھی نہیں اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرو اور ان کے لئے عاجزی اور رحم دلی کا بازو جھکائے رکھو اور یہ دعا کرو "اے میرے رب! ان پر رحم فرمانا، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں رحم کے ساتھ میری پرورش کی"۔

آیت:26 میں قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرنے اور فضول خرچی سے اجتناب کا حکم ہے اور یہ کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

آیت:29 سے تسلسل کے ساتھ احکام کا بیان ہے:(۱) خرچ کرنے میں بُخل ،حرص اور فضول خرچی کے درمیان میانہ روی کو اختیار کرنے کا حکم ۔(۲) افلاس کے خوف سے اولاد کو قتل کی ممانعت ۔(۳) زنا کی ممانعت (۴) قتلِ ناحق کی ممانعت اور قصاص لینے میں حدِ اعتدال میں رہنے کا حکم (۵) یتیم کا مال کھانے کی ممانعت۔(۶) ناپ تول میں خیانت کی ممانعت۔(۷) لوگوں کے پوشیدہ احوال کی کھوج لگانے کی ممانعت ۔(۸) تدبر اور اترا کر چلنے کی ممانعت ۔(۹) شرک کی ممانعت ۔(۱۰) روزی کی کشادگی یا تنگی کا مَدار کسی کی فضیلت یا بے قدری پر نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کا معاملہ ہے۔ آیت:44 سے بیان فرمایا کہ:''سات آسمان اور زمینیں اور جو بھی ان میں ہیں، اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہی ہے، لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے''۔آیت:45 سے فرمایا کہ منکرینِ آخرت قرآن کی تعلیمات سے استفادہ کرنے سے محروم رہتے ہیں اور ان کے دل ودماغ حق کو قبول کرنے کی سعادت سے محروم ہیں۔وہ فصیح وبلیغ قرآن سن کر بھی نبی پر سحر زدہ ہونے کے طعن کرتے ہیں۔

آیت:61 سے ایک بار پھر فرشتوں کے آدم کو سجدہ کرنے اور شیطان کے انکار کا ذکر ہے اور اس بات کا بھی کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چلے گا۔آیت:70 میں بنی آدم کی عزت وکرامت کا ذکر ہے کہ اللہ نے بنی آدم کو اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت عطا کی۔

آیت:78 سے اشارۃً پانچ نمازوں کا حکم ہے، فجر کی فضیلت کا بیان، نمازِ تہجد کی ترغیب اور رسول اللہ ﷺ کے لئے مقامِ محمود (جو مقامِ شفاعتِ کبریٰ ہے) عطا کئے جانے کا بیان ہے۔آیت: 81 سے حق کی آمد اور باطل کے نیست ونابود ہونے کا بیان ہے اور یہ کہ قرآن میں اہلِ ایمان کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔

آیت:85 میں اس امر کا بیان ہے کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا، تو اللہ نے فرمایا کہ:''(اے رسول!) کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو محض تھوڑا سا علم عطا کیا گیا ہے''۔اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جن چیزوں کی حقیقت جاننے پر ہدایت ونجات موقوف نہیں ہے، ان کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

آیت:90 سے مشرکینِ مکہ کے بعض فاسد مطالبات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے کہا ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے، حتیٰ کہ (۱) آپ ہمارے لئے زمین سے پانی کا کوئی چشمہ جاری کردیں ۔(۲) یا آپ کھجوروں اور انگوروں کے باغات کے مالک بن جائیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں (۳) یا آپ ہمیں جس عذاب سے ڈراتے ہیں، وہ لے آئیں یا آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم پر گرادیں (۴) یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے بے حجاب لے آئیں (۵) یا آپ کے لئے سونے کا گھر ہو (۶) یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور پھر آسمان سے ہم پر کتاب نازل کریں جس کو ہم پڑھیں۔ان سب مطالبات کے جواب میں اللہ نے فرمایا: (اے رسول کہہ دو) میرا رب ہر عیب سے پاک ہے، (میں کوئی شعبدے باز نہیں ہوں بلکہ) میں ایک بشر ہوں جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔

15

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

آیت:94 سے کفارِ مکہ کے اس اعتراض کا ذکر ہے کہ اللہ نے بشر کو رسول بنا کر کیوں بھیجا، یعنی کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسول!) کہہ دو اگر زمین میں فرشتے بستے اور اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی رسول بنا کر نازل کرتے، یعنی نبی اور رسول جس مخلوق کی طرف مبعوث ہوتے ہیں، اس کی جنس سے ہوتے ہیں۔ ان آیات میں یہ بھی بتایا کہ منکرین کو ان کے مونہوں کے بل اندھا، گونگا اور بہرا بنا کر اٹھایا جائے گا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آیت:105 میں قرآن مجید کو بتدریج یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کی حکمت یہ بتائی کہ رسول ان پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں، ان کے لئے قرآن کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ مشرکینِ مکہ اعتراض کرتے کہ کبھی آپ اللہ کہتے اور کبھی رحمان کہتے ہیں، ہم تو رحمان کو نہیں جانتے، تو اللہ نے فرمایا: (اے رسول!) کہہ دیجئے کہ (معبودِ برحق کو) تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو تم اسے جس نام سے بھی پکارو، سب اُسی کے نام ہیں۔ آخری آیت میں فرمایا کہ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے، نہ کوئی اس کی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور نہ اسے کسی مددگار کی حاجت ہے۔

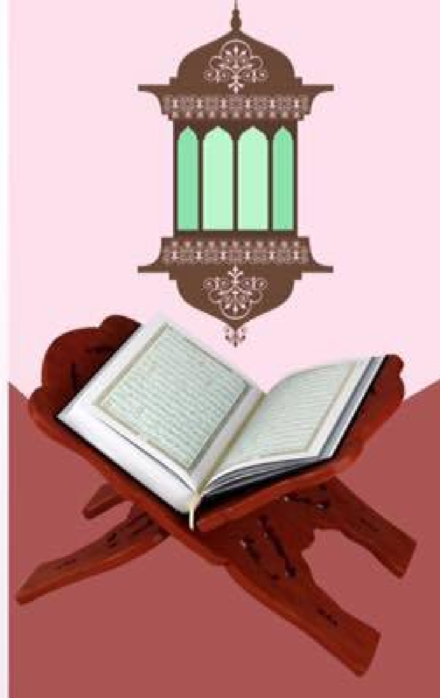
الکھف

اس سورۂ مبارکہ کی آیت:09 سے اصحابِ کہف کا بیان ہے، یہ چند صالح نوجوان تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ توحید اور ایمان پر ثابت قدم رکھا، لیکن ان کی قوم مشرک تھی اور ایک ظالم بادشاہ مسلط تھا، وہ لوگ ان نوجوانوں کے دشمن ہو گئے تو انہوں نے ان کے شر سے بچنے کے لئے غار میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی اور اس کیفیت میں وہ309 سال تک رہے۔ غار میں اللہ تعالیٰ نے ایسا غیبی انتظام کیا کہ وہ ایک کشادہ جگہ میں تھے، جب سورج طلوع ہوتا تو دھوپ غار کے دائیں جانب رہتی اور غروب ہوتے وقت بائیں جانب پھر جاتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں حسبِ ضرورت دائیں بائیں کروٹیں بدل دیتا، تا کہ ان کو روشنی، حرارت اور ہوا ملتی رہے اور ایک ہی ہیئت میں سوتے ہوئے ان کے بدن پر زخم نہ ہو جائیں جن کو آج کل طبی زبان میں Bed Soul کہتے ہیں۔ اصحابِ کہف کا ایک کتا بھی تھا، جو اُن کی چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا رہا۔ بعض مُفسرین نے لکھا کہ اِسی باعث وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اصحابِ کہف کی تعداد کے بارے میں قرآنِ مجید میں لوگوں کے حوالے سے تین اقوال نقل کئے ہیں، پہلے دو اقوال کو قرآن نے لوگوں کی ''تکہ بازی'' قرار دیا اور تیسرے قول کو قرآن نے رَدّ نہیں کیا، یعنی وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا، لہٰذا مُفسرین نے اِسی تعداد کو صحت کے قریب قرار دیا ہے، اللہ نے فرمایا: اُن کی صحیح تعداد کو اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے، اُن کو صرف چند لوگ جاننے والے ہیں (یعنی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اِس کا علم عطا کیا)۔ قرآن نے اِن کی تعداد کے بارے میں زیادہ بحث سے منع فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ نے اُن کے منظر کو بارعب بنا دیا تھا تا کہ کوئی اُن کی طرف جھانک تانک نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس طرح ہم نے اُن کو اٹھایا تا کہ ایک دوسرے کا حال پوچھیں، اُن میں سے ایک نے کہا تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے، اُنہوں نے کہا: ہم ایک دن یا اُس

15

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

15
رمضان کریم

سے بھی کم ٹھہرے، پھر اُنہوں نے قطعی بات کہنے کے بجائے اِس مدت کے تعین کو اللہ کے علم کے سپرد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف پر موت طاری کر دی چونکہ اہلِ شہر ان نوجوانوں کی حقیقت سے واقف ہو چکے تھے، اِس لئے اُنہوں نے اظہارِ عقیدت کے لئے یادگار کے طور پر مسجد بنا دی۔ اِسی سے مُفسّرین نے یہ مسئلہ اَخذ کیا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے مزارات کے جوار میں مسجد بنانا اچھی بات ہے تاکہ جو لوگ اُن مزارات پر فاتحہ پڑھنے کے لئے آئیں، اگر نماز کا وقت ہو تو وہ مسجد میں نماز ادا کر سکیں۔

آیت :28 میں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ فقراء صحابہ کو آپ اپنے پاس بٹھائے رکھیں، یہ صبح اور شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، اس کی رضا کے طلب گار ہیں اور آپ اپنی آنکھیں ان سے نہ ہٹائیں''۔

آیت :32 سے اللہ تعالیٰ نے دو لوگوں کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص کے انگوروں کے عمدہ باغات تھے، اُس نے اپنے ساتھی پر تفاخر اور اپنے خالق کی ناشکری کی، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے مال کو ہلاک کر دیا۔ آیت :45 میں اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی کی ناپائیداری کو ایک مثال سے بیان فرماتا ہے کہ آسمان سے بارش نازل ہوئی، گھنا سبزہ نکلا، پھر وہ سوکھ کر چورہ چورہ ہو گیا، جسے ہوا اڑا لے گئی، مال اور بیٹے تو محض دنیا کی زندگی کی زینت ہیں، تمہارے رب کے پاس ثواب اور انجام کے اعتبار سے باقی رہنے والی نیکیاں ہی بہتر ہیں۔

آیت :60 سے موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کا بیان ہے۔ وہ اپنے ایک خادم یوشع بن نون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکمتوں اور اسرار و رموز کو جاننے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں نکلے، دورانِ سفر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ناشتہ لاؤ، ہم سفر کرتے کرتے تھک چکے ہیں، خادم نے کہا کہ دورانِ سفر جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے، تو شیطان نے مچھلی کو مجھ سے بھلا دیا اور وہ سمندر میں راستہ بناتے ہوئے نکل گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ دو سمندروں (بحرِ فارس اور بحرِ روم) کا سنگم ہی ہماری منزل ہے، وہ دونوں واپس لوٹے اور پھر ہمارے ایک بندۂ خاص کو وہاں پایا، جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اُسے ''علمِ لَدُنّی'' عطا کیا، مُفسّرین کے مطابق یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو رُشد و ہدایت کا علمِ خاص عطا کیا ہے، اُس میں سے کچھ مجھے بھی تعلیم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی اور رسول ہیں، کلیم ہیں، افضل ہیں، لیکن افضل کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کو کسی خاص شعبے میں کوئی فضیلت عطا کی جا سکتی ہے، یہی صورتِ حال یہاں بھی تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سے کم مرتبہ شخص سے بھی کسی خاص شعبے کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس بنا پر اُس کی تکریم کی جا سکتی ہے۔



مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

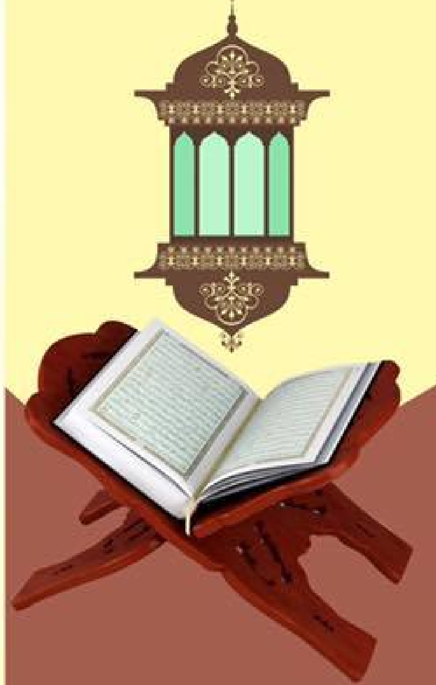
نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

سولھویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

16

رمضان کریم



پندرہویں پارے میں حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کے درمیان ہونے والی گفتگو بیان کی جارہی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: جن اَسرار کا آپ کو علم نہیں، اُن کے بارے میں آپ صبر نہیں کر پائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: ''آپ میری پیروی کرتے ہوئے میرے کسی فعل کے بارے میں سوال نہیں کریں گے، تاوقتیکہ میں خود آپ کو بتادوں''۔ چلتے چلتے وہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو، حضرت خضر علیہ السلام نے اُس کشتی میں شگاف ڈال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''یہ تو آپ نے بہت بری بات کی، اِس سے تو سواریوں کے ڈوبنے کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے آپ سے یہی تو کہا تھا کہ آپ صبر نہیں کر پائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میری بھول پر میری گرفت نہ کیجئے اور میرے مشن کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔

سورۂ کہف کی آیت:74 میں بتایا کہ راہ چلتے اُن دونوں کی ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی اور حضرت خضر علیہ السلام نے اُس لڑکے کو قتل کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''آپ نے ایک بے قصور شخص کو قتل کردیا، آپ نے یہ بہت برا کام کیا''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: ''میں نے تو آپ سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اس کے بعد میں اگر آپ سے کوئی سوال کروں، تو مجھے ساتھ نہ رکھئے گا، آپ کے پاس اِس کا جواز ہوگا۔ پھر چلتے چلتے ایک بستی والوں کے پاس آئے، اِنہوں نے اُن سے کھانا مانگا، تو اُنہوں نے میزبانی نہ کی، اِس کے باوجود اُس گاؤں کی ایک دیوار گرا چاہتی تھی، حضرت خضر علیہ السلام نے اُسے ٹھیک کردیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اِن بے لحاظ لوگوں سے آپ نے مزدوری ہی لے لی ہوتی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: اب آپ کے اور میرے راستے جدا ہیں، میں اپنے تینوں کاموں کی حکمت آپ کو بتادیتا ہوں: (۱) کشتی سمندر میں کام کرنے والے مسکین لڑکوں کی تھی اور آگے ایک ظالم بادشاہ تھا، جو ہر صحیح وسالم کشتی کو زبردستی لے لیتا تھا، میں نے اُس کشتی کو عیب دار کردیا تاکہ اُس کی دست برد سے بچی رہے۔ (۲) لڑکے کے ماں باپ مومن تھے اور اندیشہ تھا کہ یہ بڑے ہوکر اُن کو سرکشی اور کفر میں مبتلا کردے گا

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

۔اور اللہ تعالیٰ اِس کے بدلے میں اُن کو ایک پاکیزہ اور زیادہ رحم دل بیٹا عطا فرمائے گا۔(۳) گاؤں میں دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اُس کے نیچے اُن کا خزانہ دفن تھا اور اُن دونوں کا باپ ایک صالح شخص تھا، تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ جوان ہو کر اپنے رب کی رحمت سے اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تینوں کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کئے، یعنی یہ اللہ کا حکم تھا، لیکن آپ صبر نہ کر سکے اور جلد بازی میں سوال کر بیٹھے۔

آیت 83: سے ذوالقرنین کا ذکر ہے، اللہ نے اسے زمین میں اقتدار عطا کیا، وہ ایک مہم پر نکلے اور طلوع آفتاب کی جگہ پہنچے تو ایک قوم کو پایا، جن پر سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا، پھر ایک اور مہم پہ نکلے اور دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے، ان پہاڑوں کے اس پار ایک قوم تھی جو کوئی بات نہیں سمجھتی تھی۔ انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کر رہے ہیں، ہم آپ کو کچھ سامان مہیا کرتے ہیں آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دیں۔ ذوالقرنین نے کہا اللہ نے مجھے طاقت دی ہے اور میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ اس دیوار میں لوہا اور تانبا بھی پگلایا تاکہ وہ دیوار ناقابلِ شکست ہو جائے، پھر یاجوج و ماجوج اس دیوار پر نہ چڑھ سکیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی رحمت سے بنی ہے اور جب میرے رب کا مقررہ وقت آئے گا، تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔

آخری آیات میں اللہ نے فرمایا کہ اگر سارے سمندر، اور ان جیسے اور بھی آ جائیں مل کر روشنائی بن جائیں تو میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے۔

مریم

سورۂ مریم میں اس امر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے (یحیٰی) کی بشارت دی۔ حضرت یحیٰی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی میں نبوت عطا کی اور کتاب دی، وہ پاکیزہ، متقی، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے، ان پر سلام ہو پیدائش کے دن، وفات کے دن اور جب قیامت کے دن انہیں اٹھایا جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ولادت کے دن ان پر سلام بھیجنا، سنت الٰہی ہے۔ اس کے بعد حضرت مریم کا ذکر ہے کہ وہ گھر والوں سے دور چلی گئیں اور باپردہ جگہ کو اختیار کر لیا۔ ان کے پاس فرشتہ بشری شکل میں آیا اور کہا کہ میں آپ کے رب کا فرستادہ ہوں اور اس نے انہیں پاکیزہ لڑکے کی بشارت دی۔ حضرت مریم نے کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ اللہ کے لئے یہ بات آسان ہے اور اللہ اسے لوگوں کے لئے نشانی بنائے گا اور اللہ کا یہ فیصلہ طے ہو چکا ہے۔ انہیں حمل ہوا اور وہ ایک دور مقام پر کھجور کے درخت کے پاس چلی گئیں اور کہنے لگیں: کاش کہ میں اس سے پہلے مر جاتی اور میں بھولی بسری ہو جاتی۔ فرشتے نے ندا دی کہ آپ غمگین نہ ہوں، اللہ نے آپ کے نیچے نہر جاری کر دی ہے آپ کھجور کے درخت کو ہلائیں تو آپ کے اوپر تر و تازہ کھجوریں گریں گی، کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی رکھو، اگر کوئی بشر آپ سے سوال کرے، تو کہیے کہ میں نے (چپ کے) روزے کی نذر مانی

16

رمضان کریم

مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

ہے اور میں کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی۔ پھر وہ بچے کو اٹھائے قوم کے پاس گئیں تو قوم نے ملامت کی کہ یہ کیا ہوا۔ مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا اور قوم نے کہا کہ ہم گود کے بچے سے کیسے کلام کریں، بچے نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں ،اس نے مجھے کتاب و نبوت عطا کی ہے اور بابرکت بنایا ہے اور زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے، میں اپنی والدہ کا فرمانبردار ہوں۔

آیت:51 سے مختلف انبیاءِ کرام کا ذکر ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کو وعدے کے سچے، رسول نبی اور اللہ کے پسندیدہ قرار دیا گیا۔ ادریس علیہ السلام کو صدیق نبی قرار دیتے ہوئے فرمایا: ہم نے ان کو بلند جگہ پر اٹھالیا۔ آیت :76 سے بتایا کہ جو لوگ گمراہی میں مبتلاء ہیں، ان کی ابتلاء میں اضافے کے لئے مہلت کی مدت بڑھادی جاتی ہے اور جو ہدایت یافتہ ہیں، ان کو مزید استقامت نصیب ہوتی ہے اور اللہ کے ہاں ثواب اور انجامِ خیر کے اعتبار سے باقی رہنے والی نیکیاں سب سے بہتر ہیں۔ آیت:88 سے بتایا کہ کفار نے اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کرکے نہایت سخت بات کہی ہے، یہ تو اتنا سنگین جرم ہے کہ اِس سے آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ مزید فرمایا کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی بھی ہے، سب اللہ کے حضور بندے بن کر حاضر ہوں گے۔

طٰہٰ

ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ قرآن نصیحت کے لئے نازل ہوا اور اللہ ظاہر و باطن سب کو جانتا ہے، وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کے سبھی نام اچھے ہیں۔ آیت:10 سے مدین سے واپسی کے سفر کے دوران موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعے کا بیان ہے کہ وہ ایک جگہ اپنی اہلیہ کو ٹھہرا کر آگ لینے طور پر گئے۔ وہاں انہیں غیب سے ندا آئی کہ اے موسیٰ! میں آپ کا رب ہوں، آپ طویٰ کی مقدس وادی میں ہیں، ادباً اپنے جوتے اتار دیجئے، میں نے آپ کو چن لیا ہے اور میرے پیغامِ وحی کو توجہ سے سنئے، میں اللہ وحدہٗ لاشریک ہیں، میری بندگی کیجئے اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے، قیامت آنے والی ہے، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر نے کہا۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

اسی موقع پر آپ کو معجزات عطا ہوئے اور آپ کو حکم ہوا کہ جا کر فرعون کو دعوتِ حق دیجئے۔ آیات 25 تا 28 موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا: ''اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول، میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھیں''۔ اسی چیز کا دوسرے مقام پر یوں بیان ہے: ''میرا سینہ تنگ ہے اور میری زبان نہیں چل رہی''۔ آپ نے مزید التجا کی کہ میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو اس مشن میں میرا وزیر بنا دیجئے تاکہ مجھے تقویت ملے اور اسے میرا شریکِ کار بنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرمالیا۔

آیت:38 سے موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت کے حالات کا ذکر ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا کہ بنی

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

اسرائیل کے ہر گھر میں پیدا ہونے والے بیٹے کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ وہ اپنے نومولود بیٹے کو ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں، اللہ کے حکم سے یہ تابوت کنارے لگے گا اور اللہ کے دشمن (فرعون) کے ہاتھ لگ جائے گا، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا تاکہ رب کی نگرانی میں موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہو۔ آیت:43 سے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم ہوا کہ آپ دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ سرکش ہو چکا ہے، اسے نرمی کے ساتھ دعوتِ حق دو، شاید وہ نصیحت حاصل کرلے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ اللہ نے فرمایا: تم گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں، میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ وہ دونوں فرعون کے پاس گئے اور کہا کہ ہم اللہ کے رسول ہیں، بنی اسرائیل کو اذیت نہ دو اور انہیں ہمارے ساتھ بھیج دو۔ فرعون نے اللہ کی ذات کے بارے میں موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے مجادلہ کیا، ان پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا اور پھر اپنے جادوگروں کو بلا کر مقررہ دن پر مقابلے کا چیلنج دیا، اس کی تفصیل پچھلی سورتوں میں گزر چکی ہے کہ جادوگر ناکام ہو گئے۔ آیت:85 سے سامری کا ذکر ہے کہ اُس نے بنی اسرائیل کو گمراہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے جب طور سے واپس آ کر یہ منظر دیکھا تو قوم پر سخت ناراض ہوئے۔ سامری نے ایک بچھڑے کا مُجسمہ بنایا، جس سے بیل کی طرح آواز نکلتی تھی اور بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے۔

اِسی تسلسل میں قیامت اور صور پھونکے جانے کا ذکر ہے۔ آیت:105 سے فرمایا: لوگ آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اُنہیں ریزہ ریزہ کر دے گا اور پوری زمین ہموار میدان کی طرح ہو جائے گی۔ آیت:109 میں فرمایا: آج اللہ کی بارگاہ میں کسی کو مجالِ شفاعت نہیں ہوگی، سوائے اُس کے جسے وہ اِذنِ شفاعت عطا کرے اور جس کے قول سے وہ راضی ہو۔ آیت:115 سے اِس بات کا ذکر ہے کہ آدم علیہ السلام جو جنت میں درخت کے قریب چلے گئے، تو یہ اُن کی بھول اور اجتہادی خطا تھی، انہوں نے قصداً اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی نہیں کی۔ آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کر کے بتایا کہ یہاں نہ بھوک لاحق ہوگی، نہ بے لباسی ہوگی، نہ پیاس لگے گی اور نہ ہی دھوپ کی تپش محسوس ہوگی۔ اور یہ کہ آپ اپنے دشمن شیطان کی چالوں سے بچے رہیں گے۔ اس مقام پر قرآن نے اس موضوع کو پھر بیان کیا کہ شیطان نے وسوسہ ڈالا اور مخلص اور ہمدرد کا روپ اختیار کر کے ان کو بہکایا۔ انہوں نے ممنوعہ درخت سے کھا لیا سو اُن کے ستر کھل گئے اور وہ جنت کے پتوں سے اپنے ستر کو ڈھانپنے لگے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور جنت سے زمین پر بھیج دیا۔

آیت:124 سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہماری یاد سے غافل رہے گا، اس کے لئے معیشت تنگ کر دی جائے گی اور اسے قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا، وہ کہے گا: میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟، حالانکہ میں دنیا میں بینا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے پاس میری نشانیاں آئی تھیں، جنہیں تو نے نظر انداز کر دیا تھا، اسی طرح آج تم بھی نظر انداز کر دیئے جاؤ گے۔

16

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

17
رمضان کریم

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

سترہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

انبیاء

فرمایا لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت کا شکار ہیں، دین کی باتوں سے روگردانی کررہے ہیں اور جب بھی نصیحت کی کوئی نئی بات ان کے پاس آتی ہے تو توجہ سے نہیں سنتے، بس کھیل تماشے کے انداز سے سنتے ہیں اور نبی کو اپنے جیسا بشر قرار دیتے ہیں، قرآن کو جادو، خوابِ پریشاں، شاعری اور خودساختہ کلام قرار دیتے ہیں۔ قرآن نے بتایا کہ پہلے رسول بھی حاملینِ وحی تھے، وہ بھی کھاتے پیتے تھے، یعنی بشری تقاضے نبوت ورسالت کی عظمتِ شان کے خلاف نہیں ہیں۔ اس کے بعد پچھلی قوموں کی سرکشی اور ان پر نازل کئے جانے والے عذاب کا ذکر ہے۔

آیت نمبر:22 میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظم وضبط، توازن واعتدال اور حکیمانہ نظام کو توحید کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ان کا نظام ضرور درہم برہم ہوجاتا، یعنی اگر بہ فرضِ محال دو خدا ہوتے اور دونوں برابر اختیارات کے مالک ہوتے، تو ان کی ترجیحات اور فیصلوں میں ٹکراؤ ہوتا اور نتیجہ کائنات میں فساد اور تباہی کی شکل میں رونما ہوتا۔ اور اگر ایک کا حکم چل جاتا اور دوسرے کا نہ چلتا، تو جس کا حکم نہ چلتا وہ خدا کیسے کہلاتا۔

آیت نمبر:30 سے اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کے سلسلے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آسمان اور زمین بند تھے، تو ہم نے ان دونوں کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز بنائی۔ آج بھی تخلیقِ کائنات کا ایک سائنسی نظریہ ''بگ بینگ تھیوری'' کہلاتا ہے کہ ایک بہت بڑا آتشیں بگولا تھا، ایک بہت بڑے دھماکے سے وہ پھٹا اور اس کے لامحدود ٹکڑے فضا میں بکھر گئے، جنہوں نے سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں کی شکل اختیار کی۔ قرآن میں اس کے لئے ''فتق'' اور ''فلک'' کے کلمات آتے ہیں۔ اللہ نے زمین میں توازن قائم رکھنے کے لئے اونچے اونچے پہاڑ بنادیئے اور ان کے درمیان کشادہ راستے بنادیئے ہیں اور آسمان کو (بغیر ستونوں کے) محفوظ چھت بنادیا، رات اور سورج اور چاند کو پیدا کیا، ہر ایک اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔

آیت نمبر:35 میں قانونِ قدرت بیان کیا کہ ''ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے''، یعنی ہر ذی حیات پر موت آئی گی۔ آگے چل کر بتایا قیامت اچانک آئے گی، حیرت زدہ کردے گی اور نہ کوئی اسے رد کرسکے گا اور نہ کسی کو مہلت ملی گی۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

17

رمضان کریم

آیت نمبر:51 سے ایک بار پھر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ اپنے عرفی باپ اور قوم کو بت پرستی پر ملامت کر رہے ہیں اور کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم تمہارے پیٹھ پھیر کے جانے کے بعد میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک خفیہ تدبیر کروں گا، سو ابراہیم نے ان کے بڑے بت کے سوا سب بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے''۔ پھر ایسا ہی ہوا، نمرود کی قوم نے کہا کہ ہمارے بتوں کا یہ حشر کس نے کیا، پھر انہوں نے خود ہی کہا کہ ایک جوان ہے، جس کا نام ابراہیم ہے۔ حضرت ابراہیم کو مجمع عام میں بلا کر ان سے جواب طلبی کی گئی، تو انہوں نے کہا یہ سوال اپنے بڑے بت سے کرو، اگر وہ بول سکتے ہیں۔ اس پر وہ شرمندہ ہوئے، اس کے بعد انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے ایک آلاؤ میں ڈالا، مگر اللہ کے حکم سے وہ آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی۔ اس کے بعد لوط، اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا ذکر ہے کہ انہیں امامِ ہدایت بنایا اور نبوت اور علم عطا کیا۔

آیت نمبر:78 سے حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ایک مقدمے کا ذکر ہے، جس میں حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فیصلہ کیا اور سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلے کو غلط قرار دیئے بغیر دوسرا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''ہم نے سلیمان کو (صحیح فیصلہ کرنے کی) سمجھ عطا کی اور ہم نے دونوں کو قوتِ فیصلہ اور علم عطا کیا تھا''۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک عدالت کے فیصلے پر دوسری عدالت نظر ثانی کر سکتی ہے اور ایک فیصلہ اگر بہتر ہے، تو دوسرا بہترین ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد داؤد علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہے، یعنی پہاڑوں کا اُن کے تابع ہونا، پہاڑوں اور پرندوں کا ان کے ساتھ تسبیح کرنا اور جنگ سے حفاظت کے لئے زرہیں بنانا۔ اسی طرح ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا جو ان کے حکم سے ان کے تخت کو اڑا کر لے جاتی تھی اور جنات کو ان کے تابع کر دیا، وہ ان کے حکم سے کام کرتے تھے۔ اس کے بعد ایوب علیہ السلام کا ذکر ہے کہ انہیں تکلیف سے دوچار ہونا پڑا، انہوں نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے ان کی تکلیف کو دور فرما دیا اور پہلے سے بھی زیادہ اہل و عیال اور نعمتوں سے نواز دیا۔ پھر اسماعیل، ادریس، ذوالکفل، ذوالنون (یونس) اور زکریا علیہما السلام کا ذکر ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے اور پھر اللہ کی تقدیر سے دریا میں ڈال دیئے گئے، دریا میں ان کو مچھلی نے نگل لیا اور انہوں نے تہ در تہ ظلمتوں میں اللہ سے ان کلمات کے ساتھ توبہ کی: ''لَا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ''۔ اسی کو ''آیتِ کریمہ'' کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انہیں غم سے نجات عطا اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لئے دعا کی، اللہ نے ان کو بڑھاپے میں یحییٰ علیہ السلام عطا کئے، ان کی دعا کے کلمات یہ تھے: ''رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ''، اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑنا، تو ہی سب سے بہتر وارث ہے۔

سورۃ الانبیا کے آخری رکوع میں آیت نمبر:107 میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک بے مثل و بے مثال اعزاز سے نوازا اور ارشاد فرمایا: ''وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ''، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی ذات کو ''رب العالمین'' فرمایا اور نبی کریم ﷺ ''رحمۃ للعالمین''، یعنی کائنات کے ہر ذرے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ''ربوبیت'' اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی ''رحمت'' ثابت ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

17
رمضان کریم

سورۃ الحج

اِس سورت میں اللہ ربّ العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کے لئے حج کے اعلان کرنے کا حکم دیا، اِس لئے سورت کا نام
''الحج'' قرار پایا۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کیا کہ قیامت ایک زلزلے کے طور پر برپا ہوگی اور اُس کا منظر اِس قدر دہشت ناک ہوگا کہ دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو فراموش کردیں گی، ہر حاملہ کا حمل ساقط ہوجائے گا، لوگ مدہوش نظر آئیں گے جبکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ کے عذاب کی شدّت کے باعث اُن کی یہ کیفیت ہوگی۔ آیت نمبر:03 سے بتایا کہ بعض لوگ بغیر علم کے اللہ کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں اور ہر اُس سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں، جس کے متعلق (لوحِ محفوظ) میں لکھا جاچکا ہے کہ جو اُس کو دوست بنائے گا، وہ اُس کو گمراہ کردے گا اور اُس کو بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔
آیت :05 سے اللہ تعالیٰ نے حشر و نشر کی صحت اور امکان پر تخلیقِ انسانی اور انسانی عمر کے مراحل کے ذریعے استدلال فرمایا۔ آیت:9 میں
(ازراہِ تکبر) اپنی گردن موڑنے والے شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے والا ہے، اسی باعث اِس کے لئے دنیا میں ذلت اور قیامت کے دن جلانے والا عذاب ہے اور یہ اُس کی اُن بداعمالیوں کی سزا ہے، جو اُس نے آگے بھیجیں اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

آیت:15 سے فرمایا کہ جس کا یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اپنے رسول کی ہرگز مدد نہیں کرے گا، تو اُس کو چاہیے کہ وہ اونچی جگہ پر رسّا باندھ کر (اپنے گلے میں ڈال لے) پھر اُس رسّے کو کاٹ لے، پھر یہ دیکھے کہ آیا اُس کی یہ تدبیر اُس کے غضب اور غصے کو دور کرتی ہے (یا نہیں)۔ اسی طرح ہم نے قرآن کو واضح آیتوں کے ساتھ نازل کیا، بے شک اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ آیت:17 میں فرمایا کہ دنیا میں بظاہر اہلِ ایمان، یہود، صابی، عیسائی، آتش پرست اور شرک کرنے والے ملے جلے سے ہیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اِن سب کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آیت:18 میں بتایا گیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے انسان اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب مقدر ہوچکا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کردے، اُس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ آیت:25 سے فرمایا: جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے اور اُس مسجدِ حرام سے روکنے لگے، جس کو ہم نے لوگوں کے لئے مساوی بنایا ہے، خواہ وہ مسجد میں معتکف ہوں یا باہر سے آئیں۔ جو اس مسجد (حرام) میں ظلم کے ساتھ زیادتی کا ارادہ کرے گا، ہم اُس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

آیت:27 سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں بلند آواز سے حج کا اعلان کیجئے وہ آپ کے پاس دوردراز راستوں سے پیدل اور ہر دبلے اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر ندا کی: اے لوگو! اللہ نے تمہارے اوپر حج فرض کر دیا، اللہ تعالیٰ نے یہ ندا اُن سب کو سنا دی جو مردوں کی پشتوں میں اور عورتوں کے رحموں میں تھے، اُن سب نے اِس ندا کا جواب دیا، جو اللہ کے علم میں قیامت تک حج کرنے والے تھے۔ اُنہوں نے کہا: ''لبیک اللھم لبیک''۔

آیت:28 میں مقررہ ایام (یومِ نحر اور بعد کے دو دنوں) میں قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔ آیت:29 میں ایسی نذروں کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا جو معصیت پر مبنی نہ ہوں اور اللہ کے گھر کے طواف کا حکم بھی۔ آیت:31 میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دینے والے کی مثال کو اِس طرح بیان کیا ہے کہ ایسا شخص گویا آسمان سے گرا، پھر اُسے مردار خور پرندوں نے جکڑ لیا یا آندھی نے اُس کو کسی دور کی جگہ پھینک دیا ہو۔ آیت:32 میں فرمایا کہ جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی، تو بے شک یہ دلوں کے تقوے کی علامت ہے۔ آیت:34 سے فرمایا: ہم نے ہر اُمّت کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کیا تا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں، پس تمہاری عبادت کا مستحق ایک اللہ ہی ہے۔ اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے، اِن میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ پس تم ان کو قطار میں کھڑا کر کے (ان کے نحر کرنے کے وقت) اللہ کا نام لو۔ پھر اُن سے خود بھی کھاؤ اور محتاج اور مانگنے والوں کو بھی کھلاؤ۔

آیت نمبر:37 میں بتایا کہ قربانی کا مقصد گوشت پوست کا حصول نہیں بلکہ اِس فعلِ قربانی سے جو تقویٰ حاصل ہوتا ہے، وہ قربانی کی اصل روح ہے، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی امت کو قربانی کے گوشت پوست کے استفادے کی اجازت دی ہے۔

آیت نمبر:41 میں بتایا کہ یہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ وہ مجاہدین کے ذریعے ظالموں کا قلع قمع فرماتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو راہبوں کی خانقاہیں، کلیسا اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسلمانوں کی مساجد کو ویران کر دیا جاتا۔ آیت:41 میں حکومتِ اسلامیہ کے قیام کا مقصد نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کے قیام، نیکیوں کے پھیلاؤ اور برائیوں کے سدِّ باب کو قرار دیا۔

آیت نمبر:61 سے ایک بار پھر نظامِ گردشِ لیل و نہار، بارش کے نزول اور اس کے نتیجے میں سبزے کے اُگنے، سمندروں میں کشتیوں کی روانی اور آسمان کے بغیر ستون کے قرار کو اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیا۔ آیت نمبر:73 میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے بتوں کی بے بسی کو بیان فرمایا کہ وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے، تو وہ اُس سے واپس نہیں لے سکتے، بت اور ان کے پجاری دونوں کمزور ہیں۔

17
رمضان کریم

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

18

رمضان کریم

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

اُٹھارہویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

موٴمنون

سورۂ موٴمنون کی ابتدائی گیارہ آیات تعلیماتِ اسلامی کی جامع ہیں، ان میں فلاح یافتہ اہلِ ایمان کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں: نمازوں میں خشوع وخضوع، ہر قسم کی بیہودہ باتوں سے لاتعلقی، زکوٰۃ کی ادائیگی، اپنی پاکدامنی کی حفاظت، امانت اور عہد کی پاسداری اور نمازوں کی پابندی، آخر میں فرمایا کہ ان صفات کے حامل اہلِ ایمان ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

آیت :13 سے انسانی تخلیق کے مدارج کو بیان کیا، یعنی نطفہ، پھر علقہ (جما ہوا خون)، پھر گوشت کا لوتھڑا اور پھر گوشت اور ہڈیوں پر مشتمل جسم کی تشکیل اور اسی کو حیات بعد الموت کی دلیل قرار دیا۔ آیت :17 سے اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر اپنی قدرت کی نشانیوں کو بیان کیا، یعنی آسمان کے سات طبقات، بارش کا نزول اور اس کا زمین میں قرار، پھر اس کے ذریعے کھجوروں، انگوروں اور طرح طرح کے پھلوں کی پیدائش اور خاص طور پر زیتون کے تیل کا ذکر فرمایا جو ایک مکمل خوراک ہے۔

آیت :27 سے ایک بار پھر نوح علیہ السلام کے کشتی بنانے اور طوفانِ نوح کا ذکر ہے۔

آیت :33 سے بیان ہوا کہ ہود علیہ السلام کی قوم کے کفار، منکرینِ آخرت اور خوشحال لوگوں نے نبی پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو ہم جیسے بشر ہیں، عام انسانوں کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں اور اپنے جیسے بشر کی اطاعت کرنا بڑے خسارے کی بات ہے۔ یہ حیات بعد الموت کا وعدہ کرتے ہیں جو ناقابلِ یقین بات ہے۔ انہوں نے کہا جو کچھ ہے، اسی دنیا کی زندگی میں ہے، مرنے کے بعد کس نے جینا ہے۔ آیت :44 میں نظامِ رسالت کے تسلسل، موسیٰ وہارون علیہما السلام کی بعثت اور قومِ موسیٰ کی سرکشی کا ذکر ہے۔

آیت :56 سے فرمایا کہ وہ اہلِ ایمان جن کے دلوں میں خشیتِ الٰہی ہے، جو شرک نہیں کرتے، جو اللہ کی راہ میں عاجزی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اور جنہیں قیامت پر ایمان ہے وہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور سبقت کرتے ہیں۔ آیت :85 سے اللہ تعالیٰ نے استفہامی انداز میں بیان فرمایا کہ اگر ان منکرینِ آخرت سے پوچھا جائے کہ زمین اور اس کے خزانوں کا مالک کون ہے، سات آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے، ہر چیز کی بادشاہت کس کے قبضے میں ہے کہ جس کا



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

مقابل کوئی نہیں، تو ہر سوال کے جواب میں کہیں گے کہ اللہ، تو پھر آپ ان سے پوچھئے کہ کیا تم سحر زدہ ہو، یعنی پھر اس مالک الملک پر ایمان کیوں نہیں لاتے، اس کے احکام کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟۔

آیت:91 سے بیان ہوا کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اگر ایسا ہوتا کہ ایک سے زیادہ خدا ہوتے، تو ہر ایک اپنے لشکر کو لے کر دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرتا، حالانکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے اقتدار کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں۔ سورت کے آخر میں بیان فرمایا کہ انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا اور اسے اللہ کی بارگاہ میں آخری جوابدہی کے لئے لوٹ کر جانا ہے۔

النور

سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے خانگی اور معاشرتی اَحکام کو بیان فرمایا۔ ابتدائی آیات میں زنا کرنے والے (غیر شادی شدہ) مرد و عورت کی سزا کو بیان کیا کہ اُن کی سزا سو کوڑے ہے اور (صاحبانِ اقتدار) اہلِ ایمان کو کہا گیا کہ تمہیں اس سزا کے نفاذ میں اُن پر رحم نہیں آنا چاہئے اور تمہاری ایک جماعت کو اِس سزا کے نفاذ کے وقت موجود رہنا چاہئے۔ آیت:5 سے بیان کیا گیا کہ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر (اُس کے ثبوت میں) چار گواہ نہ پیش کر سکیں، تو تم اُن کو 80 کوڑے مارو اور اُن کی شہادت کو کبھی بھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ اور اصلاح کر لیں۔ آیت:6 سے یہ ضابطہ بیان فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اُس کے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کر سکے اور اُس کی بیوی اِس تہمت کا انکار کرے، تو فریقین ایک دوسرے پر لعان کریں، شوہر چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے:
بیشک وہ ضرور سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے: اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو، تو اُس پر اللہ کی لعنت۔
اور عورت سے حدِ زنا اِس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اُس کا خاوند یقیناً جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر اُس کا خاوند سچوں میں سے ہو تو اُس (عورت) پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ آیت:11 سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو منافقین نے تہمت لگائی تھی، اُس کی جانب اشارہ فرمایا اور اُن چیزوں کا سدِّ باب کیا، جو معاشرے کی بگاڑ کا باعث ہو سکتی ہیں اور جن منافقین نے یہ تہمت لگائی تھی، اُن کا پردہ فاش کیا، جو مسلمان منافقین کے بچھائے ہوئے حسین جال میں پھنس گئے تھے، اُن پر بھی عتاب فرمایا اور اُن کو تنبیہ کی کہ وہ آئندہ ہوشیار رہیں اور منافقین کے کہنے میں نہ آئیں۔ منافق مسلمانوں کی عزت و ناموس کو برباد کرنے کے درپے ہیں، اِس لئے مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سنی سنائی بات کو آگے بڑھا دیں بلکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اپنوں کے متعلق نیک گمان کرنا چاہئے۔

آیت:19 سے یہ فرمایا کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی کی بات پھیلے، اُن کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ آیت:21 سے فرمایا: اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، کیونکہ جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلے گا، تو بے شک شیطان بے حیائی (اور برائی) کے کاموں پر اُبھارتا ہے۔ آیت:23 سے پاکدامن، بے خبر، ایمان



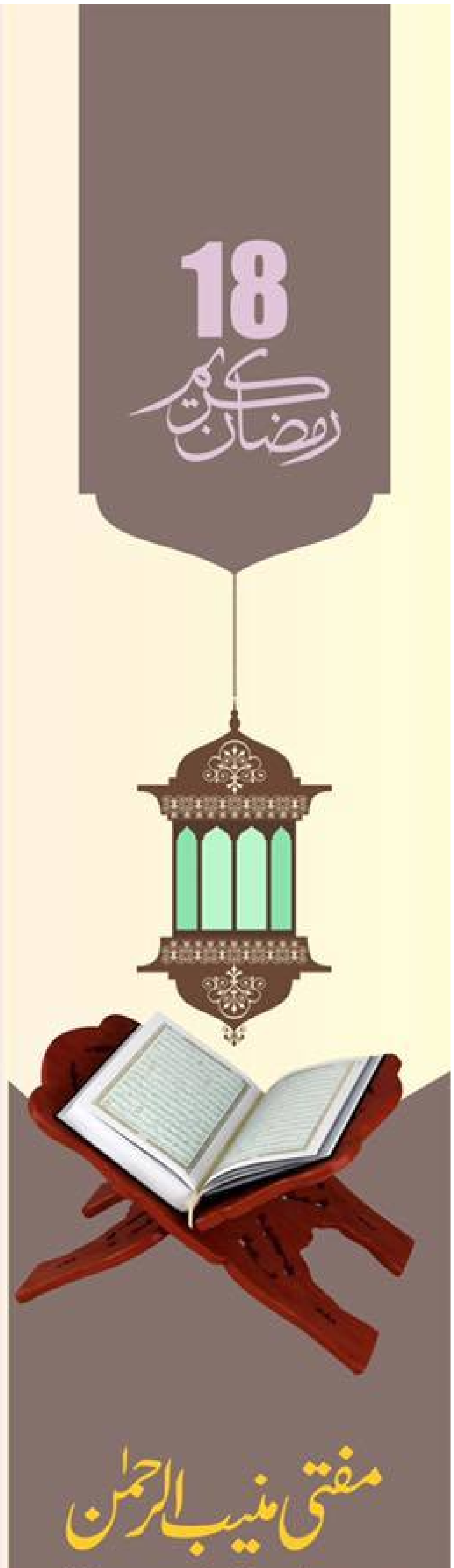
مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

والی عورتوں پر (بدکاری) کی تہمت لگانے والوں کے لئے دنیاو آخرت میں لعنت اور بہت بڑے عذاب کا بیان ہوا ہے، جس دن اُن کے خلاف اُن کی زبانیں، اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کرتے رہے ہیں، اُس دن اللہ تعالیٰ حق اور انصاف کے ساتھ اُن کو پورا بدلہ دے گا۔ آیت:26 میں فرمایا کہ بری باتیں برے لوگوں کے لئے اور برے لوگ بری باتوں کے لئے ہیں اور اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے اور اچھے لوگ اچھی باتوں کے لئے۔ وہ (اچھے لوگ) اُن تہمتوں سے بری ہیں۔ آیت:27 سے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے ایک دوسرے کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں اور اجازت لے کر داخل ہونے پر گھر والوں کو سلام کریں اور اگر اُن سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ، تو اُنہیں واپس چلے جانا چاہئے۔ ہاں! اگر کسی گھر میں لوگوں کی رہائش نہ ہو اور وہاں مسلمانوں کی کوئی چیز ہو تو وہاں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں (جیسے پبلک مقامات)۔

آیت:30 سے مسلمان مردوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اسی طرح مسلمان خواتین کو حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں اور جسم کے جس حصے کا پردہ ممکن نہ ہو۔

جیسے ہاتھ اور پیر، ان کے سوا باقی جسم کو ڈھانپ کر رکھیں اور اپنے گریبانوں کو دوپٹوں سے چھپائے رکھیں اور اپنے خاوند، محارم اور اپنے نوکروں اور کم عمر نا سمجھ بچوں کے سوا اپنے بناؤ سنگھار کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں اور زمین پر زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں تا کہ اُن کی پوشیدہ زینت ظاہر نہ ہو۔ آیت :32 سے فرمایا کہ تم اپنے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا، اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

آیت :37 سے اللہ تعالیٰ نے اُن مسلمانوں کی تعریف فرمائی، جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی، وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں، جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ جائیں گے۔ آیت:39 سے کافروں کے اعمال کی مثال کو اس طرح بیان کیا کہ وہ زمین میں چمکتی ہوئی اُس ریت کی طرح ہیں، جس کو پیاسا دور سے پانی گمان کرتا ہے، حتّٰی کہ جب وہ اُس کے قریب پہنچتا ہے، تو کچھ نہیں پاتا اور وہ اللہ کو اپنے قریب پاتا ہے جو اُس کو اُس کا پورا حساب چکا دیتا ہے یا (اُن کے اعمال) گہرے سمندر کی تاریکیوں کے مثل ہیں، جن کو تہہ در تہہ موج ڈھانپے ہوئے ہے۔ اُس کی بعض تاریکیاں بعض سے زیادہ ہیں، جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اُس کو دیکھ نہ سکے اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے، اُس کے لئے کوئی نور نہیں ہے۔ آیت:43 سے فرمایا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے، پھر اُن کو (باہم) جوڑ دیتا ہے، پھر اُن کو تہہ در تہہ کر دیتا ہے۔ پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اُن کے درمیان سے بارش ہوتی ہے اور اللہ آسمانوں کی طرف سے پہاڑوں سے اولے نازل فرماتا ہے۔ سو وہ جس پر چاہے اُن اولوں کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہے اُن کو پھیر دیتا ہے۔ قریب ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک آنکھوں کی بینائی کو زائل کر دے۔ اللہ دن اور رات کو بدلتا رہتا ہے، بے شک اس میں غور کرنے والوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔



muftinaeemia@yahoo.com

18

رمضان کریم





آیت:53میں فرمایا: منافق اللہ کی خوب پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ وہ (جہاد کے لئے) ضرور نکلیں گے، آپ کہیے کہ زیادہ قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری اطاعت (کی حقیقت) ہمیں معلوم ہے۔ آیت:55میں اہلِ ایمان کو یہ بشارت دی کہ اللہ تمہیں زمین میں ضرور خلافت عطا فرمائے گا اور ضرور بضرور اس دین کو مُحکم اور مضبوط کردے گا۔ تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور (اخلاص کے ساتھ) رسول کی اطاعت پر ڈٹے رہو، اللہ تمہارے خوف اور پریشانی کو حالتِ امن اور سکون سے بدل دے گا ۔آیت:58 سے پردے کے اَحکام کی وضاحت فرمائی کہ تمہارے نوکروں اور نابالغ بچوں کے لئے بھی تین اوقات میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے: (۱) نمازِ فجر سے پہلے۔ (۲) ظہر کے وقت، جب تم اپنے (فالتو) کپڑے اتار دیتے ہو۔ (۳) عشاء کی نماز کے بعد۔ جب تمہارے لڑکے بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں، تو اُن کو بھی اجازت طلب کرکے آنا چاہئے، جیسا کہ اُن سے پہلے مرد اجازت طلب کرتے ہیں۔

آیت:60 سے فرمایا: وہ بوڑھی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں، اُن پر (اضافی) پردہ وحجاب کا اہتمام نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ آیت:61میں معذور لوگوں اور دیگر مسلمانوں کو اپنے والدین، رشتے داروں اور دوستوں کے گھر سے کچھ کھاپی لینے کی اجازت دی گئی۔ آیت:62میں یہ بیان کیا گیا کہ مومنین صرف وہی ہیں، جو اللہ اور اُس کے رسول پر حقیقتاً ایمان رکھتے ہیں اور جب وہ کسی مجتمع ہونے والی مہم میں رسول کے ساتھ ہوتے ہیں، تو اُن کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاتے، ایسے ایمان والوں کو ضرورت کی بنا پر اجازت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے سفارش فرمائی ہے۔ آیت:63میں کہا گیا کہ تم رسول ﷺ کے بلانے کو ایسا قرار نہ دو، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو اور جو لوگ رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، وہ اِس سے ڈریں کہ اُنہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے یا اُنہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔ بے شک اللہ ہی کی ملکیت ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اللہ کو تمہارے حال کا خوب علم ہے۔

سورۂ فرقان

سورۂ فرقان کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی جلالت، توحید، اولاد کی نسبت اور شرک سے براءت کا ذکر ہے۔ کفار کے باطل معبودوں کے مخلوق ہونے، اپنے لئے نفع اور نقصان اور موت وحیات کا مالک نہ ہونے کا ذکر ہے۔

آیت:04 سے اس بات کا بیان ہے کہ کفار نے قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا خود ساختہ کلام قرار دیا کہ پچھلے لوگوں کی کوئی افسانوی کہانیاں ہیں، جو انہوں نے لکھوالی ہیں۔ کفارِ مکہ کے اس اعتراض کا بھی ذکر ہے کہ یہ رسول کھانا کھاتے ہیں، بازاروں میں چلتے ہیں، ان کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا؟۔ انہیں کوئی خزانہ اور باغات کیوں نہ عطا کئے گئے، انہوں نے اللہ کے رسول کو سحر زدہ کہا اور قیامت کے دن کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان بے تکی باتوں کا رَد فرمایا، قرآن کو اللہ کا کلام قرار دیا اور اُن پر یہ بھی واضح کردیا کہ پہلے رسول بھی بشری تقاضے کے تحت کھانا کھاتے تھے اور اپنی ضرورت کے لئے بازار بھی جاتے تھے، یعنی بشری ضروریات نبوت ورسالت کے منافی نہیں ہیں۔

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

انیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

19
رمضان کریم

انیسویں پارے کے شروع میں ایک بار پھر کفارِ مکہ کے ناروا مطالبات کا ذکر ہے کہ منکرینِ آخرت یہ مطالبہ کرتے تھے کہ ہمارے پاس فرشتہ اتر کر آئے یا ہم اللہ تعالیٰ کو کھلے عام دیکھیں۔ قرآن نے بتایا کہ جس دن کفار ان نشانیوں کو دیکھ لیں گے تو وہ ان کے لئے بہت برا دن ہے۔ قیامت کے دن کفار ندامت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ کاش دنیا میں ہم نے رسولوں سے تعلق رکھا ہوتا۔

آیت نمبر:32 میں کفار کے اس اعتراض کا ذکر ہوا کہ پورا قرآن ایک ہی وقت میں نازل کیوں نہ کیا گیا، قرآن نے بتایا کہ تدریجی نزول میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے تسلسل کے ذریعے نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رہے اور آپ کے دل کو قرار و سکون نصیب ہو۔

آیت نمبر:45 سے اللہ تعالیٰ نے سائے کے پھیلاؤ اور سمٹاؤ کو اپنی نشانی قرار دیا۔ آیت نمبر:48 سے بارش کے نظام، آسمان سے پاک پانی کے نزول، اس کے ذریعے بنجر زمین کو زرخیز بنانے، سمندروں میں میٹھے اور نمکین پانی کے الگ الگ جاری ہونے اور دیگر انعامات کا ذکر ہے۔ آیت نمبر:54 میں بتایا کہ انسان کا جوہرِ تخلیق پانی ہے اور پھر اس کے ذریعے نسب اور سسرال کے رشتے قائم ہوئے۔

سورۂ فرقان کے آخری رکوع میں آسمانوں میں برج بنانے، سورج اور چاند کی روشنی اور نظامِ لیل و نہار کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل بتایا۔ ماہرینِ فلکیات نے بتایا کہ برج بارہ ہیں: حمل، ثور، جوزہ، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، کوس، جدی، دلو اور حوت ہیں۔ یہ مختلف چیزوں کے نام ہیں، ماہرین بتاتے ہیں کہ بالائی فضا میں مختلف مقامات پر ستاروں کے جھمگٹے ان چیزوں کی تصویروں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی اعلیٰ صفات کا ذکر ہے، جو یہ ہیں: زمین پر شرافت اور متانت سے چلنا، راتوں کو سجدہ و قیام یعنی اللہ کی عبادت میں گزارنا، عذابِ جہنم سے اللہ کی پناہ چاہنا، مال خرچ کرتے وقت بُخل اور اسراف کی دو انتہاؤں کے درمیان توازن و اعتدال سے کام لینا، شرک، قتلِ ناحق، زنا، جھوٹی گواہی بیہودہ مجالس سے اجتناب، اللہ کی آیات یاد دلانے پر اندھا، بہرا نہ بننے یعنی نصیحت قبول کرنے اور اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد کی



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

19
رمضان کریم

دعا کرنا۔ اس میں گناہگاروں کے لئے نہ صرف توبہ کی قبولیت کی نوید ہے بلکہ گناہوں کے بدلے میں نیکیاں عطا کرنے کی بشارت اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔

شعراء

اس سورت میں ایک بار پھر موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جا کر دعوتِ حق دینے کا حکم دیا، بشری تقاضے کے تحت موسیٰ علیہ السلام کے خدشات کا ذکر ہے، فرعون کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کا احسان جتانے کا ذکر ہے۔ فرعون نے دعوتِ توحید کے جواب میں کہا کہ "رب العالمین" کون ہے؟، انہوں نے فرمایا کہ وہ آسمانوں اور زمینوں، مشرق ومغرب اور تمہارا اور تمہارے پہلے آباء واجداد کا رب ہے۔ اس مقام پر بھی ایک بار پھر جادوگروں کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کے معجزات (خاص طور پر عصا کا اژدھا بننا) کے غالب آنے کا ذکر ہے، پھر جادوگروں کے ایمان لانے اور فرعون کی طرف سے قید میں ڈالنے، ہاتھ پاؤں کو مخالف سمت سے کاٹنے اور سولی چڑھانے کی دھمکیوں کا ذکر ہے۔ پھر اس بات کا بیان ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر گئے، سامنے سمندر تھا اور پیچھے فرعون اور اس کے پیروکاروں کا تعاقب۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کی ضرب سے سمندر پھٹ گیا، بنی اسرائیل کے لئے راستہ بنا، وہ سلامتی کے ساتھ سمندر پار چلے گئے اور فرعون اپنے لاؤلشکر سمیت سمندر میں غرق ہوگیا۔

آیت نمبر:69 سے ایک بار پھر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ اپنی قوم کو بتوں کی بے بسی کی جانب متوجہ کرتے، پھر ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ نے مجھے پیدا کیا، وہی ہدایت دیتا ہے، وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، جب بیمار ہوتا ہوں تو شفا دیتا ہے، وہی میری روح قبض کرے گا اور آخرت میں دوبارہ پیدا کرے گا، مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میری خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔ وہ دعا کرتے ہیں: اے پروردگار! تو مجھے صحیح فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرما اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے، اے اللہ! بعد میں آنے والے لوگوں میں میرا ذکرِ خیر سچائی کے ساتھ جاری فرما، مجھے جنت کی نعمتوں کا وارث بنا اور مجھے قیامت کے دن رسوا نہ فرمانا۔

آیت نمبر:105 سے نوح علیہ السلام کی دعوتِ حق کا ذکر ہے، وہ رسولِ امین تھے، سرکش لوگوں نے کہا ہم آپ پر کیسے ایمان لائیں، آپ کے پیروکار تو پسماندہ لوگ ہیں، پھر نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنی قوم کے درمیان آخری فیصلے کی دعا مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے پیروکار مومنوں کو کشتی کے ذریعے نجات عطا فرماتا ہے اور سرکش قوم طوفان میں ڈوب جاتی ہے۔

آیت نمبر:124 سے ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر نعمتوں کی فراوانی چوپایوں، اولاد اور نہری باغات کی صورت میں فرمائی تھی، انہوں نے مضبوط مکانات اور بلند مقامات پر عشرت گاہیں تعمیر کر رکھی تھیں۔ پھر بالآخر نبی کی تکذیب کی بنا پر اس قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

آیت نمبر:141 سے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کی نافرمانیوں کا ذکر ہے، ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کی فراوانی فرما رکھی تھی، میٹھے چشموں، باغات اور زرخیز زمین کی کثرت تھی، پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے تھے، لیکن جب انہوں نے "ناقۃ اللہ" (وہ اونٹنی جسے اللہ نے معجزے کے طور چٹان سے پیدا کیا تھا) کی بے حرمتی کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تو ان پر عذاب نازل ہوا۔

آیت نمبر:160 سے لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے، اس قوم کی بداعمالیوں کا ذکر ہے کہ وہ حلال بیویوں کو چھوڑ کر غیر فطری طریقے سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتے تھے، لوط علیہ السلام کی بیوی بھی ان کی ہم خیال تھی، بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔

پھر حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے، یہ لوگ "اصحابُ الایکہ" کہلاتے ہیں، یہ لوگ لین دین کے وقت ناپ تول میں ڈنڈی مارتے تھے اور ان کی سرکشی کا عالَم یہ تھا کہ نبی سے کہتے: اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر آسمان کیوں نہیں پھٹ جاتا، پھر اس قوم پر بھی عذاب نازل ہوا اور تباہ و برباد کر دیئے گئے۔

آیت نمبر:192 سے بتایا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جسے واضح عربی زبان میں جبرائیل امین نے محمد رّسول اللہ ﷺ کے قلبِ پاک پر نازل کیا۔ ان آیات میں یہ بھی بتایا کہ جن قوموں کا نام و نشان مٹا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اتمامِ حُجت کے لئے ان کے پاس رسول بھیجے۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے غور و فکر کا مقام ہے کہ جن بداعمالیوں کے سبب پچھلی امتوں کا نام و نشان مٹا دیا گیا، آج وہ سب اخلاقی خرابیاں اس امت میں جمع ہو چکی ہیں، بس صرف اتنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ سیدنا محمد رّسول اللہ ﷺ کی برکت سے اس امت پر اس طرح کا عذاب نہیں آئے گا کہ نام و نشان بھی مٹ جائے، ورنہ اخلاقی زوال انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

آیت نمبر:218 میں فرمایا: اے رسولِ مکرم ﷺ! اللہ تعالیٰ عبادت کے وقت آپ کے قیام اور عبادت گزاروں کے درمیان آپ کے سجدوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

النّمل

اس سورت کی ابتدائی آیات میں ایک بار پھر موسیٰ علیہ السلام کے احوال اور معجزات کا بیان ہے۔ آیت نمبر:16 سے سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ داؤد علیہ السلام کے وارث بنے اور انہیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی، جنات اور انسانوں کے لشکر ایک فوجی ڈسپلن کے ساتھ ان کے پاس حاضر رہتے، پھر اس واقعے کا ذکر ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا گزر چونٹیوں کی وادی پر ہوا تو چونٹیوں کی ملکہ نے اپنی رعایا سے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ، کہیں سلیمان کا لشکر تمہیں کچل نہ ڈالے، سلیمان علیہ السلام چونکہ جانوروں کی بولیاں جانتے تھے، تو یہ سن کر انہوں نے اللہ سے تعالیٰ کی: اے میرے رب! تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر جو بے پایاں نعمتیں فرمائی ہیں، مجھے ان کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور مجھے اپنے پسندیدہ نیک اعمال پر قائم اور اپنی

19

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

19 رمضان کریم

رحمت سے مجھے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل فرما۔ پھر ہدہد پرندہ جوان کے لشکر کی رہنمائی کے لئے آگے جاتا تھا، کافی دیر غائب رہا اور پھر یمن کی ملکۂ سبا کے بارے میں ایک یقینی خبر لے کر آیا کہ ان کا ایک بڑا تخت ہے، یہ لوگ سورج پرست ہیں اور انہیں ہر طرح کی نعمتیں میسر ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کی طرف ایک خط بھیجا جس کا عنوان یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط سلیمان کی جانب سے ہے (تمہارے لئے پیغام یہ ہے) کہ سرکشی چھوڑو اور اطاعت گزار بن کر میرے پاس چلے آؤ، ملکۂ سبا نے قوم سے مشورہ کیا، قوم کو اپنی طاقت پر ناز تھا۔ ملکۂ سبا نے سلیمان علیہ السلام کو محض ایک دنیادار بادشاہ سمجھتے ہوئے آپ کے پاس تحفے تحائف بھیجے، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مال دے رکھا ہے، وہ تمہارے مالوں کے مقابلے میں بہت بہتر ہے اور ہدہد سے کہا کہ یہ خط پہنچاؤ ہم ان پر حملہ کریں گے۔ ملکۂ سبا نے سلیمان علیہ السلام کے سامنے سپر انداز ہونے کا فیصلہ کیا اور چل پڑی، اس دوران سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا کہ ان کے اطاعت گزار ہو کر آنے سے پہلے یہ تخت میرے پاس کون لائے گا۔ ایک بہت بڑے جن نے کہا: ''میں اِس تخت کو آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے لے آؤں گا، میں امین ہوں اور اس پر قادر ہوں''۔ سلیمان علیہ السلام کے کتابِ الٰہی کے عالم صحابی (ان کا نام مفسرین نے آصف بن برخیا لکھا ہے اور یہ اللہ کے ولی تھے) نے کہا: ''میں آپ کے پاس پلک جھپکنے سے پہلے اس تخت کو لے آؤں گا''۔ انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو تخت سامنے رکھا ہوا تھا، اِسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل بندے کا کہنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''کُن'' کی بمنزلہ ہوتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے اللہ کے اس فضل پر اپنے رب کا شکر ادا کیا اور فرمایا: ''جو اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے، اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ، سب کمالات والا ہے''۔ مفسرین نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اللہ کے ولی کی یہ طاقت ہے، تو نبی کی طاقت کا عالَم کیا ہوگا اور پھر امام الانبیاء کی شان کا عالَم کیا ہوگا۔ پھر سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اس تخت میں کچھ تبدیلی کی گئی کہ آیا ملکہ اسے پہچان پائے گی یا نہیں، ملکہ نے اسے پہچان لیا۔ پھر پانی کے تالاب پر چکنا بلّوری فرش بنایا، ملکۂ سبا نے اس پر قدم رکھا اور پانی گمان کرتے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ چکنا بلّوری (Crystal & Glace) ہے۔ اِس موقع پر ملکۂ سبا نے کہا: ''اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئی''۔

آیت: 47 سے قومِ ثمود کا حضرت صالح علیہ السلام سے بدشگونی لینے کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بدشگونی ونحوست اللہ کے نبی صالح علیہ السلام کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تم ہی میں نحوست ونامبارکی ہے اور تم فتنہ میں مبتلا لوگ ہو۔

آیت نمبر: 54 سے ایک بار پھر لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کی فحاشی اور اس کے نتیجے میں ان کی تباہی و بربادی کا ذکر ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

20
رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

بیسویں پارے کے مضامین

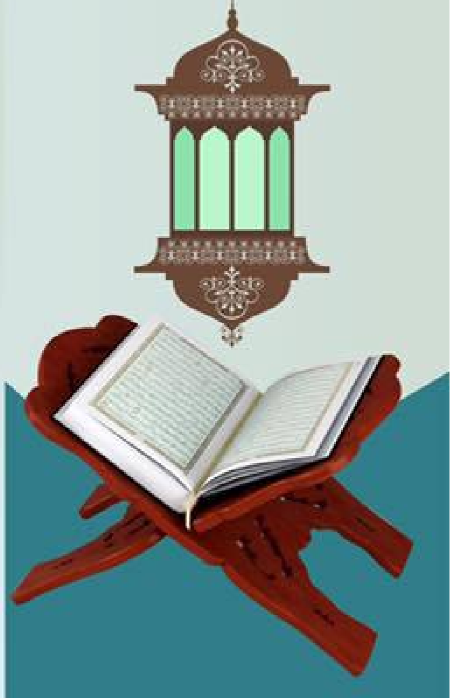
مفتی منیب الرحمٰن

بیسویں پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ استفہامی انداز میں اپنی جلالت قدرت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا، آسمان سے بارش برسا کر بارونق باغات کس نے اگائے، زمین کو کس نے مقامِ قرار بنایا اور اس کے بیچ دریا جاری کئے اور لنگر کی صورت میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے، مبتلاءِ مصیبت کی فریاد کو کون سنتا ہے اور اس کے دکھوں کا مداوا کون کرتا ہے، خشکی اور سمندر کی ظلمتوں میں راہ کون دکھاتا ہے، بارش کی نوید بنا کر ٹھنڈی ہوائیں کون چلاتا ہے، ابتداءً مخلوق کو کون پیدا کرتا ہے اور دوبارہ کون زندہ کرے گا۔ زمین و آسمان کی مخلوق کو روزی کون دیتا ہے؟۔ یہ سارے سوالات اٹھانے کے بعد اللہ عزوجل انسان کی عقل سلیم سے سوال کرتا ہے کہ کیا اللہ معبودِ برحق کے سوا یہ سب کام کرنے والا کوئی اور ہے اور اس سوال کو قرآن بار بار دہرتا ہے تاکہ عقل کے اندھے انسانوں کا ضمیر جاگ اٹھے اور وہ حق تبارک وتعالیٰ کی جلالت قدرت کو تسلیم کرلیں۔ اس مقام پر بھی قرآن فرماتا ہے کہ اے انسان! زمین پر چل پھر کر دیکھ لو باغی قومیں کس انجام سے دوچار ہوئیں۔ یہ بھی فرمایا کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی مستور ہے، سب لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

آیت:80 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپ مُردوں کو نہیں سناتے اور نہ ہی بہروں کو (اپنی) پکار سناتے ہیں، جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں''۔ مزید فرمایا: ''آپ تو صرف ان لوگوں کو سناتے ہیں، جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں''۔ مُردوں کا قبروں میں سننا حدیث پاک سے ثابت ہے، ان آیات کا ایک معنی یہ ہے کہ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں کہ دانا اور بینا ہوتے ہوئے بھی قبولِ حق کی استعداد سے محروم ہو جاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ایسے ہی لوگوں کو دعوتِ حق دیتے رہتے تھے۔ سورت کے آخر میں بتایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبراروں میں سے رہوں اور قرآن کی تلاوت کروں، سو جس نے ہدایت قبول کی، اس میں اسی کا فائدہ ہے اور جو راہِ راست سے بھٹکا رہا، تو کہہ دیں کہ میں صرف عذاب سے ڈرانے والوں میں سے ہیں''۔

القصص

سورۃ القصص کے شروع میں ایک بار پھر موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر ہے، یہاں اس مرحلے کا بیان ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ کی تدبیر سے فرعون کے دربار میں پہنچے تو بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا قانون موجود تھا، ایسے ماحول



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

میں آسیہ (زوجۂ فرعون) نے فرعون سے کہا: اسے قتل نہ کرو، یہ میری اور آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ ہمیں نفع پہنچائے اور ہم اس کو بیٹا بنالیں اور انہیں شعور نہیں تھا (کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ہلاکت کی خفیہ تدبیر فرمارہا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے تاریخِ انسانیت کی چار بڑی خواتین میں آسیہ زوجۂ فرعون کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کی کفالت وحفاظت کا اہتمام فرمایا۔ قرآن نے بتایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ (ان کا نام مُفسِرین نے یوحانذ بتایا ہے) نے انہیں دریا کے حوالے کیا تو اُن کا دل بیٹے کی محبت کے غلبے کی وجہ سے نہایت مضطرب و بے قرار تھا، اگر اللہ تعالیٰ اُن کی ڈھارس نہ بندھاتا، تو وہ اپنے راز پر قابو نہ پاسکتیں۔

آیت: 11 سے موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے دربار میں پہنچنے، اُن کا سب دودھ پلانے والیوں کے پستان کو منہ نہ لگانے کا ذکر ہے۔

پھر اس بات کا بیان ہے کہ اُن کی بہن نے، جو اجنبی بن کر وہاں موجود تھی، کہا: ایک دودھ پلانے والی خاتون کا مجھے علم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی اِس خفیہ تدبیر سے موسیٰ علیہ السلام اپنے ماں کی گود میں آگئے اور اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئے۔ پھر جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچے، تو ایک مظلوم کے بچاؤ کے لئے اُنہوں نے ظالم کو مکہ مارا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی، سو تو مجھے بخش دے، پس اللہ نے ان کو معاف کردیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام شہر میں سہمے ہوئے رہے۔ آیت: 20 میں بتایا کہ شہر کے دور والے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اُس نے کہا: ''فرعون کے لوگ آپ کے قتل کا مشورہ کررہے ہیں، میں آپ کا خیر خواہ ہوں، آپ یہاں سے نکل جائیے''۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں سے مدین کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں اُن کے پانی کے گھاٹ پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلارہے ہیں اور دو خواتین اپنے جانوروں کو روکے ہوئے ہیں، آپ نے اُن سے پوچھا: کیا بات ہے، اُنہوں نے کہا: ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں، تو جب تک یہ سب چرواہے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے نہ جائیں، ہم اُس وقت تک اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلا سکتے۔ آپ نے اُن خواتین کی مدد کی۔ اُن خواتین نے گھر جاکر اپنے والد سے ایک اجنبی نوجوان کا ذکر کیا کہ اُس نے ہماری مدد کی ہے، آپ اُسے اجرت پر رکھ لیں، وہ طاقت ور اور امانت دار ہے، چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی بیٹی کے ذریعے بلا بھیجا۔ شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا آپ کے ساتھ اِس شرط پر نکاح کردوں گا کہ آپ آٹھ سال تک اجرت پر میرا کام کریں اور اگر آپ دس سال پورے کردیں، تو یہ آپ کی طرف سے احسان ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشکش قبول کرلی۔ آیت: 29 میں فرمایا کہ جب مقررہ میعاد پوری ہوگئی تو موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کے دوران آگ کی تلاش میں اُن کے طور پر جانے، مبارک سرزمین پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ذکر ہے۔ وہاں آپ کو نبوت عطا ہوئی، عصا اور یدِ بیضاء کے معجزے عطا ہوئے اور ہارون علیہ السلام کو رسالت کے مشن میں ان کی درخواست پر ان کا مددگار بنایا گیا۔ آیت: 38 سے اللہ تعالیٰ نے اُن سے اپنی نصرت کا وعدہ فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کو دعوتِ حق دی تو اُس نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ میرے لئے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں بلندی

20
رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com



سے جھانک کرموسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میرا یقین ہے کہ (معاذ اللہ) یہ جھوٹے ہیں، اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے، وہ پیچھے گزر چکے ہیں چونکہ نبی ﷺ کے مخالفین کی بنسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفین زیادہ قوی، سازشی اور مقتدر تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غالب فرمادیا تو اس میں نبی ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ حالات خواہ کتنے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں بالآخر غلبہ آپ کے لئے ہی ہے۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے، لیکن ہر مقام پر دوسرے مقام سے الگ انداز اور زاویے سے عبرت و سبق آموزی کو واضح کیا گیا۔

آیت:57 سے کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں گے''، یعنی وہ فوائد سے محروم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا ہم نے ان کو اپنے حرم میں آباد نہیں کیا، جو امن والا ہے، اُس کی طرف ہمارے دیئے ہوئے ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں، لیکن ان میں سے (اکثر لوگ) نہیں جانتے، یعنی اسلام کی برکت سے دنیاوی نعمتیں چھن نہیں جائیں گی بلکہ ان میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے بہت سی ان بستیوں کو ہلاک کردیا، جن کے رہنے والے اپنی خوشحالی پر اتراتے تھے، یعنی ماضی کی خاشحال سرکش قوموں کے کھنڈرات نشانِ عبرت ہیں۔ اِن آیات میں یہ بھی بتایا گیا کہ بستیوں والوں کو اُس وقت تک ہلاک نہیں کیا جاتا جب تک کہ رسول بھیج کر اُن پر اتمامِ حجت نہیں کردیا جاتا۔

آیت:71 سے ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے استفہامی (Interrogative) انداز میں اپنے قدرت وجلالت کی طرف متوجہ فرمایا کہ اگر وہ قیامت تک کے لئے مسلسل رات کا سلسلہ جاری رکھے تو تمہارے لئے روشنی کون لے کر آئے گا اور اسی طرح اگر اللہ تمہارے لئے مسلسل دن بنادے، تو رات کو سکون تمہیں کون دے گا؟، پس کیا تم سنتے نہیں، سوچتے اور سمجھتے نہیں۔ آیت:76 سے قارون کا ذکر ہے یہ قومِ موسیٰ کا ایک سرکش شخص تھا اور اللہ نے اپنی حکمت سے اُسے اتنے خزانے عطا کئے تھے کہ ایک طاقتور جماعت تھی، جو اُس کی چابیوں کو اٹھانہ پاتی۔ اُس کی قوم نے اُس سے کہا: ''اتراؤ نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا''، اِس نعمتِ دولت کے بدلے میں آخرت کو تلاش کرو اور جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے، تم بھی لوگوں کے ساتھ احسان کرو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو، یعنی مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اُس نے کہا: یہ مال مجھے میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے، یعنی اُس نے اللہ کا شکرادا کرنے کے بجائے اپنے علم اور مہارت پر ناز کیا۔ اللہ نے فرمایا: اِس سے پہلی قوموں میں اس سے بھی زیادہ طاقتور اور بڑے مالداروں کو ہلاک کردیا گیا۔

آیت:21 میں فرمایا: (اُس کی سرکشی کی سزا کے طور پر) ہم نے اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تھا، پھر اللہ کے مقابل اُس کا کوئی مددگار نہ تھا۔ قرآن نے بتایا کہ اُس کے کَرّ وفر کو دیکھ کر جو لوگ اُس جیسا دولت مند ہونے کی تمنا کر رہے تھے، اُس کے انجام کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ: ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے (یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ دولت وطاقتِ دنیا ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل ہے)۔ اُنہوں نے کہا: (اُس جیسی دولت کا نہ ہونا ہمارے حق میں اچھا ثابت ہوا) اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

تو ہم بھی دھنسا دیے جاتے۔ آیت:83 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ آخرت کا گھر ہم اُن کے لئے مقدر کرتے ہیں، جو زمین میں نہ تو تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی فساد، اچھا انجام صرف پرہیزگاروں کے لئے ہوتا ہے"۔ اگلی آیت کا مفہوم ہے کہ ہر ایک اپنے اچھے یا برے اعمال کی جزا یا سزا پائے گا۔

سورۃ العنکبوت

اس سورت کے شروع میں قرآن نے متوجہ کیا کہ قطعی نجات کے لئے صرف دعوائے ایمان کافی نہیں ہے بلکہ آزمائش بھی ہوسکتی ہے، جیسا کہ پچھلی امتوں کے لوگوں کو کڑی آزمائش سے گزرنا پڑا اور ابتلا سے گزرنے کے بعد ہی سچے مومن اور جھوٹے کا فرق واضح ہوتا ہے۔ آیت:8 میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو، اور اگر وہ تمہیں شرک پر مائل کرنا چاہیں تو گناہ کے کاموں میں ماں باپ کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ حدیث میں بھی ہے کہ کسی بھی ایسے مسئلے میں مخلوق (خواہ وہ کوئی بھی ہو) کی اطاعت لازم نہیں ہے، جس میں اللہ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ آیت:14 سے ایک بار پھر حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نوسوسالہ تبلیغی زندگی اور اُن کی قوم پر عذاب کا ذکر ہوا۔ آیت:16 سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو متوجہ کیا کہ اللہ کو چھوڑ کر بے بس بتوں کی عبادت نہ کرو، صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کو سن کر قوم نے کہا: اسے قتل کر دو یا جلا ڈالو، تو اللہ نے اُنہیں آگ سے بچالیا۔ آیت:26 سے لوط، اسحاق اور یعقوب علیہما السلام کا ذکر ہے کہ ہم نے انہیں نبوت اور کتاب عطا کی۔ لوط علیہ السلام کی قوم کی انتہائی سرکشی کا ذکر ہے کہ وہ غیر فطری طریق سے اپنی جنسی خواہش پورا کرتے اور ڈاکے ڈالتے اور انتہا یہ ہے کہ کھلے بندوں بے حیائی کے کام کرتے تھے اور لوط علیہ السلام سے نزولِ عذاب کا مطالبہ کرتے تھے یعنی یہ اُن کی سرکشی کی انتہا تھی۔ ان آیات میں بتایا کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام اور اُن کے اہل کو بچالیا اور قوم کے ساتھ قوم کی برائیوں کو پسند کرنے والی ان کی بیوی سمیت ساری بستی کو ہلاک کر دیا۔ پھر مدین کی سرزمین پر حضرت شعیب علیہ السلام اور اُن کی قوم کی سرکشی کا ذکر ہوا، اللہ تعالیٰ نے نبی کی تکذیب کے جرم میں ان کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ قرآن نے اہلِ مکہ کو مخاطب کر کے بیان کیا، تم اپنے تجارتی سفر کے دوران شیطان کے بہکاوے میں آنے والے عاد و ثمود کی بستیوں سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہو، یہ لوگ سمجھدار ہونے کے باوجود شیطان کے نرغے میں آکر راہِ راست سے ہٹ گئے۔ آیت:38 سے قرآن نے بتایا کہ ان میں سے بعض سرکش قوموں پر ہم نے پتھر برسائے، بعض کو چنگھاڑ نے پکڑلیا، بعض کو زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو سمندر میں غرق کر دیا۔ فرمایا: اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ آیت:41 میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر باطل معبودوں کو اپنا مددگار بناتے ہیں، اُن کے عقائد کے بودے پن کی مثال مکڑی کے جالے جیسی ہے اور سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے۔ آخر میں اللہ نے فرمایا کہ ہم حق کو ثابت کرنے کے لئے لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتے ہیں، لیکن صرف اہلِ عقل و خرد ہی ان سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

20

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

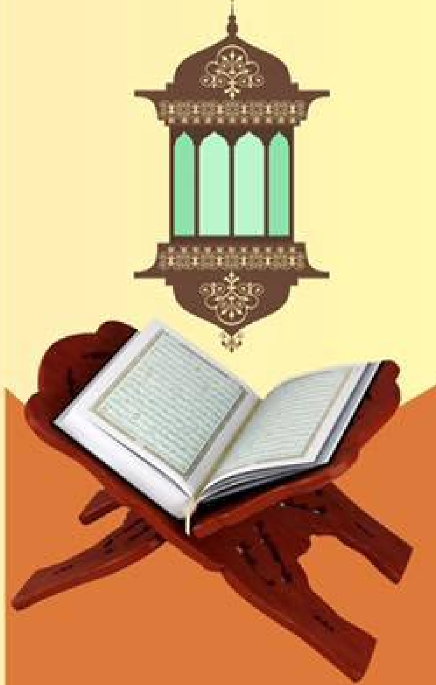
Part-1

21
رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

اکیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن



اس پارے کی پہلی آیت میں تلاوتِ قرآن اور اقامتِ صلوٰۃ کا حکم ہے اور یہ کہ نماز کے مُنجملہ فوائد میں سے یہ ہے کہ یہ بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اسی معیار پر ہر مسلمان اپنی نماز کی مقبولیت اور افادیت کا جائزہ لے سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ''نبی امی'' تھے، یعنی آپ نے رسمی طور پر لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت پوشیدہ تھی، آیت نمبر:48 میں فرمایا: ''اور آپ نزولِ قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے، ورنہ باطل پرست شک میں مبتلاء ہوجاتے''، یعنی کوئی منکر یہ کہہ سکتا تھا کہ پچھلی کتابوں کا کوئی ذخیرہ یا دفینہ ان کے ہاتھ آگیا ہے، جسے پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح صحیح مسلم، جلد:05 اور تفسیر تبیان القرآن، جلد:04 میں قوی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ بعد میں معجزے کے طور پر آپ سے لکھنا پڑھنا ثابت ہے۔

آیت نمبر:59 میں فرمایا'' اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، ان کو اللہ ہی رزق دیتا ہے اور تم کو بھی''، یعنی انسان کتنی ہی منصوبہ بندی کیوں نہ کرے، اسباب کا اختیار کرنا بجا، لیکن رازقِ حقیقی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ آیت نمبر:62 میں فرمایا کہ رزق کی کشادگی کو کوئی اپنے لئے معیارِ فضیلت نہ سمجھے، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت یہ فیصلے فرماتا ہے۔

الروم

قرآن کی حقانیت کی ایک دلیل قطعی یہ ہے کہ قرآن میں مستقبل کی جو خبریں دی ہیں وہ ہمیشہ سچ ثابت ہوئیں۔ اہلِ روم اور اہلِ فارس میں لڑائیاں چلتی رہتی تھیں، ایک بار اہلِ فارس جو مشرک تھے اہلِ روم پر غالب آگئے اور رومی اہلِ کتاب تھے، چنانچہ مشرکینِ مکہ اہلِ فارس کی فتح سے خوشیاں منانے لگے، تو قرآن نے فرمایا یہ خوشیاں عارضی ہیں چند (بضع کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہوتا ہے) سال میں رومی فارس والوں پر غالب آجائیں گے، چنانچہ قرآن کی بشارت کے عین مطابق ساتویں سال میں رومیوں کو اہلِ فارس پر دوبارہ فتح نصیب ہوئی۔

مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

آیت نمبر:9 سے بتایا کہ لوگوں کو اپنی مادّی قوت وطاقت پر اترا کر اللہ عزوجل کی غالب قدرت کو بھول نہیں جانا چاہئے ، ماضی میں کتنی ہی ایسی قومیں آئیں جو مادّی قوت کی حامل تھیں، لیکن آج ان کے کھنڈرات ان کی مادّی قوت کی ناپائیداری کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

آیت نمبر:17 سے نماز کے اوقاتِ خمسہ کی طرف اشارہ فرمایا: ''پس شام کے وقت اللہ کی تسبیح کرو اور جب تم صبح کو اٹھو اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں آسمانوں اور زمینوں میں اور پچھلے پہر اور دوپہر کو'' صبح اور شام میں مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں آتی ہیں، پچھلے پہر میں عصر کی نماز اور دوپہر میں ظہر کی نماز۔

آیت نمبر:21 سے بتایا کہ اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے انسان کے لئے اسی کی جنس سے میں سے جوڑے بنائے تاکہ ان سے سکون حاصل کریں اور زوجین کے درمیان محبت اور ہمدری کا رشتہ قائم کیا اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے زمین وآسمان کی تخلیق اور انسانوں کی بولیوں اور رنگوں کا تنوع ہے اور نیند کے لئے رات اور تلاش معاش کے لئے دن کا بنانا ہے اور اسی طرح آگے کی آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی متعدد نشانیوں کا ذکر ہے۔ آگے چل کر فرمایا کہ آپ باطل ادیان سے کنارہ کش ہوکر اپنے آپ کو دینِ فطرت پر قائم رکھیں۔

آیت نمبر:33 سے انسان کی فطری خود غرضی کو بیان کیا کہ تکلیف کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں، لیکن راحت کے وقت اسے بھول جاتے ہیں بلکہ شرک کرنے لگتے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہوجاتے ہیں۔ آیت نمبر:38 میں قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دینے کا حکم فرمایا۔ آیت نمبر:41 میں فرمایا کہ بر و بحر میں فساد لوگوں کے اپنے کرتوتوں کے سبب ہے اور لوگوں کو ایک دوسرے سے بھڑا دینا بھی ایک صورتِ عذب ہے۔

آیت نمبر:46 سے اللہ تعالیٰ نے بارش کے نظام کو اپنی قدرت کی نشانی کے طور پر بیان فرمایا کہ وہ ٹھنڈی ہوائیں اپنی رحمت کی نوید بنا کر بھیجتا ہے، پھر وہ اللہ کی مرضی سے بادلوں کو آسمان میں پھیلا دیتی ہیں، بادل ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے ہیں اور ان کے درمیان سے جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے، پانی برستا ہے، پھر بنجر اور بے جان زمین میں اگانے اور حیات کے سامان کے پیدا کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حیات بعد الموت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

لقمان

آیت نمبر:12 سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز ہے اور تمام تعریفوں کا حق دار ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کیں، قرآن کو ان کو بیان کرتا ہے، وہ یہ ہیں: (۱) شرک سے اجتناب (۲) اللہ اور ماں باپ کا شکر گزار ہونا (۳) والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا، اس مقام پر قرآن نے اولاد کے لئے ماں کی مشقتوں کا بھی ذکر کیا (۴) اگر خدانخواستہ کسی کے ماں باپ مشرک ہوں تو ان کے دباؤ پر شرک میں مبتلاء نہ ہونا، لیکن اس کے باوجود دنیوی امور میں ماں باپ کے ساتھ بدستور نیک برتاؤ کرنا (۵) پابندی سے نماز قائم کرنا (۶) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا (۷) لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آنا (۸) زمین میں اکڑ کر نہیں بلکہ عاجزی سے چلنا (۹) چال اور گفتار میں تواضع اختیار کرنا وغیرہ۔ حضرت لقمان کے

21

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-3

بارے میں مختلف اقوال ہیں، لیکن زیادہ راجح قول یہ ہے کہ یہ ایک حکیم اور دانا شخص تھے، اللہ نے ان کو فکرِ سلیم عطا کی تھی، ان کا بیٹا اور بیوی دونوں کافر تھے اور یہ مسلسل انہیں نصیحت کرتے رہتے تھے۔

اگلی آیات میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلالت، تسخیر کائنات، تسخیر شمس وقمر، نظامِ لیل ونہار اور دیگر بے پایاں نعمتوں کا ذکر ہے۔ آیت نمبر:27 میں فرمایا کہ اگر زمین کے سارے درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائیں اور اس میں سات سمندر کا اضافہ ہو جائے (اور یہ اللہ کے کلمات کو لکھنے لگیں) تو قلمیں ختم ہو جائیں گی، سمندر خشک ہو جائیں گے، لیکن اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔

آخری آیت مُغیبّاتِ خمسہ سے متعلق ہے یعنی قیامت کب قائم ہوگی، بارش کب برسے گی، ماں کے رحم میں کیا ہے، کوئی شخص کل کیا کام کرے گا اور کس کی موت کہاں واقع ہوگی، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات سے کوئی ان امورِ غیبیہ کو نہیں جانتا، علامات، اسباب وقرائن اور آلات کی مدد سے حاصل شدہ علم کے ذریعے بارش کی پیشن گوئی یا ماں کے رحم میں جنین کے بارے میں بتانا اس آیت کے منافی نہیں ہے۔

السجدہ

آیت نمبر:15 میں فرمایا کہ ہماری آیات پر ایمان وہ لوگ لاتے ہیں کہ جب ان آیات کے ذریعے انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اپنے رب کی تسبیح اور حمد کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں، تکبر نہیں کرتے، ان کے پہلو (عبادت الٰہی میں مشغولیت کی وجہ سے) بستروں سے دور رہتے ہیں، وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کا یقین رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔ مزید فرمایا کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے، باعمل مومنین کے لئے جنت کی سورت میں اللہ نے مہمانی تیار کر رکھی ہے، جبکہ فاسقوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ جب بھی جہنم سے نکلنا چاہیں گے انہیں واپس اسی آگ میں لٹا دیا جائے گا۔

آیت:24 میں فرمایا: جن لوگوں نے صبر وتحمل کو اپنا وطیرہ بنالیا، تو ہم نے اُنہیں لوگوں کے منصبِ امامت پر فائز کر دیا۔

الاحزاب

رسول اللہ ﷺ کے عہد کی تمام باطل قوتیں مجتمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئیں، ''حزب'' جماعت کو کہتے ہیں اور ''احزاب'' کے معنی ہیں جماعتیں، یعنی عہدِ رسالت میں مسلمانوں کے خلاف کفار اور مشرکین اور منافقین کی یہ اجتماعی یلغار تھی، جسے بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت سے ناکام ونامراد فرمایا اور یہی واقعہ اس سورت کا مرکزی موضوع ہے۔

آیت نمبر:4 فرمایا کہ اللہ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے، یعنی کفر اور ایمان، ہدایت اور گمراہی اور حق وباطل ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی آیت میں فرمایا کہ کسی کے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کے حکم میں نہیں ہیں، یہ لوگوں کی خود ساختہ باتیں ہیں، مزید فرمایا کہ لوگوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، اللہ کے نزدیک یہی بات مبنی برانصاف ہے اور اگر ان کے حقیقی باپوں کا پتا نہ چلے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

21

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

آیت نمبر:6 میں فرمایا کہ نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں (اور بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ نبی مومنوں کی جانوں کے مالک ہیں) اور نبی کی بیویاں مومنوں کی روحانی مائیں ہیں۔

آیت نمبر:8 سے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب (اسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں) کے موقع پر کفار ہر جانب سے جمع ہوکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے، (شدتِ غم سے) مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور دلوں میں اللہ (کی نصرت کے بارے میں) طرح طرح کے گمان پیدا ہونے لگے۔ اس موقع پر اہلِ ایمان کی آزمائش کی گئی اور انہیں شدت سے جھنجھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ منافق اور جن کے دلوں میں شک کی بیماری تھی کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کر رکھا تھا، وہ محض دھوکہ تھا، اس پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مومنو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم پر کفار کے لشکر حملہ آور ہوئے تو ہم نے ان پر ایک آندھی اور ایسے (غیبی) لشکر بھیجے، جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر کفار ایک ماہ تک مسلمانوں کا محاصرہ کئے رہے، ایک موقع پر مسلمانوں کی تین نمازیں (ظہر، عصر، مغرب) بھی قضاء ہوئیں، بالآخر طوفانی آندھی آئی، ان کے خیمے اکھڑ گئے، ان کی دیگیں الٹ گئیں، ان کے جانور رسیاں تڑا کر بھاگنے لگے اور ایسے عالم میں کہ بظاہر انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا، انہیں ناکام اور نامراد ہوکر واپس جانا پڑا، اسی کو نصرتِ الٰہی کہتے ہیں۔ آیت نمبر:21 میں فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو، نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ اس سورت میں یہ بھی بتایا کہ جہاں منافق کفار کے بھاری لشکر کو دیکھ کر متزلزل ہو رہے تھے، وہاں مسلمانوں کے ایمان اور تسلیم و رضا میں اضافہ ہو رہا تھا کہ یہ تو وہی منظر ہے، جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ اس کے رسول کا فرمان سچ ہے۔ آیت نمبر:23 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہلِ ایمان مین ایسے مردانِ باوفا ہیں کہ جو اللہ سے کئے ہوئے وعدے پر سچے ثابت ہوئے، ان میں سے کچھ (شہید ہوکر) اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ اپنی باری کے انتظار میں ہیں۔

آیت نمبر:28 میں امہات المومن ازواجِ مطہرات وطیبات رضی اللہ عنھن کو دعوتِ عزیمت دی گئی کہ اگر تم میں سے کسی کو دنیا کی زندگی کی زینت مطلوب ہو، تو اسے اختیار کرنے کی اجازت ہے اور اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت مطلوب ہے، تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی نیک شِعار بیویوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے، اس میں کسی مومن کو شک نہیں ہونا چاہئے کہ ازواجِ رسول نے دنیا کی عارضی زیب و زینت اور راحتوں پر آخرت کی ابدی اور دائمی نعمتوں کی ترجیح دی۔

21

رمضان کریم





مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

بائیسویں پارے کے مضامین

22

رمضان کریم

مفتی منیب الرحمٰن

اس پارے کے شروع میں ازواجِ مُطہرات سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کا مقام امتیازی ہے، سوتقویٰ اختیار کرو، غیر محرم مردوں کے ساتھ نرم لہجے میں بات نہ کرو اور ضرورت کے مطابق بات کرو، اپنے گھروں پر رہو اور زمانۂ جاہلیت کی طرح زیب وزینت کی نمائش نہ کرو، نماز اور زکوٰۃ اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت پر کاربند رہو اور جو ایسا کریں گی تو اُن کو دُہرا اجر ملے گا اور اُن کے لئے آخرت میں عزت کی روزی کا اہتمام ہے۔ اسی مقام پر اہلِ بیتِ رسول کے لئے نوید ہے کہ اللہ اُن سے ناپاکی کو دور کرنا چاہتا ہے اور اُنہیں خوب پاکیزہ رکھنا چاہتا ہے۔ مُفسرین کے مطابق اس آیتِ تطہیر کا مصداق سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ،حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ساتھ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی ہیں کیونکہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے واقعات میں ''اہل بیت'' کا بیوی پر بھی اطلاق کیا گیا ہے۔ آیت:35 میں مومن مردوں اور عورتوں کی مشترکہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ اطاعت شعار ہیں، صداقت شعار ہیں، پیکرِ صبر و رضا ہیں، اُن کے دل اللہ کے حضور عجز وتواضع کے خوگر ہیں، وہ صدقات دینے والے ہیں، روزے دار ہیں، اپنی حیاء اور عزت کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں، اِن کے لئے اللہ نے بخشش اور اجرِ عظیم کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔

آیت:37 سے یہ مسئلہ بیان ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے حکم میں نہیں ہوتا اور اُس کی مُطلقہ بیوی سے نکاح میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی معیوب بات ہے۔ آیت:46 میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک عظیم ترین اعزاز کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں آخری نبی و رسول بنایا اور ''خاتم النبیین'' ہونا آپ کے مقامِ فضیلت میں بیان ہوا۔ آیت:44 میں رسول اللہ ﷺ کے امتیازی صفات کا ذکر ہے کہ آپ کو شاہد، مُبشر (رحمتِ الٰہی کی بشارت دینے والا)، نذیر (اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا)، اِذنِ الٰہی سے دعوتِ حق دینے کا اور ''سراجِ منیر'' (روشن کرنے والا آفتاب) بنا کر بھیجا۔

آیت:53 سے آدابِ بارگاہِ نبوت بیان ہوئے کہ اجازت کے بغیر نبی کے گھر میں داخل نہ ہو، دعوتِ طعام ہو تو کھانا کھا کر منتشر ہو جاؤ، نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو، تو پردے کے پیچھے سے مانگو، نبی کی بیویوں سے آپ کی رحلت کے بعد دائمی طور پر مسلمانوں کا نکاح ممنوع ہے اور اپنے کسی بھی عمل سے اللہ کے رسول ﷺ کو کوئی ایذا نہ پہنچاؤ۔ آیت:56 شانِ رسالت میں عظیم ترین آیت ہے، فرمایا: ''بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں، اے اہلِ ایمان! تم بھی اُن پر درود پڑھو اور کثرت سے سلام بھیجو''۔ مُفسرین نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''صلوٰۃ علی الرسول'' کے کئی معنی بتائے ہیں، لیکن جو معنیٰ آپ کے شایانِ شان ہے، وہ ہے: ''عظمت عطا کرنا''۔ آیت:57 میں بتایا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں پر دنیا اور



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

آخرت میں لعنت ہے اوراللہ نے اُن کے لئے رسواکن عذاب تیار کررکھا ہے۔آیت:59 میں مومنات خواتین کے لئے پردے کا حکم ہے،یعنی ایسی چادراوڑھنا جس سے کامل سترحاصل ہوجائے۔آیت:60 میں منافقین اور فاسقین ،جن کے دلوں میں عداوتِ مصطفی کا روگ ہے،اور مدینے میں جھوٹی افواہیں(Disinformition) پھیلانے والوں کوخبردار کیا گیا کہ اگر وہ اپنی حرکتوں سے بازنہ آئے،تواُنہیں مدینے میں رہنے نہیں دیاجائے گااور یہ لوگ لعنتی ہیں اور جہاں بھی پائے جائیں،انہیں چن چن کرقتل کردیا جائے۔آیت:67 میں بتایا کہ فِسق وفجور اور گمراہی کواختیار کرنے والے اوراُن کے لیڈر قیامت کے دن ایک دوسرے کے خلاف سلطانی گواہ بنیں گے۔آیت:70 سے اہلِ ایمان کوتقویٰ اختیار کرنے،سیدھی اور کھری بات کرنے اوراپنے اعمال کودرست رکھنے کاحکم دیا گیااوران اعمال کی جزا گناہوں کی مغفرت اور بڑی کامیابی بتائی گئی۔

سورۂ سبا

آیت:09 میں دشمنانِ رسول کے لئے عبرت ناک عذاب کی وعید ہے۔آیت:10 سے حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہے کہ اُنہیں فضیلت دی،پہاڑ اور پرندے اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے،لوہا اُن کے لئے نرم کردیا گیا تھا اور وہ زرہیں بناتے اور باندھنے کے لئے اُن میں کڑیاں ڈالتے۔اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہے کہ ہوا اُن کے تخت کو تیز رفتاری سے اڑا کرلے جاتی،اُن کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کردیا،اللہ کے اذن سے جنّات اُن کے احکام کو بجالانے کے پابند تھے،سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنّات بڑے بڑے قلعے اور ٹاور،مُجسّمے اور حوضوں کے برابر ٹب اور چولہوں پر جمی ہوئی دیگیں بناتے تھے،اِن تمام نعمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اے آلِ داؤد!شکر کرواور میرے بہت کم بندے شکرگزار ہیں۔دریں اثنا کہ جنّات سلیمان علیہ السلام کے حکم سے تعمیرات میں مصروف تھے،تووہ ایک بلّوری(Crystal) کیبن میں تشریف فرما ہوئے اور اِس دوران قضائے الٰہی سے اُن کی وفات ہوگئی،مگر جنّات کواُن کی وفات کا تب پتا چلا جب دیمک نے اُن کے عصا کوجس سے وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے،اندر سے چاٹ لیااور پھر وہ زمین پر گرگئے،اُس وقت جنّات کفِ افسوس ملنے لگے کہ اگر ہمیں غیب کا علم ہوتا تواتنے طویل عرصے تک ہم ذلت آمیز مزدوری میں مصروف نہ رہے ہوتے،شاید یہی وہ ''ہیکلِ سلیمانی'' ہے،جس کے آثار کی تلاش میں یہود وقتاً فوقتاً بیت المقدس کی عمارت کوگرانے کی مذموم کوشش کرتے رہتے ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موت انبیاء کے اَجسام پر کوئی طبعی اثرات مرتب نہیں کرتی اور یہی وجہ ہے کہ جنّات کواُن کی موت کا پتانہ چل سکا۔

آیت:15 سے ایک بار پھر ملکۂ سبا کے باغات اوراُن پر تُند وتیز سیلاب اوراُس کی تباہ کاریوں کا ذکر ہے۔آیت:22 سے مشرکین کے باطل معبودوں کی بے بسی کا ذکر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اُس کے اذن کے بغیر کسی کومجالِ شفاعت نہیں۔آیت:28 میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالتِ عامہ کا ذکر ہے کہ آپ کی دعوت پورے عالمِ انسانیت کے لئے تھی اور یہ ساراعالمِ انسانیت آپ کی ''اُمّتِ دعوت'' ہے اور جن خوش نصیب اہلِ ایمان نے اس دعوت کوقبول کیا،وہ سب ''اُمّتِ اجابت'' ہیں۔اگلی آیات میں اس مفہوم کا بیان ہے کہ اپنے عہد کے جابروں اور متکبرین کوآخرت میں اُن کے عہد کے کمزور طبقات کے لوگ یہ کہیں گے کہ ہمارے ایمان سے محرومی کا سبب تم بنے تھے۔مزید بتایا کہ پچھلی اُمّتوں کے خوشحال لوگ مال ودولت کی فراوانی کواپنی مقبولیت کی دلیل سمجھتے تھے،اللہ نے فرمایا:اُس کا قُرب مال ودولت کی فراوانی سے نہیں ملتا بلکہ ایمان اور عملِ صالح کی دولت سے

22

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

22

رمضان کریم

ملتا ہے، رزق کی کشادگی یا تنگی کا تعلق کسی کی فضیلت یا بے توقیری سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کبھی وہ نعمتوں کی فراوانی امتحان کے طور پر فرماتا ہے اور کبھی ابتلا و آزمائش کے طور پر۔

سورۂ فاطر

اس سورت کی ابتدا میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو دو اور چار چار پروں والے فرشتے پیدا کئے، اللہ تعالیٰ قادرِ مُطلق ہے، وہ کسی پر اپنی رحمت کے فیضان کو کھول دے، تو کسی کی مجال نہیں کہ اسے روک دے اور جس کے لئے وہ روک دے، تو کسی کی مجال نہیں کہ وہ فیضانِ رحمت عام کر دے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: آپ غمگین نہ ہوں، آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا ہے۔ آیت:9 سے ایک بار پھر اللہ کی قدرت کے تحت بارش کے نظام کا ذکر ہے، انسان کو اُس کے جوہرِ تخلیق کی طرف متوجہ کیا گیا ہے تاکہ سرکشی کا شکار نہ ہو اور یہ کہ وہ مادہ کے پیٹ میں حمل کو بھی جانتا ہے اور یہ کہ کسی کی عمر میں درازی یا کمی ہوتی ہے، تو وہ اللہ کی کتاب وتقدیر میں پہلے سے لکھی ہوتی ہے۔ آیت:12 سے فرمایا کہ میٹھے اور کھارے پانی کے سمندر برابر نہیں ہوتے، لیکن سب سمندروں سے تمہیں مچھلی کا تازہ گوشت ملتا ہے اور تم اُن سے پہننے کے زیور نکالتے ہو اور کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں، نظامِ لیل ونہار اور شمس وقمر اُسی کے حکم کے تابع ہے۔ آیت:18 میں بتایا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، یعنی ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کا جواب دینا ہوگا، جو تزکیہ اور تقویٰ اختیار کرے گا، اُس کا فائدہ اُسی کو پہنچے گا۔ اندھا اور بینا، ظلمت ونور، سایہ اور دھوپ اور زندہ ومردہ لوگ برابر نہیں ہو سکتے، یہاں کُفار اور منکرین کو اندھے، ظلمت، دھوپ اور مردے سے تشبیہ دی اور اہلِ ایمان کو بینا، نور، سایہ اور زندوں سے تشبیہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں یہ بھی بتایا کہ حُجّتِ الٰہیہ قائم کرنے کے لئے ہر قوم کی طرف نذیر یعنی روشن دلائل اور الہامی کتابیں دے کر نبی اور رسول بھیجے گئے، لیکن ہر دور میں پیغامِ حق کو جھٹلانے والے موجود رہے۔ آیت:28 میں بتایا کہ علمائے ربانیین کے دلوں میں اللہ کی خشیت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو برگزیدہ و چنیدہ اور نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے والے فرما کر جنّت کی اُن نعمتوں کا ذکر کیا جو اُن عبادِ صالحین کے لئے تیار ہیں۔ آیت:41 سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے مرکز سے ہٹنے نہیں دیتا، اور اگر وہ اپنے مرکز سے ہٹ جائیں تو اللہ کے سوا کوئی اُن کو اپنی جگہ قائم نہیں کر سکتا۔ آیت:45 میں فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کی گرفت فرماتا، تو روئے زمین پر کسی جاندار کو (زندہ) نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک وقت مقررہ تک انہیں ڈھیل دے رہا ہے، پس جب ان کا وقت آجائے گا، تو اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ لے گا۔

سورۂ یٰس

سورت کے شروع میں فرمایا کہ نزولِ قرآن کا مقصد غافل لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانا ہے اور اُن پر حق کی حجت کو قائم کرنا ہے، لیکن کچھ سرکش لوگ ایسے ہیں کہ جن پر دعوتِ حق اثر انداز نہیں ہوتی۔ دعوتِ حق اُنہی پر اثر انداز ہوتی ہے جو نصیحت کو قبول کریں اور جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہو۔ اگلی آیات میں اِس امر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعوتِ حق کے لئے اپنے نبی ایک بستی (انطاکیہ) کی طرف بھیجے، بستی والوں نے اُن کی تکذیب کی اور اُن سے بدفالی لی اور اُنہیں سنگسار کرنے اور دردناک عذاب دینے کی دھمکی دی، انبیاء نے اُن پر حُجّتِ الٰہیہ کو قائم کیا اور شہر کے آخری کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ ان کی پیروی کرو، یہ تم سے کسی اجر وانعام کے طلبگار نہیں ہیں۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

تئیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

23

رمضان کریم





یٰسٓ

پہلی آیت میں بجائے اس کے کہ مشرکین کے باطل معبودوں کی مذمت کی جاتی، نہایت حکیمانہ انداز میں یہ فرمایا:''میں اس معبود کی عبادت کیوں نہ کروں، جس نے مجھے پیدا کیا اور تم بھی اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، کیا میں معبودِ برحق کو چھوڑ کر ان (بتوں) کو معبود قرار دوں کہ اگر رحمان مجھے نقصان پہنچانا چاہے، تو ان کی شفاعت میرے کسی کام نہ آئے اور نہ ہی وہ مجھے نجات دے سکیں''۔

آیت نمبر:38 سے اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلالت کو بیان کیا کہ سورج، چاند اور سیارے قادرِ مطلق کے نظم کے تابع چل رہے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں کہ ان میں کوئی فساد یا ٹکراؤ ہو جائے۔ آیت نمبر:65 سے بتایا کہ قیامت کے دن مجرموں کے مونہوں پر مہریں لگادی جائیں گی اور ان کے ہاتھ اور پاؤں (اور دیگر اعضاء) سلطانی گواہ بن کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم سے کیا کیا جرائم کرائے جاتے رہے۔ آیت نمبر:68 میں بتایا کہ جسے ہم لمبی عمر دیتے ہیں تو ہم اس کی جسمانی بناوٹ کو (ابتدائی حالت کی طرف) الٹ دیتے ہیں، یعنی ایسی لمبی عمر کی دعا مانگنی چاہئے جس میں انسان کی عقلی، علمی، فکری اور جسمانی قُویٰ سلامت رہیں۔ آیت نمبر:78 سے منکرینِ آخرت کے اس عقلی سوال کا ذکر فرمایا کہ جب انسان مرجائے گا اور ہڈیاں تک بوسیدہ ہو جائیں گی، تو دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ اور پھر جواب دیا کہ دوبارہ بھی وہی خالق تبارک وتعالیٰ زندہ کرے گا، جس نے بغیر کسی نام ونشان کے پہلے پیدا کیا تھا، حالانکہ اب کوئی ذرۂ خاک یا راکھ موجود ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو فرماتا ہے''کُن''(ہوجا)، تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے،''کن'' کہنا بھی ضروری نہیں ہے، صرف اللہ تعالیٰ کا ارادہ کافی ہے۔

الصّٰفّٰت

پہلے شیطان کا داخلہ عالَمِ بالا کی طرف ہوتا تھا، مگر آیت نمبر:10 میں بتایا کہ اب اس کا داخلہ عالَمِ بالا میں بند ہے اور اگر وہ ادھر کا رخ کرے تو اس پر آگ کے کوڑے برسائے جاتے ہیں۔ آیت نمبر:22 سے منکرینِ آخرت کی بے بسی کا ذکر ہے

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com



کہ وہ سرنگوں ہوں گے، ایک دوسرے کی مدد نہیں کر پائیں گے اور سب داخلِ عذاب ہوں گے، کیوں کہ جب انہیں دنیا میں دعوتِ توحید دی جاتی تھی تو وہ تکبر کی بنا پر اسے رد کرتے تھے۔

آیت نمبر:40 سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو آخرت میں عطا کی جانے والی نعمتوں کا ذکر ہے کہ انہیں عمدہ میوے ملیں گے، وہ جنت میں اعزاز واکرام کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل مسندوں پہ بیٹھے ہوئے ہوں گے، سفید اور لذیذ شرابِ طہور کے جام گردش میں ہوں گے کہ جن سے نہ دردِ سر ہوگا اور نہ ہوش اڑیں گے، پیکرِ شرم وحیاء حوریں ہوں گی اور وہ بلند مقام سے جہنمیوں کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے۔

آیت نمبر:62 سے جہنمیوں کی کیفیت کو بیان کیا کہ شیطان کے سروں کی طرح دوزخ کی جڑ سے پیدا ہونے والا ''زقوم'' (تھوہر) کا درخت ان کی غذا ہوگا، پھر انہیں جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ اس کے بعد طوفانِ نوح سے نوح علیہ السلام کے ساتھ صالح مسلمانوں کے نجات پانے اور سرکشوں کے ڈبوئے جانے کا ذکر ہے۔

آیت نمبر:83 سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ایک بار پھر مذکور ہوا کہ آپ قوم کے ساتھ میلے میں نہ گئے اور ان کے بڑے بت کو پاش پاش کر دیا اور پھر انہوں نے آگ کا ایک الاؤ تیار کر کے ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کی تدبیر کو ناکام بنا دیا۔ اس کے بعد اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کی بشارت، اپنے باپ کا ہاتھ بٹانے کی عمر کو پہنچنے کے بعد خواب میں ان کے ذبح کا حکم دیئے جانے اور پھر باپ بیٹے دونوں کے حکمِ ربانی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے جانے کا ذکر ہے۔ آیت:105 میں فرمایا کہ ابراہیم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور اسماعیل علیہ السلام کے فدیے کے طور پر غیب سے نمودار ہونے والے ایک مینڈھے کے ذبح کئے جانے کا ذکر ہے، جسے قرآن نے ''ذبحِ عظیم'' قرار دیا ہے۔ اس کے بعد دیگر انبیاءِ کرام ،حضرت اسحاق، موسیٰ، ہارون، الیاس، الیاسین، لوط اور یونس علیہم السلام کا ذکر ہے۔ یونس علیہ السلام کے قوم سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہونے، پھر قرعہ اندازی کے ذریعے ڈولتی ہوئی کشتی سے دریا میں ڈالے جانے اور پھر مچھلی کے نگل جانے کا ذکر ہے اور اللہ کی شانِ اعجاز کہ انہیں مچھلی کے پیٹ میں سلامت رکھا اور ان تمام مراحل میں وہ اپنی خطاءِ اجتہادی پر اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے، پھر انہوں نے توبہ کے ارادے سے یہ تسبیح پڑھی: ''لاالٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین''۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اگر وہ تسبیح نہ پڑھتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے انہیں ساحل پر اگل دیا، وہ بیمار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے لوکی کی ایک بیل کو اگا کر ان پر سایہ فگن کر دیا۔ قرآن نے یہ بھی بتایا کہ وہ ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

آیت نمبر:149 سے مشرکوں کی عجب فطرت کا ذکر ہے کہ اپنے لئے بیٹوں کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں، (وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے)۔ وہ اللہ کی طرف جھوٹ پر مبنی اولاد کی نسبت کرتے ہیں، حالانکہ اللہ اس سے پاک ہے۔

صٓ

آیت نمبر:10 سے ان مشرکین کو جنہیں اپنی طاقت پر ناز تھا اور خدائی کے دعوے کرتے تھے، فرمایا کہ اگر آسمانوں اور

زمین اوران کے درمیان ہر چیز کی بادشاہت ان کی ہے تو پھر انہیں چاہئے کہ آسمانوں کی طرف چڑھیں اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے، تو پھر انہیں اپنے عجز کا اعتراف کر لینا چاہئے۔اس سورت میں قوم نوح، عاد و فرعون، ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کا ایک بار پھر ذکر ہے کہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، ان پر اللہ کا عذاب سچا ثابت ہوا۔آیت:17 سے داؤد علیہ السلام اوران کے معجزات کا ذکر ہے کہ پرندے زبور کی تلاوت کرتے وقت جمع ہوتے تھے اور اللہ نے انہیں سلطنت، حکمت اور قولِ فیصل عطا کیا اوران کے پاس دائر ایک مقدمے کا ذکر آیا۔ایک شخص نے کہا کہ میرے بھائی کے ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے اور وہ مجھ پر دباؤ ڈال رہا کہ میں وہ ایک بھی اسی کو دے دوں۔داؤد علیہ السلام نے کہا کہ ایک دنبی مطالبہ کر کے اس نے ظلم کیا ہے اور اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے۔قرآن سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرماتا ہے کہ وہ اللہ کے بہت اچھے بندے اور اس کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔آیت:31 سے سلیمان علیہ السلام کے سامنے سدھائے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کے پیش کئے جانے کا ذکر ہے، آپ نے ان پر ہاتھ پھیرا، پھر ان کی آزمائش کا ذکر ہے، جس کی تفصیل کو قرآن نے بیان نہیں کیا، تفاسیر میں مختلف روایات ہیں، لیکن ہر ایسی روایت جو مقامِ نبوت کے خلاف ہو اسے رد کر دینا چاہئے۔

آیت نمبر:41 سے حضرت ایوب علیہ السلام اوران کے مصائب کا ذکر ہے۔اللہ نے انہیں حکم دیا: اپنا پاؤں زمین پر مارو، ان کے پاؤں کی ضرب سے غسل اور پینے کے لئے ٹھنڈا پانی نکل آیا اور مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ ان کے لئے وسیلۂ شفا بھی بنا۔پھر اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر اہل و مال کی جو نعمتیں ان سے سلب فرمائی تھیں وہ ان کو دگنی مقدار میں دوبارہ عطا فرمادیں۔انہوں نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس قسم سے بری ہونے کے لئے ان کو یہ تدبیر بتائی کہ سو تنکوں کا ایک جھاڑو بنا کر ایک ضرب لگائیں تو یہ قسم پوری ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام صابر تھے، اللہ کے پیارے بندے تھے اور اس کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔مفسرین نے ایوب علیہ السلام کے مصائب کے حوالے سے بہت سی اسرائیلی روایت نقل کی ہیں، اللہ کے نبی کی طرف منسوب ہر اس بات کو رد کر دینا چاہئے جو مقامِ نبوت کے شایانِ شان نہ ہو۔اگلی آیات میں ایک بار پھر ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد و امجاد انبیاء کا ذکر ہے کہ یہ سب اللہ کے چنیدہ اور پسندیدہ بندے تھے۔آیت نمبر:49 سے اہلِ تقویٰ کے لئے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے اور جہنمیوں کے لئے عذاب کی مختلف صورتوں کا ذکر ہے کہ ان کو پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی اور جہنمیوں کے زخموں کی پیپ دی جائے گی جبکہ اہل جنت کو طرح طرح کے پھل اور شرابِ طہور ملے گا۔آیت نمبر:71 سے آدم علیہ السلام کی تخلیق، تمام فرشتوں کے انہیں سجدہ کرنے اور تکبر کی بنا پر شیطان کے سجدے سے انکار کا ذکر ہے۔آیت نمبر:75 میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے جواب طلب فرمایا کہ آدم کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا، تو تمہارے اس کو سجدہ کرنے سے کون سی چیز مانع ہوئی، تو نے تکبر کیا یا پہلے ہی تو تکبر کرنے والوں میں سے تھا۔شیطان نے کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں، میرا مادۂ تخلیق (آگ) آدم علیہ السلام کے مادۂ تخلیق (مٹی) سے افضل ہے۔اللہ نے فرمایا تو مردود ہے، جنت سے نکل جا اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اپنی خطاء (اجتہادی) کو تسلیم کرنا اور اس پر اللہ سے معافی مانگنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور اپنی معصیت پر ڈٹ جانا اور اس کو درست ثابت کرنے

23

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

کے لئے دلیل کا سہارا لینا یہ ابلیس کا شعار ہے۔ اگلی آیات میں بتایا کہ شیطان کو قیامت تک کے لئے مہلت دے دی گئی اور اُس نے عہد کیا کہ میں اللہ کے مخلص بندوں کے سوا تمام اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا۔

الزمر

اس سورت کی ابتداء میں حکم فرمایا کہ دین کو اللہ کے لئے خالص کرو، مشرک یہ کہتے کہ ہم اپنے معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آیت نمبر:05 سے ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، گردشِ لیل ونہار کا نظام بنایا اور سورج اور چاند کے لئے اپنا اپنا مدار اور منزلیں مقرر کیں۔ تمام انسانوں کو ایک جان آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور انہی سے ان کا جوڑا پیدا کیا اور وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں تہ در تہ ظلمتوں میں جنین کی پرورش کرتا ہے۔ آیت نمبر:08 سے ایک بار پھر انسان کی فطری خودغرضی کو بیان کیا کہ نعمت ملے تو رب کا بھول جاتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ آیت نمبر:09 سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے، جو اپنی راتوں کو سجدہ اور قیام میں گزارے، آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اللہ کی رحمت پر یقین رکھے، (ان کا مرتبہ بلند ہے) تعلیمِ امت کے لئے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا: آپ کہئے کہ مجھے خالص اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے، مجھے سب سے پہلا مسلمان بننے کا حکم دیا گیا ہے اور میں اپنے دین وعبادت کو اللہ کے لئے خالص کرتا ہوں۔

آیت نمبر:21 ایک بار پھر اللہ کی قدرت وجلالت کا بیان ہوا کہ اس نے آسمان سے بارش برسائی، زمین میں چشمے جاری کئے، رنگ برنگی فصل اگائی، پھر جب فصل پک کر زرد ہوجاتی ہے تو وہ اس کو چورہ چورہ کردیتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے۔ آیت:22 میں فرمایا: اللہ جس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نورِ ہدایت پر قائم رہتا ہے۔ آیت نمبر:23 میں قرآن مجید کی اثر آفرینی کو بیان کیا کہ یہ ملتے جلتے مضامین پر مشتمل بہترین کلام ہے، جسے بار بار دہرایا جاتا ہے، (جن کے دلوں میں خشیتِ الٰہی ہے، اسے سن کر) ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ان کے جسم اور دل اللہ کی یاد کے لئے نرم ہوجاتے ہیں۔

آیت نمبر:27 سے فرمایا کہ ہم نے نصیحت کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں، یہ قرآن عربی ہے اور اس میں کوئی کجی نہیں۔ اللہ تعالیٰ دو شخصوں کی مثالیں بیان فرماتا ہے ایک وہ ہے جو کئی متضاد خیالات لوگوں کی غلامی میں ہے اور دوسرا وہ ہے جو صرف ایک شخص کا غلام ہے، کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں، یعنی جو اللہ وحدہٗ لاشریک کا بندہ ہے، اس کا قلب ایمان وایقان اور نورِ ہدایت کی نعمت سے معمور ہوگا اور اسے صرف ایک مالک کو راضی کرنا ہے، یہ مومن کامل ہے اور مشرک جو باطل معبودوں کا پجاری ہے، وہ تشکیک اور وہم میں مبتلاء ہے اور اسے بھائی نہیں دیتا کہ کس معبود کو راضی کرے اور کس کو ناراض ہے۔

23
رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

24

رمضان کریم

نماز تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

چوبیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن



الزمر

اس کے شروع میں اللہ پر جھوٹ باندھنے اور حق کو جھٹلانے والے کو جہنمی قرار دیا گیا اور سچے دین کو لے کر آنے والے، یعنی رسول اللہ ﷺ اور اس کی تصدیق کرنے والے (مفسرین نے اس سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے) کو متقی قرار دیا گیا۔

آیت:38 میں بتایا کہ اللہ کی قدرت پر کسی کا بس نہیں چلتا۔ آیت:41 میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے آپ پر حق پر مبنی کتاب نازل کی، سو جو ہدایت کو اختیار کرے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو گمراہی کو اختیار کرے، اس کا وبال اسی پر ہوگا، آپ ان کے ذمے دار نہیں ہیں۔ اگلی آیت میں نیند کو عارضی موت سے تعبیر کیا اور بتایا کہ نیند اور موت میں اتنا ہی فرق ہے کہ موت کی صورت میں بندے کی روح عارضی طور پر نہیں بلکہ مدت دراز کے لئے قبض کر لی جاتی ہے۔ آیت:47 میں بے پناہ دولت جمع کرنے والوں کو خبردار کیا کہ اگر وہ زمین کی ساری دولت کے مالک بن جائیں اور اس کے برابر اور بھی ان کو مل جائے اور وہ قیامت کے دن یہ سب کچھ دے کر عذاب سے اپنی گردن چھڑانا چاہیں تو بھی ان کی گلو خلاصی نہیں ہو سکے گی۔ آیت:53 میں گناہگارانِ امت کو بشارت دی گئی کہ ''(اے رسول!) کہہ دیجئے اے میرے وہ بندو جو گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر چکے ہیں، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا، یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے''۔ یعنی جو اللہ کی راہ سے بھٹک چکا ہے، اسے امید دلائی گئی ہے کہ سچی توبہ کے ذریعے واپسی کا راستہ باقی ہے۔ آیت:71 سے بتایا کہ کافروں کو گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا اور وہاں ان کا استقبال توہین آمیز انداز میں ہوگا، جبکہ اہلِ ایمان کو اکرام کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہاں ان کا استقبال اعزاز و اکرام کے ساتھ ہوگا۔

المؤمن

آیت:02 میں اللہ کے بندوں کو ایک بار پھر نویدِ مغفرت دیتے ہوئے فرمایا: ''وہ گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا، (سرکشوں کو) سخت عذاب دینے والا ہے اور (نیکو کاروں پر) بڑا احسان فرمانے والا ہے''۔ آیت:07 میں فرمایا: ''وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں، وہ سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے، سو جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستے کی اتباع کی ہے، ان کی مغفرت فرما اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا''۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ کے مقرب فرشتے نہ صرف اس کے تائب بندوں کے لئے بلکہ ان کے صالح آباء و اجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد کے لئے بھی جنت کی دائمی نعمتوں کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ آیت:17 سے بتایا کہ قیامت کے دن سب کے ساتھ پورا پورا انصاف ہوگا، وہاں ظالموں کا کوئی حمایتی اور سفارشی نہیں ہوگا، اللہ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں چھپے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ آیت:23 سے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے اپنی نشانیاں اور روشن معجزے عطا کر کے فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا، تو انہوں نے انہیں (معاذ اللہ) جادوگر اور جھوٹا قرار دیا اور اس کے بعد انہی واقعات کا ذکر ہے جو اس سے پہلے بارہا گزر چکے ہیں۔ قرآن نے بتایا کہ فرعون کے پیروکاروں میں سے ایک شخص نے کہا: ''کیا تم ایک ایسے شخص کے قتل کے درپے ہو، جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے''۔ آگے چل کر کہا: ''اے میری قوم آج تو زمین پر تمہاری حکومت ہے، لیکن اگر اللہ کا عذاب آگیا تو پھر ہمیں کون بچائے گا''۔

آیت:37 سے بتایا کہ فرعون نے ہامان سے کہا: میرے لئے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں آسمانوں کے راستوں تک پہنچوں اور موسیٰ کے خدا کے بارے میں خبر لوں اور میرا گمان تو یہ ہے کہ (معاذ اللہ) یہ جھوٹے ہیں اور اسی طرح فرعون کے برے عمل کو اس کے نزدیک خوشنما بنا دیا گیا اور (اس کی سرکشی کے سبب) اسے سیدھے راستے سے روک دیا گیا۔

آیت:46 میں فرمایا: جس نے برا کام کیا، اس کو صرف اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور جس مرد و عورت نے ایمان پر قائم رہتے ہوئے نیک کام کیا، تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، جہاں انہیں بے حساب رزق عطا کیا جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے، سو اللہ نے مخالفین کی سازشوں سے انہیں محفوظ رکھا اور فرعونیوں کو بدترین عذاب نے گھیر لیا، انہیں صبح و شام دوزخ کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت آئے گی، (یہ حکم دیا جائے گا کہ) آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔ مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے۔

آیت:49 میں بتایا کہ جہنمی، جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رب کو بلاؤ کہ ہمارے ساتھ عذاب میں ایک دن کی تخفیف کر دے، جہنم کا محافظ عملہ ان سے کہے گا کہ کیا دنیا میں تمہارے پاس رسول نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے، وہ اقرار کریں گے۔ آگے چل کر فرمایا کہ قیامت میں ظالموں کی عذرخواہی انہیں کوئی کام نہیں آئے گی، ان کے لئے لعنت ہے اور برا گھر ہے۔

آیت:64 سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: وہی (ہمیشہ) زندہ رہنے والا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے مستحق نہیں، سو تم اخلاص کے ساتھ اسی کی بندگی کو اختیار کرو۔ آیت:77 سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت رسول بھیجے ہم نے ان میں سے بعض کے واقعات آپ کے سامنے بیان کئے ہیں اور بعض کے واقعات بیان نہیں کئے''، لیکن سورۂ ہود آیت:120 میں فرمایا: ''ہم آپ کے سامنے تمام رسولوں کی خبریں بیان کر رہے ہیں''، یعنی رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاءِ کرام کے احوال بتا دیئے گئے تھے، قرآن میں جن انبیاءِ کرام کے نام بتا دیئے گئے ہیں، ان

24
رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

پر نام بہ نام ایمان لانا فرض عین ہے اور دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام پر تعداد کے تعین کے بغیر (یعنی ان کی حقیقی تعداد کو اللہ کے علم کی طرف مفوّض کر کے) اجمالی طور پر ایمان لانا فرض ہے۔

حٰمٓ السجدۃ

آیت:05 میں کفار کی انتہائی سرکشی کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اور انہوں نے کہا: جس دین کی طرف آپ ہمیں بلا رہے ہیں، ہمارے دلوں میں اس پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں لاٹ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان حجاب ہے، سو آپ اپنے کام سے کام رکھئے اور ہم اپنے ڈھب پر کار بند رہیں گے''، یعنی وہ کسی بھی طور پر قبولِ حق کے لئے تیار نہیں تھے۔ آیت نمبر:9 سے ایک بار پھر اس کائنات کی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت وجلالت کا ذکر ہے اور ان کھلی نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود منکر قوموں کی سرکشی کا ذکر ہے۔

آیت:15 سے قومِ عاد کی سرکشی کا ذکر ہے کہ انہیں اپنی مادی طاقت پر بڑا ناز تھا اور کہتے تھے کہ ہم سے بڑھ کر بھی کوئی زبردست ہے؟، ان کو جواب دیا گیا کہ تم سے بڑا زبردست وہ اللہ ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر قومِ عاد پر منحوس دنوں میں خوفناک آواز والی آندھی بھیجی اور ان کا نام ونشان مٹا دیا گیا، قومِ ثمود کا انجام بھی برا ہوا۔ آیت:19 سے بیان ہوا کہ قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں کو جمع کر کے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، تو جب وہ جہنم تک پہنچیں گے تو ان کے کان، آنکھیں اور جلدیں ان کے خلاف سلطانی گواہ بن جائیں گی، کفار اپنی جلدوں سے کہیں گے: تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟، (ان کے اعضاء) جواب دیں گے: ہمیں اسی اللہ نے قوتِ گویائی عطا کی، جس نے ہر چیز کو بولنا سکھایا اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی جانب لوٹائے جاؤ گے۔ آیت:30 سے بتایا کہ ایمان پر ثابت قدم رہنے والے اہلِ ایمان کی روح جب اس دنیا سے پرواز کرے گی تو اس کے استقبال کے لئے فرشتے نازل ہوں گے اور کہیں گے کہ تم نہ کسی آنے والی بات کا خوف کرو اور نہ کسی گزشتہ بات کا رنج وملال اور اس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، پھر انہیں بتایا جائے گا کہ اللہ غفور رّحیم نے ان کے لئے جنت میں ضیافت کا اہتمام فرمایا ہے اور وہاں وہ جس نعمت کی بھی خواہش کریں گے انہیں دستیاب ہوگی۔

آیت:24 میں بتایا کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں، دوسروں کی بدی کا جواب نیکی سے دو، اس کے نتیجے میں تمہارا مخالف تمہارا سرگرم اور پر جوش دوست بن جائے گا۔ آیت:39 سے اللہ تعالیٰ نے حیات بعد الموت کے ثبوت کے لئے حسی مثال دی کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک، بنجر اور غیر آباد ہوتی ہے، (یعنی بے جان ہوتی ہے)، تو ہم اس پر بارش کا پانی نازل کرتے ہیں، جس کے ذریعے وہ سرسبز اور شاداب ہو جاتی ہے اور نُمو یعنی نباتات اگانے اور بڑھانے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جو زمین کے لئے حیات ہے، پس جو اللہ بے جان زمین میں جان ڈالتا ہے، وہی آخرت میں مردوں کو زندہ کرے گا۔

آیت نمبر:42 میں قرآن کی شانِ اعجاز کو بیان کیا کہ اس میں کسی بھی جانب سے باطل کی آمیزش نہیں ہو سکتی، یہ سراسر حق ہے۔ اگلی آیت میں بتایا کہ رسول بھی عربی ہیں اور قرآن بھی عربی ہے (اور سب سے پہلی مخاطب قوم بھی عربی تھی)، اس لئے اسے عربی زبان میں اتارا تاکہ لوگوں کی سمجھ میں آئے، یہ قرآن مومنوں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے اور کافر جن کے حق میں ہدایت مقدر نہیں ہے، ان کے کان قبولِ حق کے لئے بند ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں اندھی بن جاتی ہیں۔ آخری آیت میں فرمایا کہ ہر شخص کو اس کے نیک عمل کی جزا ملے گی اور برے عمل کی سزا ملے گی اور تمہارا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

24

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

25

رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

پچیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

حم السجدہ

اس پارے کی ابتدا میں بتایا کہ قیامت، شگوفوں سے نکلنے والے پھلوں، حمل اور وضعِ حمل کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جائے گا۔ انسان کی فطری خودغرضی کو آیت:49 میں بیان کیا کہ انسان اپنی بھلائی کی دعا مانگتے ہوئے تو کبھی نہیں تھکتا اور اگر اسے کبھی کوئی شر پہنچ جائے، تو وہ مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے، آیت:51 میں پھر فرمایا: اور جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں، تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو بچا کر ہم سے دور ہو جاتا ہے اور جب اس پر مصیبت آتی ہے، تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا ہو جاتا ہے، یعنی اللہ کی ذات سے وہ خودغرضی اور ذاتی منفعت پر مبنی تعلق تو قائم رکھتا ہے، مگر اس کے اَحکام کو فراموش کر دیتا ہے۔ مزید بتایا کہ انسان کو تکلیف پہنچنے کے بعد اللہ کوئی رحمت عطا کرے، تو وہ اسے انعامِ الٰہی سمجھنے کے بجائے، اپنا استحقاق سمجھنے لگتا ہے اور قیامت کا انکار کرنے لگتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو وہاں بھی مجھے یہ سب نعمتیں حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کافروں کو ان کے اعمالِ بد کا مزہ سخت عذاب کی شکل میں چکھائیں گے۔

الشوریٰ

اس سورت کے شروع میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بیان کیا اور قیامت کا منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا: عنقریب آسمان (اس کی ہیبت سے) اپنے اوپر پھٹ پڑیں گے (یعنی آسمانوں کی شکست و ریخت اوپر سے نیچے کی طرف ہوگی) اور فرشتے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور زمین والوں کے لئے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں، سنو! بے شک اللہ ہی بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ آیت:8 میں بتایا کہ اگر سب لوگوں کی جبری اطاعت اللہ کی مشیت ہوتی تو وہ سب لوگوں کو ایک دین پر کاربند فرما دیتا، لیکن جزا و سزا کا مدار اختیاری اطاعت پر ہے اور جو اپنے اختیار سے اطاعت کریں گے وہی رحمت کے حق دار ہوں گے۔

آیت:13 سے بتایا کہ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاءِ کرام کی شریعتوں میں دین ایک ہی اساس کے طور پر شامل رہا ہے اور آپ کے لئے بھی اسی دین کو مشروع مقرر کیا اور دین میں تفرقہ کی گنجائش نہیں ہے، لہٰذا آپ اسی دین کی طرف دعوت دیں اور ثابت قدم رہیں اور منکرینِ دین کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ آیت:19 میں بتایا کہ جو آخرت کی جزا کے طلب گار ہیں، ان کے لئے آخرت کی نعمتوں میں اضافہ ہوگا اور جو صرف دنیا کے طلب گار ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

آیت:27 میں بتایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو وہ ضرور زمین میں سرکشی کرتے، لیکن اللہ اپنی





مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

حکمت سے جتنا چاہتا ہے روزی عطا کرتا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے۔ آیت:36 سے بتایا: سوتم کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے، وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ایمان والوں کے لئے زیادہ اچھا ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ مزید بتایا کہ مسلمانوں کے معاملات باہمی مشاورت سے طے ہوتے ہیں اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے (یعنی یہ عدل کا تقاضا ہے)، لیکن جس نے اپنے (قصوروار کو) معاف کردیا، تو اس کا اجر اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے۔ آیت:49 سے بتایا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے، وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہے بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے بیٹے دے اور جسے چاہے بانجھ کردے، بے شک وہ بہت علم والا، قدرت والا ہے۔ مزید فرمایا: کسی بشر کی شان میں نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی فرمائے یا پردے کی اوٹ سے کلام فرمائے یا وہ کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، اس سے مراد یہ ہے کہ وحی ہی اللہ سے ہم کلام ہونے کا ذریعہ ہے، خواہ بالمشافہ اور بالمشاہدہ بندے سے ہم کلام ہو، جیسا کہ معراج کی حدیث میں ہے یا اس صورت میں ہو کہ کلام تو سنائی دے، لیکن جلوۂ ذات دکھائی نہ دے جیسا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

مزید فرمایا: اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح (قرآن) کی وحی کی ہے، اس سے پہلے آپ از خود یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے، لیکن ہم نے اس کتاب کو نور بنادیا، جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت دیتے ہیں اور بے شک آپ ضرور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کا ماخذ وحیِ ربانی ہے، اس کا مدار عقل وقیاس پر نہیں ہے۔

الزخرف

سورت کے شروع میں بتایا کہ ہر عہد کے منکرین اپنے نبی کا مذاق اڑاتے رہے، مگر پھر ہم نے بڑی طاقت ور قوموں کو بھی ہلاک کردیا۔ کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے (آیت:19) حالانکہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: کیا یہ لوگ ان (فرشتوں) کی پیدائش کے وقت موجود تھے، چنانچہ آیت:16 میں کفار کے اِس انداز کے بارے میں فرمایا: کیا اس نے مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں بنائی اور تمہارے لئے بیٹے مختص کردیئے، حالانکہ ان میں سے جب کسی کو اس کی بشارت دی جائے، جس کے ساتھ اس نے رحمان کو متصف کیا ہے (یعنی بیٹیاں) تو اس کا چہرہ سیاہ پڑجاتا ہے اور وہ غصے میں کڑتا رہتا ہے۔

آیت:31 سے کفارِ مکہ کا یہ مطالبہ بیان ہوا کہ یہ قرآن دو بستیوں مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی (یعنی ولید بن مغیرہ اور ابومسعود ثقفی) پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟۔ اللہ نے فرمایا کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ تقسیم کرتے ہیں (یعنی یہ فیصلہ تو اللہ نے کرنا ہے کہ منصبِ نبوت کسے عطا کیا جائے) ہم نے ان کی دنیاوی زندگی میں ان کی معیشت (کے وسائل) کو تقسیم کیا ہے اور ہم نے (معاشی اعتبار سے) بعض کو بعض پر کئی درجے فضیلت عطا کی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لیں اور آپ کے رب کی رحمت اس مال سے بہت بہتر ہے جس کو یہ جمع کر رہے ہیں۔ دنیا کی زندگی کی بے وقعتی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر لوگوں کے کفر میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ان کے لئے گھروں کی چھتیں، سیڑھیاں، دروازے اور مسندیں چاندی کی بنادیتے (اور چاندی ہی کیا) سونے کی بھی بنادیتے اور یہ سب دنیا کا سامانِ زیست ہے اور آپ کے رب کے پاس آخرت (کی نعمتیں صرف) متقین کے لئے ہیں۔ مزید فرمایا جو رحمان کی یاد سے (غافل ہوکر) اندھا ہوجاتا ہے، اس پر ہم شیطان کو مسلط کردیتے ہیں، تو وہی اس کا ساتھی ہے۔

آیت:67 سے بتایا کہ دنیا میں جو منکرین ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے ہیں، وہ ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے، یعنی ایک دوسرے کے خلاف سلطانی گواہ بنیں گے، لیکن اہلِ تقویٰ کی دوستی کا رشتہ قیامت میں جاری وساری رہے گا،

25

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

25

رمضان کریم

انہیں بشارت دی جائے گی کہ اب تم ہر قسم کے خوف اور رنج والم سے آزاد ہو، اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی جنت میں داخل ہو جاؤ، ان کے لئے من پسند اور نگاہوں کو لبھانے والے ماکولات ومشروبات کے دور سونے کے برتنوں میں چلیں گے اور ان سے کہا جائے کہ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا تھا۔

الدخان

اس سورت کے شروع میں لیلۂ مبارکہ کا ذکر ہے، اکثر مفسرین نے اس سے لیلۃ القدر مراد لی ہے، مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے بعض مفسرین نے اس سے شعبان المعظم کی پندرہویں شب مراد لی ہے۔ اس رات کے طے شدہ معاملات فرشتوں کو تفویض ہوتے ہیں۔ آیت:25 سے بنی اسرائیل کی نجات اور فرعونیوں کے غرق کئے جانے کے پسِ منظر میں فرمایا: وہ کتنے ہی باغات، چشمے، (لہلہاتے) کھیتوں، عمدہ محلات اور وہ نعمتیں جن میں وہ مصروفِ عیش تھے، (اپنے پیچھے) چھوڑ گئے، اسی طرح ہوا اور ہم نے سب چیزوں کا دوسروں کو وارث بنادیا، سوان کی بربادی پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔ اس میں ان سب لوگوں کے درسِ عبرت ہے جو دنیا کی ناپائیدار عیش وعشرت ہی کو اپنا مقصودِ حیات بنالیتے ہیں اور پھر ایک دن منظر یوں ہوتا ہے کہ سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا، جب لاد چلے گا بنجارا۔

اس سورت کے آخر میں بتایا کہ کفار ومشرکین کی غذا جہنم میں زقوم (تھوہر) کا درخت ہوگا، جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارے گا، جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے، انہیں گھسیٹے ہوئے جہنم کے وسط میں لے جایا جائے گا اور پھر ان کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا اور یہ صورتِ عذاب ہوگی۔ اس کے بعد متقین کے لئے جنت کی عالی شان نعمتوں کا ذکر ہے کہ وہ مقامِ امن میں ہوں گے، جنتوں اور چشموں میں، وہ باریک اور دبیز ریشم کا لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے (اکرام کے ساتھ) بیٹھے ہوئے ہوں گے۔

الجاثیہ

اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلالت کی نشانیوں کا ذکر ہے۔ ان مضامین کو قرآن مجید میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ آیت نمبر:23 میں فرمایا: پس کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ نے اس کو علم کے باوجود گمراہ کردیا اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا، پس اللہ کے بعد اس کو کون ہدایت دے سکتا ہے، تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے، یعنی اگر ایک طرف اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے اور دوسری جانب بندے کے اپنے نفس کے مطالبات اور خواہشات ہوں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو نظر انداز کر کے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی اختیار کرلے، تو خواہ وہ کلمہ پڑھے، لیکن عملاً تو اس نے اپنے نفس کو معبود بنالیا۔

اس کے بعد منکرینِ آخرت کے اس نظریے کو بیان کیا جو ہر دور کے ملحدین کا عقیدہ رہا ہے کہ جو کچھ ہے یہ دنیا کی زندگی ہے، پسِ مرگ کچھ بھی نہیں، موت فنائے دوام ہے، لہٰذا جتنی عشرتیں اپنے دامن میں سمیٹ سکتے ہو، سمیٹ لو، قرآن نے بتایا کہ جس نے پہلی بار پیدا کیا، وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر اللہ کی عدالت میں حساب وکتاب ہوگا، جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ آگے چل کر یہ بھی بتایا کہ جنہوں نے اس دنیا میں قیامت کے دن کو فراموش کر رکھا ہے، اس دن انہیں رحمتِ باری نظر انداز کردے گی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور کوئی مددگار نہیں ہوگا۔



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

چھبیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

26

رمضان کریم



الاحقاف

آیت نمبر:15 سے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا تاکیدی حکم ہے اور ماں نے حمل اور وضعِ حمل کے دوران جو بے پناہ مشقتیں اٹھائیں ان کا ذکر ہے اور یہ بھی بتایا کہ حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے، چونکہ حدیث کی رو سے دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے، اس لئے فقہاء نے فرمایا کہ ممکنہ طور پر کم از کم مدتِ حمل چھ ماہ ہے۔ پھر قرآن نے بتایا کہ صالح اولاد پختگی کی عمر کو پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کی ان نعمتوں کا جو اس نے اس پر اور اس کے والدین پر کیں، شکر ادا کرنے کی توفیق طلب کرتی ہے اور اس بات کی دعا بھی کہ مجھے اپنا پسندیدہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور میری اولاد کی بھی اصلاح فرما اور میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وفاشعار اور اپنے ماں باپ کے فرمانبردار بندوں کے لئے فرماتا ہے کہ ہم ان کے نیک اعمال کو قبول فرماتے ہیں اور ان کی لغزشوں سے درگزر کرتے ہیں، یہ لوگ اہلِ جنت میں سے ہیں اور یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ اس آیت میں ابتداء ماں باپ دونوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا ذکر ہے، لیکن ماں کی قربانیوں کا قرآن نے زیادہ ذکر فرما کر اس کے زیادہ استحقاق کی طرف متوجہ فرمایا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے حدیثِ پاک میں اس کی مزید تاکید فرمائی۔

آیت نمبر:29 سے حضور کی بارگاہ میں جنات کے حاضر ہونے کا ذکر ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے آپ کے پاس سے گزرتے ہوئے قرآن سنا اور جا کر اپنی قوم سے کہا کہ ہم نے ایسی آسمانی کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی اور جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، ان جنات نے اپنی قوم کو کہا کہ اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے نجات عطا فرمائے گا اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول نہیں کرے گا تو زمین میں اللہ کی گرفت سے اس کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔

محمد

غزوۂ بدر سے پہلے اسلام کے تفصیلی جنگی قانون نازل نہیں ہوئے اور یہ ہدایت نہیں آئی تھی کہ جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، اس سورۂ مبارکہ کی آیت:04 میں فرمایا کہ جب جنگ ختم ہو جائے، مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو جائے، تو جنگی

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

26

رمضان کریم

قیدیوں کے ساتھ تین طرح کا سلوک کیا جاسکتا ہے، انہیں قید کردیا جائے تاکہ وہ مسلمانوں کو دوبارہ شر نہ پہنچا سکیں یا ان کی اصلاح اور قبولِ اصلاح کی امید ہو تو ان پر احسان کر کے انہیں آزاد کردیا جائے یا فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے۔

آیت نمبر:15 سے اہلِ تقویٰ کے لئے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے کہ جنت کی نہروں میں ایسا شفاف اور تازہ پانی ہوگا جس میں کوئی باسی پن یا تغیر نہیں آئے گا، دودھ جیسی نہریں ہوں گی جن کا ذائقہ کبھی نہیں بدلے گا، شرابِ طہور کی ایسی نہریں ہوں گی، جو لذت سے مامور ہوں گی اور خالص اور شفاف شہد کی نہریں ہوں گی اور ان کے لئے ہر طرح کے پھل دستیاب ہوں گے اور ان کے رب کی جانب سے مغفرت ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کے عقلِ سلیم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا ان عالی مرتبت لوگوں کی تقلید کی جائے یا ان کی راہ پہ چلا جائے جو دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے اور انہیں جہنم کی آگ میں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا۔ آیت نمبر:24 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اتنے واضح دلائل کے باوجود یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟۔

الفتح

آیت نمبر:08 سے اللہ عزوجل نے رسولِ مکرم ﷺ کی شان کو بیان فرمایا کہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، جنت کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور مزید فرمایا کہ اللہ کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ آیت:10 میں اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کے منظر کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا، اس لئے ان کے ہاتھ پر بیعت درحقیقت اللہ ہی سے بیعت ہے۔

آیت نمبر:11 میں جہاد سے پیچھے رہنے والوں کی حقیقتِ حال سے اپنے نبی کریم ﷺ کو باخبر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ بہانہ بازی کریں گے کہ ہم اپنے مال اور اہل کی مصروفیت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، سو ہماری خطا معاف فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہے۔

آیت نمبر:18 سے اللہ تعالیٰ نے ان وفا شعار صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو، جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر جانثاری اور جاں سپاری کی بیعت کی تھی اپنی رضامندی کی قطعی سند سے نوازا، پس جس سے اللہ راضی ہو جائے، اس کے ایمان کی صداقت، اخلاص اور بے ریائی ہر قسم کے شک وشبے سے بالاتر ہوتی ہے اور ان کے بارے میں دل میں کوئی بھی بدگمانی اللہ تعالیٰ کی اس اس سندِ رضا کی نفی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کو فرمایا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم بے خوف وخطر ہو کر بیت اللہ میں داخل ہو رہے ہیں، لیکن جب صلح حدیبیہ کے موقع پر معاہدۂ حدیبیہ کی شرائط کے تحت صحابۂ کرام کو عمرہ ادا کئے بغیر احرام کھولنا پڑا، تو بعض صحابۂ کرام کے جذبات کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے اپنے قلبی اضطراب کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اللہ نے اپنے رسول کے حق پر مبنی خواب کو سچ کر دکھایا اور ایک نہ ایک دن تم ضرور بے خوف وخطر ہو کر سر کو منڈاتے ہوئے یا بال تراشواتے ہوئے ان شاء اللہ حرمِ کعبہ میں داخل ہو گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے عنقریب فتح کی نوید بھی سنائی۔ اس سورت کی آخری آیت میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی وہ صفات بیان فرمائیں جو پہلے سے تورات اور انجیل میں بیان کر دی گئیں تھیں کہ وہ کفار کے مقابلے میں انتہائی سخت ہیں، آپس میں رحیم وشفیق ہیں، اے مخاطب تو جب بھی انہیں دیکھے گا اللہ کی عبادت میں مشغول پائے گا، وہ اللہ کے فضل اور



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

رضا کے طلب گار رہتے ہیں اور ان کی جبینیں سجدے کے اثر سے نیر وتاباں ہیں۔ مفسرینِ کرام نے فرمایا کہ اس آیت میں خلافتِ راشدہ کی ترتیب کی طرف بھی اشارہ ہے۔

الحجرات

سورۂ حجرات کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ نبوت کے آداب کو بیان فرمایا کہ ان کی آواز پر آواز کو اونچا کرنا بھی ادب کی منافی ہے، ان کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرنا بھی ایسی بے ادبی ہے جس سے ساری نیکیاں برباد ہوسکتی ہیں اور اہلِ ادب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم کی نوید سنائی گئی ہے۔

آیت نمبر:09 میں مسلمانوں کے متحارب گروہوں میں عدل وانصاف پر مبنی صلح کا حکم دیا گیا ہے اور اخوتِ ایمانی کا بیان ہوا ہے۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں اخلاقیات کی تعلیم ہے خاص طور پر یہ کہ مسلمان مرد وزن ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں، ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کریں، ایک دوسرے کو برے ناموں سے نہ پکاریں، ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی نہ کریں، دوسرے کے پوشیدہ احوال کا سراغ نہ لگائیں اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں اور پھر غیبت کو اتنا گھناؤنا جرم قرار دیا کہ گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت نوچنا ہے۔ یہ بھی بتایا کہ انسانیت کی اصل ایک ہی ہے یعنی سب آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں اور قبائل اور برادریاں تفاخر کے لئے نہیں، تعارف کے لئے ہیں، پھر اس میں ایمانِ صادق اور ایمانِ کامل کی تعریف بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا کہ کوئی ایمان لاکر اللہ پر احسان نہ جتلائے بلکہ یہ تو اللہ کا بندے پر احسان ہے کہ اس نے نعمتِ ایمان سے نوازا۔

ق

اس سورت میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو بیان کیا گیا ہے یعنی آسمانوں کی رفعت اور شمس وقمر اور کواکب ونجوم سے اس کا مزین کرنا، اس میں کسی شگاف کا نہ ہونا، زمین کی وسعت اور اس میں بلند وبالا پہاڑوں کو لنگر کی طرح ثبت کردینا، آسمان سے بارش کا برسنا اور اس سے طرح طرح کا اناج پھل پھول اور باغات کا اگانا، مردہ زمین کو زندہ کرنا وغیرہ۔

آیت نمبر:16 میں بتایا کہ اللہ انسان کا خالق ہے، اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ظاہری اعمال تو درکنار اس کے دل ودماغ میں پیدا ہونے والے وسوسوں اور قلبی واردات کو بھی جانتا ہے، یعنی اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی آیت نمبر:22 کے بارے میں بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ اگر کسی کی بصارت متاثر ہو رہی ہو تو یہ آیت پڑھ کر دم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ بصارت کو بحال فرماتا ہے۔

الذاریات

آیت نمبر:15 سے اہلِ تقویٰ کے انعاماتِ اخروی کو بیان کرنے کے بعد ان کے اوصاف بیان کئے کہ وہ راتوں کو بہت کم سوتے ہیں، رات کے پچھلے پہر استغفار کرتے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے جن کو نعمتِ مال سے نوازا ہے، ان کے مال میں سائل کا بھی حق ہے اور ان کا بھی جو نعمتِ مال سے محروم ہیں۔

سورت کے آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی بشری شکل میں آمد اور ان کی طرف سے ضیافت کے اہتمام کا ذکر ہے اور فرشتوں کے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھانے پر جو انہیں بتقاضاءِ بشری خوف لاحق ہوا اس کا ذکر ہے اور پھر حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ علیہما السلام کے بڑھاپے کی عمر میں حضرتِ اسحاق کی بشارت کا ذکر ہے۔

26
رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

ستائیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

27

رمضان کریم

اس پارے کے شروع میں اس بات کا بیان ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے والے اجنبی انسان نہیں تھے بلکہ بشری شکل میں فرشتے تھے، تو ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ آپ کا مشن کیا ہے، اُنہوں نے کہا: ہم مجرموں کی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اُن پر مٹی سے پکے ہوئے پتھر برسائیں، جو آپ کے رب کے نزدیک حد سے تجاوز کرنے والوں کے لئے نشان زد (Guided) ہیں، سائنسی دنیا گائیڈڈ میزائیل کی جس ٹیکنیک تک بہت دیر میں پہنچی ہے، قرآن نے اُس کا تصور بہت پہلے پیش کیا۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اہلِ ایمان کو صحیح سلامت اُس بستی سے باہر نکال دیں گے اور اُس میں مسلمانوں کا ایک ہی گھر ہے، یعنی حضرت لوط علیہ السلام۔ اس کے بعد فرعون اور موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کے سمندر میں غرق ہونے کا ذکر ہے، قومِ عاد و ثمود پر عذاب کا ذکر ہے۔ آیت:47 میں فرمایا: آسمان کو ہم نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور ہم (ہر آن) اِس کو توسیع دینے والے ہیں۔ آج ماہرین فلکیات اور سائنس دان نت نئی کہکشاؤں (Galaxies) کے دریافت کرنے کی بات کرتے ہیں اور اُن کا کہنا ہے کہ ابھی لاتعداد کہکشائیں ایسی ہیں جو دریافت نہیں ہوسکیں، تو قرآن نے بالائی کائنات اور قدرت کے خلائی نظام کی وسعت کی بات بہت پہلے بیان کردی۔ آیت:56 وہ مشہور آیت ہے جس میں ربِ کائنات نے جنوں اور انسانوں کے مقصدِ تخلیق کو بیان کیا یعنی اللہ کی عبادت اور اُس کی معرفت۔

سورۃ الطور

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے اَٹل عذاب کا ذکر ہے کہ جب اُس کا فیصلہ ہوجاتا ہے، تو اُسے کوئی ٹالنے والی طاقت نہیں ہے، آسمان تھرتھرانے لگتا ہے اور پہاڑ بہت تیزی سے چلنے لگتے ہیں۔ آیت:17 سے اہلِ جنت کے لئے اللہ عزوجل کی جانب سے جو نعمتیں، راحتیں تیار ہیں، اُن کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ اہلِ ایمان کی اولاد میں سے جو اُن کے سچے پیروکار رہوں گے، وہ بھی اُن سے جاملیں گے۔ آیت:35 سے قدرتِ باری تعالیٰ کے منکرین کو مخاطب کرکے بتایا گیا کہ کیا وہ بغیر کسی سبب کے پیدا کردیئے گئے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں، کیا آسمانوں اور زمینوں کو اِنہوں نے پیدا کیا ہے، کیا تیرے رب کی رحمت کے خزانے ان کے قبضہ وقدرت میں ہیں یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے، جس پر چڑھ کر یہ بالائی کائنات کی باتوں کو سن لیتے ہیں، اگر ایسا ہے تو کوئی



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

واضح دلیل تو پیش کریں؟۔

سورۃ النجم

اس سورت کی ابتدائی 18 آیات میں سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے سفرِ معراج کی اُس منزلِ رفعت کا ذکر ہے کہ جس میں اُنہیں اللہ تعالیٰ کا قُربِ خاص عطا ہوا اور اللہ نے اپنے مُقدّس بندے کی طرف جو چاہا، وحی فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے قلبِ اطہر کی پوری حضوری اور یقین کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے جلووں کو دیکھتے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے ریب و شک میں مبتلاء لوگوں کو فرمایا کہ کیا تم ان سے اس پر جھگڑ رہے کہ انہوں نے دیکھا، انہوں نے تو نورِ نزول کے اس جلوے کو بارِ دیگر دیکھا ہے، وہاں "جنت الماوٰی" ہے اور آپ ﷺ اپنے خالق کے جلوۂ نور کو اس قرار و انہماک کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ آپ کی نظر نہ کج ہوئی نہ بہکی۔

آیت نمبر:32 سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ صغیرہ گناہوں کے ماسوا کبیرہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں، انہیں بشارت دی گئی کہ بے شک آپ کا رب وسیع مغفرت والا ہے، اسی مفہوم کی ایک اور آیت میں فرمایا کہ نیکیاں گناہوں (صغیرہ) کو مٹا دیتی ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تمہیں خوب جاننے والا ہے، جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤوں کے پیٹ میں تھے، سو تم اپنی پارسائی کا دعویٰ نہ کرو، اللہ متقین کو خوب جانتا ہے۔

آیت نمبر:38 سے فرمایا کہ کسی کے گناہ کا بوجھ کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا، ہر شخص کو اپنے کئے کا پورا پورا صلہ ملے گا۔

القمر

اس سورت کے شروع میں فرمایا: "قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور (کافر) اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو رخ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو وہ جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے"۔ "شق القمر" کا واقعہ تقریباً آٹھ سنِ نبوی میں ہوا، اہلِ مکہ نے معجزے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو یہ معجزہ دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے چاند کا ایک ٹکڑا حرا پہاڑ کے ایک جانب اور دوسرا دوسری جانب دیکھا، یہ واقعہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد اور سننِ بیہقی اور کتبِ تفاسیر میں مذکور ہے، حافظ ابنِ کثیر و دیگر مفسرین نے ان احادیث کو متواتر کے درجے میں قرار دیا ہے اور اس واقعے کی صداقت کی عقلی دلیل یہ ہے کہ قرآن نے برملاء اس کا دعویٰ کیا اور اس دور میں کسی نے بھی اس واقعے کی صداقت کو چیلنج نہیں کیا اور قرآن نے اسے علاماتِ قیامت میں سے قرار دیا۔ اسی سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے چار مرتبہ تکرار در تکرار کے ساتھ فرمایا کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے، تو ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟ اور اسی کے ساتھ اس سورت میں قومِ عاد، قومِ ثمود اور آلِ فرعون پر عذاب کا ذکر ہے، جس کی تفصیلات اس سے پہلے قرآن میں گزر چکی ہیں۔

27
رمضان کریم





مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

27 رمضان کریم



الرحمٰن

اس سورت کے شروع میں فرمایا: ''رحمٰن نے اپنے رسولِ مکرم کو قرآن کی تعلیم دی، اس نے انسان (کامل) کو پیدا کیااوران کو (ہر چیز کے) بیان کی تعلیم دی''۔ آیت نمبر:6 سے اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کے غیر مرئی نظم وضبط (Unseen Control) زمین پر بچھے ہوئے سبزے اور درختوں کی کیفیت سجدہ اور آسمان کی رفعت کو اپنی قدرت کی دلیل کے طور پر پیش فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی قدرت کی بے پایاں نعمتوں کا بار بار ذکر فرمایا اور پھر اکتیس بار اپنی ذی عقل مخلوق، جنوں اور انسانوں سے خطاب کر کے فرمایا: ''پس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

آیت نمبر:33 میں فرمایا ''اے جنات اور انسان کے گروہ! اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمینوں کے کنارے سے نکل جاؤ، تو نکل جاؤ، تم جہاں بھی جاؤ گے وہاں اسی (ربِ ذوالجلال) کی سلطنت ہے''۔ یعنی انسان بالائی خلا اور کہکشاؤں کی دریافت میں کتنا بھی آگے نکل جائے، وہ وہاں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت اور قدرت کے جلوے دیکھے گا۔ آیت نمبر:46 سے دو جنتوں کی نعمتوں کا بیان ہے کہ وہاں سرسبز شاخوں والے باغات ہوں گے، ان جنتوں میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے، ہر پھل کی دو قسمیں ہوں گی، اہلِ جنت ایسی مسندوں پر جلوہ افروز ہوں گے جن کے استر نفیس دبیز ریشم کے ہوں گے، وہاں یاقوت ومرجان کی طرح باحیا حوریں ہوں گی، پھر فرمایا کہ ان دونوں کے علاوہ دو جنتیں اور ہوں گی جن میں فوارے کی طرح چھلکتے ہوئے دو چشمے ہوں گے اور اسی طرح کی مزید نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''احسان کا بدلہ احسان ہے''۔

الواقعہ

اس سورت میں انسانوں کے تین طبقات بیان کئے ایک ''اصحاب المیمنہ ''، یعنی اہلِ سعادت وخیر، دوسرے ''السابقون المقربون'' یہ وہ لوگ ہوں گے جو نیکی میں سب پر سبقت لے جائیں گے اور تیسرے ''اصحاب المشئمہ '' یہ بدنصیب لوگ اہلِ جہنم ہوں گے۔ اس کے بعد ایک بار پھر جنت کی پُرکشش نعمتوں کا ذکر ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بالمقابل تکیوں پر ٹیک لگائے، زر وجواہر سے مرصع تختوں پر بیٹھے ہوں گے، ان پر شرابِ طہور کے جام گردش کر رہے ہوں گے اور یہ ایسی شراب ہوگی کہ عقل پر اثر انداز نہیں ہوگی اور پُرکیف ہوگی۔ اس کے بعد ''اصحابِ یمین'' کے لئے مزید نعمتوں کا ذکر ہے اور پھر ''اصحاب الشمال'' (یعنی اللہ کے نافرمان لوگ) کے لئے عذاب کی مختلف صورتوں کا ذکر ہے، ان میں سے ایک یہ کہ ان کی خوراک ''زقوم'' (تھوہر کے درخت) سے ہوگی، (اس درخت کا پھل انتہائی کڑوا ہے)، اس سے وہ پیٹ بھریں گے اور اس پر کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم کاشت کرتے ہو، اس کو (درحقیقت) تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اسے چورہ چورہ کر کے رکھ دیں، پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا، بلکہ ہم تو محروم ہو گئے''۔ آیت نمبر:77 سے قرآن عظیم کا ذکر ہے کہ یہ کتاب لوحِ محفوظ میں ہے اور اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

27
رمضان کریم

الحدید

اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر اپنی آیاتِ قدرت کا ذکر فرمایا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کے مابین درجاتِ فضیلت میں مختلف مدارج بیان کئے ہیں، ایک طبقۂ صحابہ وہ تھا جو اعلانِ نبوت کے فوراً بعد ایمان لائے، پھر ایک سنگِ میل وہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد چالیس تھی، پھر ایک سنگِ میل ہجرت ہے کہ ہجرت سے پہلے اور بعد میں ایمان لانے والے، پھر ایک سنگِ میل غزوۂ بدر ہے، اہلِ بدر کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا اعلان فرمایا، ایک سنگِ میل صلحِ حدیبیہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر موجود تمام صحابۂ کرام کو اپنی رضامندی کی سند عطا فرمائی اور پھر ایک سنگِ میل فتحِ مکہ ہے جس کا اس سورت کی آیت نمبر:10 میں ذکر ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''(اے مسلمانو!) تم میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہوسکتا جنہوں نے فتحِ (مکہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور (کافروں سے) جہاد کیا، ان سب کا (ان مسلمانوں سے) بہت بڑا درجہ ہے، جنہوں نے (فتحِ مکہ) کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور (کافروں سے) جہاد کیا''۔مگر اس باہمی فضیلت اور درجہ بندی سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی صحابی کے مرتبے کو گرائے یا ان کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ کہے یا ان کے اخلاص اور ایمان میں کوئی شک کرے، اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے فتنوں کا سدِّ باب کرنے کے لئے فرمایا:''اور اللہ نے (اپنے رسول کے تمام صحابہ سے) اچھے انجام (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا ہے۔

آیت 12 میں فرمایا کہ میدانِ حشر میں مومنین اور مومنات کی امتیازی شان ہوگی اور ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی دائیں جانب ضوفشاں ہوگا اور انہیں جنت کی بشارت دی جائے گی۔اگلی آیت میں فرمایا کہ:''منافق مرد اور عورتیں مومنوں سے کہیں گے: تم ہماری طرف دیکھو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں، ان سے کہا جائے گا: تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر کوئی نور تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک ایسی دیوار حائل کر دی جائے گی، جس میں دروازہ ہوگا اس کے اندرونی حصے میں رحمت ہوگی اور باہر کی جانب عذاب ہوگا''۔

آیت:20 میں دنیا کے مال و دولت اور دنیا کی زیب و زینت کی ناپائیداری کو بیان کیا اور فرمایا اپنے رب کی مغفرت کی جانب دوڑے چلے آؤ اور اس جنت کی طرف پیش قدمی کرو، جس کی وسعت آسمان اور زمین کی مثل ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔آیت:25 میں فرمایا:''بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو قوی دلائل کے ساتھ بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) کو نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا نازل کیا جس میں سخت قوت ہے اور انسانوں کے لئے فوائد''۔قرآن مجید کی اس آیت کی حقانیت کی قوی دلیل یہ ہے کہ آج دنیا بھر میں سامانِ حرب کی تیاری اور دفاعی اور اقدامی جنگ کے لئے فولاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور تمام قدیم وجدید صنعتوں کی اساس یہی ہے۔



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

28

رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

اٹھائیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن





المجادلہ

اس سورت کا پسِ منظر یہ ہے کہ ایک صحابیہ خولہ بنت ثعلبہ کے ساتھ ان کے شوہر اوس بن صامت نے ظِہار کرلیا تھا، ظِہار کے ذریعے زمانۂ جاہلیت میں بیوی شوہر پر حرام ہوجاتی تھی۔ خولہ بنت ثعلبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا پہلے میں جوان تھی، حسین تھی اب میری عمر ڈھل چکی ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، انہیں شوہر کے پاس چھوڑتی ہوں تو ہلاک ہوجائیں گے اور میرے پاس کفالت کے لئے مال نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے کیوں کہ ابھی ظِہار کا حکم نہیں آیا تھا، خولہ رسول اللہ ﷺ سے بحث وتکرار کرنے لگیں کہ میرے مسئلے کا حل کیا ہے اور اللہ سے فریاد کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتدائی آیات میں بیان فرمایا: ''(اے رسول!) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی، جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں بحث کررہی تھی اور اللہ سے شکایت کررہی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا، بے شک اللہ بہت سننے والا خوب دیکھنے والا ہے''۔ چنانچہ خولہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے نزول کا سبب بنیں، ایک بار حضرت عمر فاروق سواری پر آرہے تھے کہ خولہ نے انہیں روک لیا اور باتیں کرنے لگیں کسی نے کہا: امیر المومنین اس بڑھیا کی خاطر آپ اتنی دیر سے رکے ہوئے ہیں، انہوں نے فرمایا میں زمین پر اس کی بات کیوں نہ سنوں جس کی فریاد کو اللہ نے آسمانوں پر سن لیا۔ اس کے بعد اسلام میں ظِہار کا حکم نازل ہوا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظِہار کرلیں اور پھر رجوع کرنا چاہیں تو ان کا کفارہ بیوی سے قربت سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو، اُس کے لئے دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا ہے اور جو یہ نہ کرسکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، ظِہار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: ''تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے'' یا بیوی کے کسی عضو کو اپنی ماں کے عضو سے تشبیہ دے تو اس سے ظِہار ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو صرف اتنا کہے کہ تو میری ماں ہے یا بہن ہے تو اگرچہ یہ قول ناپسندیدہ ہے، مگر اس سے کوئی چیز لازم نہیں آتی، یعنی اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔

آیت:9 سے معصیت پر مبنی سرگوشیوں سے منع کیا گیا ہے اور آیت:10 میں آدابِ مجلس بیان کئے گئے اور آخری آیت میں فرمایا

مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

کہ مومنِ صادق اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی نہیں کر سکتا، خواہ وہ اس کے ماں باپ یا اولاد یا بہن بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

الحشر

اس سورت کی آیت:9 میں ایک واقعے کے پسِ منظر میں بیان ہوا کہ اہلِ ایمان خود حاجت مند ہونے کے باوجود ایثار وقربانی کا پیکر بن کر دوسروں کی حاجات پوری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ آیت:10 میں السابقون الاولون مہاجرین وانصار صحابۂ کرام کا مدح کے انداز میں ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ بعد میں آنے والے اپنے سابق اہلِ ایمان بھائیوں کے لئے دعاءِ مغفرت کرتے ہیں اور یہ آیت ایصالِ ثواب کی اصل ہے۔ آیت:21 میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی جلالت وہیبت کو بیان فرمایا کہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے اور (اسے عقل وشعور کی نعمت عطا کرتے تو) تو اے انسان! تو دیکھتا کہ وہ پہاڑ (قرآن کی ہیبت سے) جھکا ہوا ہوتا اور اللہ کے خوف سے پاش پاش ہو جاتا۔ اس سورت کی آخری آیات وہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے متعدد اسماءِ صفات کو یکجا بیان کیا گیا ہے کہ صرف وہی مستحق عبادت ہے، ہر ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے، الرحمٰن الرحیم ہے اور پھر مزید صفات بیان ہوئیں: الملک (بادشاہ)، القدوس (نہایت پاک)، السلام (ہر نقص اور کمزوری سے محفوظ)، المومن (امان عطا کرنے والا)، المہیمن (نگہبان)، العزیز (نہایت غالب)، الجبار (نہایت عظمت والا)، المتکبر (کبریائی والا)، سبحان (نہایت بے عیب) الخالق، الباریٔ (ایجاد فرمانے والا)، المصور (صورت بنانے والا)، الحکیم (بڑی حکمت والا) اور فرمایا کہ تمام اچھے نام اسی کے لئے ہیں۔

الممتحنہ

اس سورت میں اہلِ ایمان کو دشمنانِ خدا اور دشمنانِ اسلام کی دوستی سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ یہ فرمایا کہ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں قتال نہیں کیا اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا تو ان سے نیکی کرنے اور انصاف کرنے سے اللہ نہیں روکتا، لیکن جنہوں نے دین کے معاملے میں مسلمانوں سے قتال کیا ہے اور انہیں جلاوطن کیا ہے یا اس سلسلے میں مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کی ہے تو اللہ ان کی دوستی سے منع فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان سے دوستی کرنے والے ظالم ہیں۔

آیت:11 میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو فرمایا کہ اگر مومنات صحابیات آپ سے ایک طے شدہ دستور اور منشور پر بیعت کرنا چاہیں تو ان کی بیعت قبول کیجئے اور ان کے لئے اللہ سے استغفار کیجئے، وہ منشور یہ ہے کہ: وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، (افلاس کے خوف سے) اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، بے اصل بہتان ترازی نہیں کریں گی اور کسی بھی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ حدیث پاک میں ہے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام سے فرماتے کہ اگر تم بھی بیعت مومنات کرنا چاہو تو آؤ کرو۔

الصف

اس سورت کے شروع میں قول وفعل کے تضاد سے منع کیا گیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے ناراض ہوتا، جن

28

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

کے قول وفعل میں تضاد ہے۔ مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو پسند فرماتا ہے، جو اس کی راہ میں صف بستہ قتال کرتے ہیں، جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ آیت:8 سے فرمایا کہ دشمنانِ دین چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے (پھونکیں مار کر) بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ آیت:9 میں بتایا کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ اسے تمام باطل ادیان پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ آیت :10 سے مسلمانوں کو اللہ کے ساتھ ایک تجارت کی ترغیب دی گئی اور اس پر اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی اور وہ تجارت یہ ہے کہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

الجمعۃ

اس سورت کے شروع میں بعثتِ رسول کے مقاصد کو بیان کیا گیا، یعنی تلاوتِ آیاتِ الٰہی، تزکیۂ باطن اور کتاب وحکمت کی تعلیم۔ اس کے بعد یہود کا ذکر ہوا اور انہیں دعوت دی گئی کہ اگر تمہارا دعویٰ سچا ہے کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو، کیوں کہ مُحِبّ اپنے محبوب سے جلد از جلد ملنا چاہتا ہے اور پھر قرآن نے پیشگوئی کی کہ اپنے ناروا کرتوتوں کے سبب یہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں نمازِ جمعہ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا کہ جب نمازِ جمعہ کے لئے ندا دی جائے تو سب کام کاج چھوڑ کر نماز کے لئے دوڑے چلے آؤ اور جب نماز ادا کر چکو تو وسائلِ رزق کو تلاش کرو۔ حدیث پاک میں فرمایا کہ جو شخص سستی کی بنا پر تین جمعے چھوڑ دے، تو اللہ اس کے دل پر مہر لگادے گا اور ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے برسرِ منبر فرمایا کہ لوگ جمعہ ترک کرنے کی روش سے باز آجائیں، ورنہ (اس نافرمانی کی پاداش میں) اللہ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا اور وہ غافل ہوجائیں گے۔

المنافقون

اس سورت کے دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو فرمایا کہ مال اور اولاد (کی محبت) تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے اور فرمایا کہ ہم نے تمہیں جو مال عطا کیا ہے، موت سر پر آنے سے پہلے اسے دین کی راہ میں خرچ کرو، ورنہ فرشتۂ اجل کو دیکھ کر ہر ایک کہے گا کہ مجھے تھوڑی سی مہلتِ حیات مل جائے کہ میں صدقہ کروں اور نیکوکاروں میں سے ہوجاؤں۔ اللہ نے فرمایا کہ موت کا مقررہ وقت آنے پر کسی کو ایک سانس کی بھی مہلت نہیں ملے گی۔

التغابن

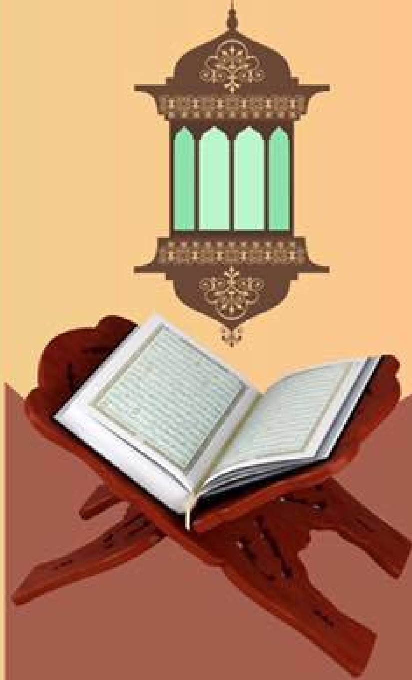
آیت :11 میں اہلِ ایمان کو فرمایا کہ "تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے ہوشیار رہو"، یعنی بعض اوقات اہل وعیال کی محبت کے غلبے اور ان کی جائز وناجائز فرمائشوں اور خواہشات کی تکمیل کے لئے انسان دین سے دور ہوجاتا ہے اور جہاد سے قدم روک لیتا ہے۔

الطلاق

اس سورت کے شروع میں فرمایا کہ جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو، ان کی عدت کا وقت (شروع ہونے سے پہلے طہر

28

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com

میں) انہیں طلاق دو۔ یعنی طلاق کے بعد عدت کا حساب رکھنا اور پورا کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں مختلف احوال کی مناسبت سے عدت کے احکام بیان کئے گئے ہیں، جو یہ ہیں: (۱) جس عورت کو ماہواری (Menses) آتی ہو، اس کی عدت اس کے تین دورانیے ہے اور طلاق پاکی کے اس دورانیے میں دینی چاہئے کہ جس میں شوہر نے عورت سے قربت نہ کی ہو۔ (۲) جس عورت کو ماہواری نہ آتی ہو، اس کی عدت تین مہینے ہے، قرآن میں ایسی عورت کو "آئسہ" کہا ہے (۳) حاملہ عورت کو طلاق دے دی جائے، تو بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے، خواہ مدت کم ہو یا زیادہ (۴) وہ عورت جس سے نکاح ہوا ہو، لیکن رخصتی عمل میں نہ آئی ہو اور خلوت (Privacy) بھی نہ ہوئی ہو، تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے، طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے خارج ہو جائے گی اور اپنی آزادانہ مرضی سے کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنے کے لئے آزاد ہوگی۔ (۵) جس عورت کا شوہر وفات پا گیا ہو، اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے، عدت وفات ہر صورت میں لازم ہوگی، خواہ رخصتی عمل میں آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ حاملہ عورت کا شوہر وفات پا گیا ہو، تو اس کے حق میں حاملہ والی عدت بھی مؤثر ہے، خواہ اس کا دورانیہ عدت وفات سے کم ہو یا زیادہ۔ قرآن نے یہ بھی فرمایا کہ طلاق رجعی کی صورت میں عدت کی تکمیل سے پہلے بھلائی کے ساتھ یعنی نیک ارادے سے رجوع کر لو یا دستور کے مطابق جدا کر دو اور رجوع کی صورت میں دو گواہ مقرر کر لو، یہ حکم ایجابی (Compulsory) نہیں ہے، استحبابی (Appreciadle) ہے۔ قرآن نے یہ بھی حکم دیا کہ مطلقہ عورتوں کو عدت کے دوران اپنی حیثیت کے مطابق نان نفقہ دو اور انہیں تنگ نہ کرو اور اگر وہ حاملہ ہیں تو وضعِ حمل (Delivery) تک ان کو نان نفقہ دو اور اگر وہ وضعِ حمل کے بعد بچے کی پرورش کرنے اور دودھ پلانے پر آمادہ ہوں تو انہیں اجرت بھی دو اور یہ تمام مصارف صاحب حیثیت اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرے اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق کرے۔

التحریم

اس سورت کے شروع میں بیان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض وجوہ سے شہد نہ کھانے کی قسم فرمائی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کفارہ ادا کر کے قسم توڑ دیں۔ ازواجِ رسول کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر نبی نے تمہیں طلاق دے دی، تو عنقریب ان کا رب ان کو تمہارے بدلے میں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا، جو فرمانبردار، ایمان دار، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزے دار، شوہر دیدہ اور کنواریاں ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ اس کی نوبت نہیں آئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ازواجِ مطہرات طیبات امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن نے اللہ کے رسول کو دل وجان سے راضی رکھا۔ آیت:6 میں مسلمانوں کو حکم ہوا کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ آیت:8 میں خالص توبہ کا حکم ہوا اور اس پر گناہوں کی معافی اور جنت کی بشارت دی گئی۔ آیت:9 میں محارب کفار سے جہاد کا حکم فرمایا۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

29

رمضان کریم

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

اُنتیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

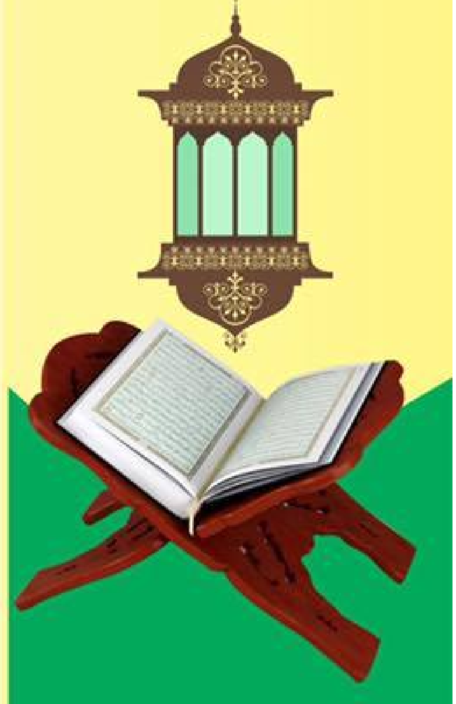
الملک

حدیث پاک میں سورۃ الملک کی بڑی برکات بیان کی گئی ہیں، اسے ''المنجیہ'' (نجات دینے والی) اور ''الواقعہ'' (حفاظت کرنے والی) کہا گیا، اس سورت کی تلاوت عذابِ قبر میں تخفیف اور نجات کا باعث ہے، اس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کی حکمت بیان فرمائی کہ اس کا مقصد بندوں کی آزمائش ہے کہ کون عمل کے میزان پر سب سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے سات آسمانوں کی تخلیق کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی تخلیق میں تمہیں کوئی عیب یا نقص نظر نہیں آئے گا، ایک بار پھر نظر پلٹ کر دیکھ لو، کیا اس میں تمہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے، پھر بار بار نظر اٹھا کر دیکھ لو (اللہ کی تخلیق میں کوئی عیب یا جھول تلاش کرنے میں) تمہاری نظر تھک ہار کر ناکام پلٹ آئے گی۔ آسمانِ اول کے نیچے لاتعداد چمکتے تاروں کو اللہ نے قمقموں سے تعبیر فرمایا۔

آیت:19 میں اللہ نے فرمایا کیا انہوں نے اپنے اوپر (کبھی) پر پھیلائے اور (کبھی) پر سمیٹے ہوئے پرندوں کو نہیں دیکھا، اِن کو (فضا میں) رحمٰن کے سوا کوئی نہیں روک سکتا۔ آیت:23 میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں عطا کیں، (مگر) کم بندے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔

القلم

اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے قلم اور کارکنانِ قضاوقدر کے نوشتوں کی قسم فرما کر کفار کے الزامات سے اپنے رسولِ مکرم ﷺ کا دفاع فرمایا کہ اپنے رب کے فضل سے آپ مجنون نہیں ہیں اور آپ کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے اور آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں، عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون مجنون تھا۔ عام اصول یہ ہے کہ جس پر الزام ہو، وہ اپنی صفائی پیش کرتا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا فرمایا کہ آپ پر کفار ومشرکین کی جانب سے جو الزام لگائے جاتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آیاتِ قرآنی میں ان کا رد فرمایا۔ آیت:4 میں اخلاقِ مصطفیٰ کی عظمتوں کا بیان ہے اور یہ عظمت مخلوق کے پیمانے سے نہیں، خالق عزوجل کے پیمانے سے ہے۔ ''علیٰ'' کا کلمہ عربی میں استعلا یعنی کسی چیز پر کمانڈنگ پوزیشن کو ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے کردار کو اخلاق



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

کے رائج پیمانوں سے نہیں ناپا جائے گا بلکہ جو کردار آپ کی ذات کا حصہ بن جائے وہی عظیم قرار پائے گا۔ آیت:8 سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ کفار چاہتے ہیں کہ دین کے معاملے میں آپ ان سے بے جا رعایت برتیں تاکہ وہ بھی جواب میں رعایت کریں، ایسا نہیں ہوسکتا، حق پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا اور اس کے بعد ایک دشمنِ رسول (مفسرین کے مطابق یہ ولید بن مغیرہ ہے) کے نوقبیح اوصاف بیان کئے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کریم ﷺ کی دل آزاری کرنے والا کتنا ناپسند ہے۔ اس سورت کی آخری آیت کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اس آیت کو پڑھ کر دم کیا جائے تو نظرِ بد کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

الحاقہ

اس سورت کے شروع میں قیامت کے حق اور یقینی ہونے کو بیان کیا گیا ہے، پھر قومِ ثمود و عاد اور فرعون پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر ہے، یہ مضامین قرآن مجید میں کئی جگہ بیان ہوئے ہیں۔ آیت:19 سے بتایا کہ قیامت میں جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، یہ اس کے سرخ رو ہونے کی علامت ہوگی اور وہ افتخار کے ساتھ لوگوں سے کہے گا آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ اس کے برعکس جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، یہ اس کی رسوائی کی علامت ہوگی اور وہ کہے گا کہ کاش مجھے میرا نامۂ اعمال دیا ہی نہ جاتا اور موت کے ساتھ ہی میرا قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوچکا ہوتا۔ انہی آیات میں صالحین کے لئے جنت کی نعمتیں اور منکرین کے لئے اخروی عذاب کا بیان ہے۔

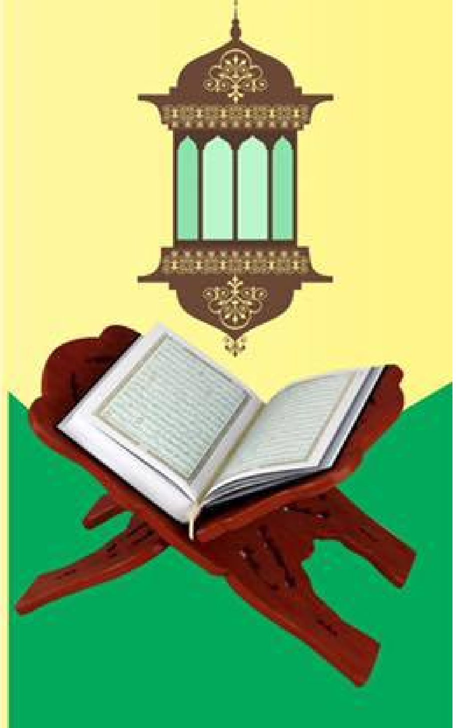
المعارج

اس سورت کے شروع میں عذابِ قیامت کے ایک بار پھر بیان ہے کہ حشر کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا، پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوجائیں گے اور کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا، اس وقت مجرم یہ تمنا کرے گا کہ بیوی، بھائی اور رشتے دار سب کو اپنا فدیہ دے کر جان چھڑا لے۔ اس سورت میں اہلِ حق، ان کی اعلیٰ صفات اور اُخروی جزا کا بیان ہے۔ اس امر کا بھی بیان ہے کہ قرآن نہ کسی شاعر کا بیان ہے اور نہ کسی کاہن کا کلام، یہ صرف اور صرف اللہ کا کلام ہے۔

نوح

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کو شب و روز دعوتِ حق دی، مگر ان کی سرکشی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ اور جب بھی میں انہیں دعوتِ حق دیتا تو وہ قبولِ حق سے انکار کے لئے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے اور ضد اور تکبر میں اپنے آپ کو کپڑوں سے ڈھانپ لیتے، میں نے ان سے کہا: تم اپنے رب سے استغفار کرو، وہ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے، وہ تم پر موسلا دھار بارش نازل فرمائے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ جب نوح علیہ السلام جماعتِ انبیاء میں طویل ترین عرصۂ تبلیغ گزارنے کے بعد قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے تو انہوں نے ان کے لئے دعاءِ عذاب

29
رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com

29 رمضان کریم

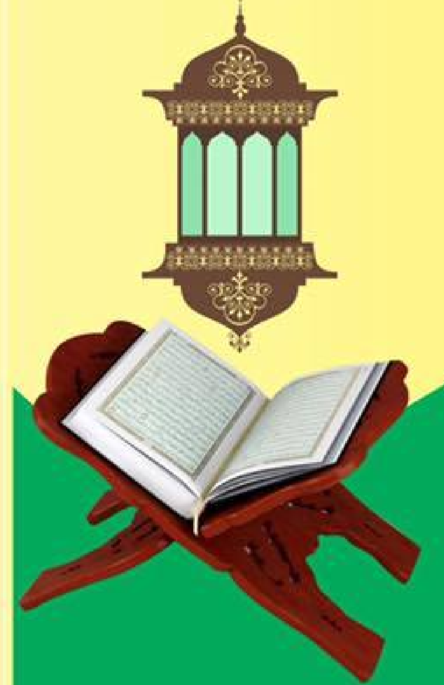
کی کہ اے اللہ ان کا نام ونشان مٹا دے اور اسی موقع پر اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور جملہ مومنین اور مومنات کے دعاءِ مغفرت فرمائی۔

الجن

اس سورت میں اس امر کا بیان ہوا کہ جنات عالَم بالا میں خبروں کی سنگل لینے کے لئے جایا کرتے تھے، مگر اب وہ وقت آگیا تھا کہ عالَم بالا میں ان کا داخلہ بند ہوگیا اور جو بھی جاتا محافظ ان کا راستہ روک لیتے اور آگ کے گولے ان پر برسائے جاتے۔ جنات نے مشورہ کیا کہ پورے روئے زمین کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ آخر یہ سارا منظر کیوں تبدیل ہوگیا، ضرور کوئی بڑی تبدیلی آئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کی ایک جماعت تہامہ (مکہ) کی طرف گئی اور وہاں نبی ﷺ عکاظ کے بازار میں اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے قرآن کو سنا تو کہا یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمان کے درمیان حائل ہوگئی ہے اور پھر انہوں نے جا کر اپنی قوم کو بتایا کہ ہم نے عجب قرآن سنا ہے جو راہِ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، بے شک ہمارے رب کی شان بلند ہے اور اس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کچھ اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں اور جنات کا سرکش گروہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ عربی میں ''ج ن ن'' سے جو بھی کلمات بنتے ہیں، ان میں ستر اور پوشیدگی کے معنی پائے جاتے ہیں، اسی معنی میں ''جن'' ہے کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں، گھنے باغ کو کہ زمین درختوں کی کثرت سے چھپ جائے ''جنت'' کہتے ہیں، سینے میں پوشیدہ دل کو ''جنان'' کہتے ہیں، رحم میں بچے کو ''جنین'' کہتے ہیں، ڈھال کو ''جنہ'' کہتے ہیں وغیرہ۔ آیت:26 میں فرمایا ''وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے، سو وہ اپنے ہر غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، ماسوا ان کے جن کو اس نے پسند فرما لیا ہے، جو (سب) اس کے رسول ہیں''، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

المزمل

اس سورت میں محبت کے انداز میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ان کی ایک خاص ادا کے ساتھ مخاطب فرمایا کہ ''اے چادر اوڑھنے والے''، اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ''قیام اللیل'' کا بیان فرمایا، قرآن کے اندازِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ساری ساری رات قیام فرماتے تھے، تو اللہ نے فرمایا: آپ رات کو نماز میں قیام کریں، مگر تھوڑا، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلیں یا اس پر کچھ اضافہ کردیں اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ یہ بھی فرمایا کہ: رات کو اٹھنا نفس پر سخت بھاری ہے اور کلام کو درست رکھنے والا ہے۔ نیز فرمایا آپ اپنے رب کے نام ذکر کرتے رہیں اور سب سے منقطع ہوکر اسی کے ہو رہیں۔ دوسرے رکوع میں پھر فرمایا کہ آپ رب کا جانتا ہے کہ آپ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب قیام کرتے ہیں اور کبھی آدھی رات تک اور کبھی تہائی رات تک اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت بھی مصروفِ عبادت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تکرار کے ساتھ فرمایا کہ جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہیں، پڑھ لیا کریں۔ علماءِ کرام نے فرمایا کہ یہ تہجد کے بارے میں ہے اور آپ پر نمازِ تہجد فرض یا واجب تھی۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

29

رمضان کریم

المدثر

اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو شانِ محبوبی کے ساتھ خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے چادر لپیٹنے والے، اٹھئے اور لوگوں کو اللہ کے عذاب ڈرایئے اور اپنے رب کی کبریائی کا اعلان کیجئے''۔ آیت :42 میں فرمایا: جہنمیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے جہنم میں جانے کا سبب کیا بنا، تو وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم لغو کاموں میں مشغول رہتے تھے اور ہم قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے کہ موت سر پہ آ گئی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اہلِ ایمان اور جنت کے طلب گاروں کو جہنمیوں کی عادات سے بچنے چاہئے۔

القیامۃ

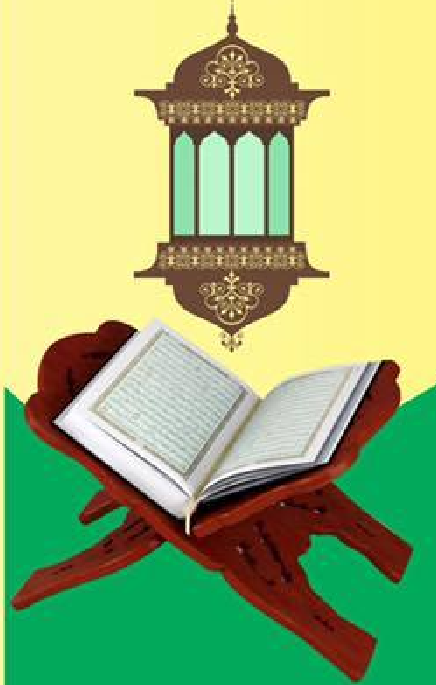
ان لوگوں کے بارے میں جو آخرت کے منکر ہیں، اللہ تعالیٰ نے قسم ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: کیا انسان نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم مرنے کے بعد اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے، کیوں نہیں، ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ان کی انگلیوں کے پور جیسے پہلے تھے، ویسے ہی بنا دیں۔ آیت :16 سے فرمایا: (اے رسول!) وحیِ ربانی کو جلد یاد کرنے کے شوق میں آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کیجئے، اس قرآن کو جمع کرنا اور آپ کی زبان پر جاری کرنا ہمارے ذمۂ کرم پر ہے، سو جب ہم (یعنی ہمارا بھیجا ہوا فرشتہ) پڑھ لیں تو آپ اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں، پھر اس کا (معنی) بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ سورت کے آخر میں آخرت کے احوال اور موت کے منظر کو بیان کیا گیا۔

الدھر

اس سورت کے شروع میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ہدایت دے کر ان کی آزمائش کی ہے، اس سورت میں انفاق فی سبیل اللہ، مسکین، یتیم اور اسیر (قیدی) کو کھانا کھلانے کی نیکی کو اپنے بندوں کو وصفِ کمال کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس سورت کی بیشتر آیات میں جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے۔

المرسلات

اس سورت کے شروع میں آثارِ قیامت کا ذکر ہے اور بار بار تکرار کے ساتھ فرمایا کہ اس دن قیامت کو جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے اور آخر میں میں ایک بار پھر اہلِ تقویٰ کے لئے اجرِ آخرت اور اُخروی نعمتوں کی بشارت ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-1

نمازِ تراویح میں تلاوت ہونے والے پارے کا تفسیری خلاصہ

تیسویں پارے کے مضامین

مفتی منیب الرحمٰن

النبأ: نبا خبر کو کہتے ہیں، اس سورت کے شروع میں فرمایا کہ لوگ ایک عظیم خبر کے متعلق، جس کے بارے میں یہ باہم اختلاف کر رہے ہیں، ایک دوسرے سوال کرتے ہیں، یعنی قیامت کے وقوع اور حق ہونے کے بارے میں کچھ لوگوں کو اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عنقریب قیامت برپا ہوگی تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کو بیان کرنے بعد آیت: 17 میں فرمایا کہ فیصلے کے دن کا وقت مقرر ہے اور پھر علاماتِ قیامت کا بیان فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جہنم سرکشوں کا ٹھکانہ ہے، جس میں وہ مدت دراز تک رہیں گے، اس میں انہیں کھولتا ہوا پانی اور جہنمیوں کے زخموں کی پیپ کے سوا کوئی مشروب میسر نہیں ہوگا۔ آیت: 31 سے اہلِ تقویٰ کے لئے انعامات کا بیان کیا گیا ہے۔

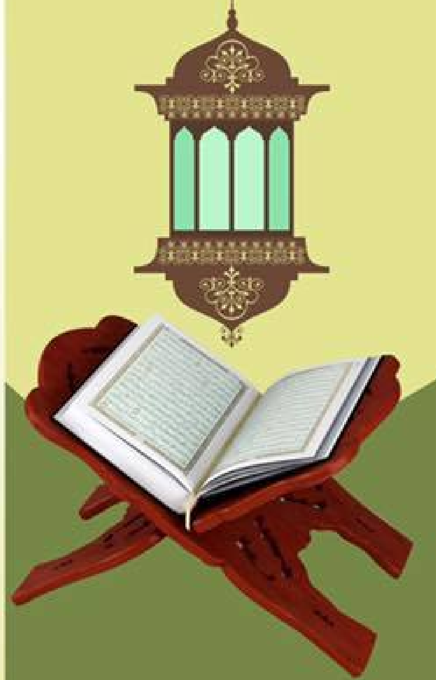
النازعات: اس سورت میں یہ بتایا کہ موت کے فرشتے جہنمیوں کی روح نہایت سختی سے نکالتے ہیں اور اہلِ ایمان کی روح کو نہایت نرمی سے، اس کے بعد فرشتوں کا ذکر ہے کہ جنہیں کارخانۂ قدرت کے معاملات کی تدبیر تفویض کی جاتی ہے، اس کے بعد ایک بار پھر قیامت کا ذکر ہے۔ آیت: 15 سے اس امر کا بیان ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کو دعوتِ حق دینے کے لئے بھیجا گیا اور اس نے ان کی تکذیب اور نافرمانی کی اور اپنے آپ کو "ربِ اعلیٰ" قرار دیا یعنی خدائی کا دعویٰ کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب دے کر درسِ عبرت بنا دیا۔ حیات بعد الموت کے منکرین کے اس اشکال کا جواب دیا کہ ایک بار مر جانے کے بعد دوبارہ کون زندہ کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کی تخلیق کا حوالہ دے کر فرمایا کہ دوبارہ پیدا کرنا دشوار ہے یا اتنے بڑے نظامِ کائنات کو جو تمہارے سامنے ہے، قائم کرنا۔ اس سورت یہ بھی بتایا کہ سرکشوں کا ٹھکانہ جہنم اور جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہے اور وہ نفس پرست نہیں ہیں، ان کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

عبس: اس سورت کے آخر میں قیامت کے نفسی نفسی کے منظر کو بیان کیا گیا ہے کہ دنیا میں ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے اور محبت کا دعویٰ کرنے والے دامن چھوڑائیں گے، ایک شخص اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی اور بیٹوں سے جان چھڑا کر بھاگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب کو اپنی پڑی ہوگی، کچھ کے چہرے روشن مسکراتے اور ہشاش بشاش ہوں گے اور کچھ کے چہرے غبار آلود ہوں گے اور ان پر سیاہی چھائی ہوگی۔

التکویر: اس سورت میں بھی علاماتِ قیامت کا ذکر ہے کہ سورج کی بساطِ نور کو لپیٹ دیا جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، پہاڑ چلائے جائیں گے، دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی، یعنی دنیا کی مال ودولت کی قدر ختم ہو جائے، وحشی جانور جمع کئے جائیں

30

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-2

گے، سمندر بڑھکائے جائیں گے، جانیں ایک بار پھر جسموں سے ملادی جائی جائیں گی اور آگے چل کر فرمایا اعمال کے صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے، دوزخ بھڑکایا جائے گا، جنت قریب کردی جائے گی اور ہر شخص جان لے گا کہ اس نے اپنی آخرت کے لئے کیا ذخیرہ عمل آگے بھیجا ہے۔

الانفطار: اس سورت میں تقریباً گزشتہ سورتوں کے مضامین یعنی آثار قیامت اور احوالِ قیامت کا بیان ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کے نامۂ اعمال کو لکھنے کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، جنہیں ''کراما کاتبین'' (معزز لکھنے والے) کہا گیا ہے اور بندہ جو بھی عمل کرتا ہے وہ جانتے ہیں۔

المطففین: تطفیف کے معنی ناپ تول میں کمی کرنے کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے شدید عذاب ہے کہ جب وہ لوگ دوسروں سے لیتے ہیں، تو پورا پورا ناپ کر لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کمی کر دیتے ہیں، یعنی ڈنڈی مارتے ہیں۔ مزید فرمایا کہ کیا ان لوگوں کو قیامت پر یقین نہیں ہے، یہ بھی فرمایا کہ کافروں کا نامۂ اعمال ''سجین'' میں ہے جو کہ مہر لگایا ہوا صحیفہ ہے، یہ لوگ قیامت کو جھلاتے ہیں اور آیاتِ الٰہی کو پچھلی قوموں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں، اللہ نے فرمایا کہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں اور یہ آخرت میں اپنے رب کے دیدار سے محروم رہیں گے۔ مزید فرمایا کہ نیکو کاروں کا صحیفۂ اعمال ''علیین'' میں ہوگا، یہ بھی ایک مہر بند (Seal Pack) صحیفہ ہے جس پر اللہ کے مقرب بندے گواہ ہیں۔ مزید فرمایا کہ نیکوکار جنت کی نعمتوں میں راحت میں ہوں گے، ان کے چہرے تروتازہ ہوں گے، ان کو مہر بند شراب طہور پلائی جائے گی، جس کی خوشبو مشک ہے۔

الانشقاق: اس سورت میں بھی آثار واحوالِ قیامت کا بیان ہے اور یہ کہ قیامت کے دن جن لوگوں کا صحیفۂ اعمال (Result Card) ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، ان کا اخروی حساب بہت آسان ہوگا اور وہ اپنے اہل کی طرف خوشی خوشی لوٹے گا اور جن کا نامۂ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا وہ کہے گا کاش کہ مجھے موت آجائے اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

البروج: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اللہ عزیز وحمید پر ایمان لانے کی پاداش میں ''اصحاب اخدود'' (خندقوں والے) کو اس طرح قتل کیا گیا کہ انہیں بھڑکتی آگ میں ڈال دیا گیا، ان اہلِ حق کی تفصیلات کتب تفسیر میں موجود ہیں، جن پر ان کے زمانے کے کافروں نے بے پناہ مظالم ڈھائے تھے۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے، وہی پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا، وہ جس کام کا ارادہ فرمالے اس کو کرنے والا ہے۔

الطارق: اس سورت میں انسان کو اس کے مادۂ تخلیق اور کیفیتِ تخلیق کی جانب متوجہ فرمایا اور فرمایا جس دن چھپی باتیں ظاہر کردی جائیں گی، اس وقت اللہ کے سوا نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کسی کے پاس طاقت ہوگی۔

الاعلیٰ: اس سورت کے آخر میں فرمایا جس نے اپنا باطن صاف کرلیا اور اپنے رب کا نام لے کر پھر نماز پڑھی وہ کامیاب ہوا، بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت ہی بہت عمدہ اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہی پیغام پہلے صحیفوں، ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں مذکور ہے۔

الغاشیہ: اس سورت کے شروع میں ان لوگوں کے انجام کا ذکر ہے، جو آخرت میں عذاب سے دوچار ہوں گے، اس کے بعد ان خوش

30

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمٰن

muftinaeemia@yahoo.com

نصیب مومنوں کا ذکر ہے جنہیں اخروی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق کا ذکر ہے۔

الفجر: اس سورت میں میں قومِ عاد، ثمود اور فرعون کا ذکر ہے، ان اقوام نے طاقت کا زعم میں آکر سرکشی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کے کوڑے برسائے۔ آیت: 17 سے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، ایک دوسرے کو یتیم کے کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے، وراثت میں ملا ہوا پورا مال ہڑپ کر جاتے ہو، تمہیں مال سے بے پناہ محبت ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ آخرت میں اس مال کی ناپائیداری کا احساس ہوگا، انسان پچھتائے گا، مگر یہ پچھتاوا کچھ کام نہیں آئے گا۔ آخری آیت میں فرمایا کہ ''نفسِ مطمئنہ'' یعنی اعلیٰ درجے کے ایمان کے حاملین کا وفات کے وقت اعزاز و اکرام کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔

البلد: اس سورت میں فرمایا کہ ہم نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں، بولنے کے لئے زبان اور دو ہونٹ عطا کئے اور نیکی اور بدی کا شعور عطا کیا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے نفس کی باطل خواہشات اور شیطانی ترغیبات کے خلاف جہاد کو مشکل ترین مرحلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس دشوار گزار گھاٹی کو سر کرنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ کسی مالی تاوان تلے دبے ہوئی گردن کو آزاد کرنا، بھوک میں مبتلا شخص کو کھانا کھلانا، ترجیحاً ایسے یتیم کو جو قرابت دار بھی ہو یا کسی خاک افتادہ مسکین۔

الشمس: اس سورت کے شروع میں تمہید کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس سمیت سات چیزوں کی قسم فرمائی اور بتایا کہ اللہ نے ہر انسان کو نیکی اور بدی میں تمیز کا شعور کا الہام کر دیا ہے، سو جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کر لیا وہ ناکام ہوا۔

اللیل: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کی جد و جہد دو مختلف سمتوں میں جاری رہتی ہے، ایک طبقہ وہ ہے کہ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے، تقوے پر کاربند رہتا ہے اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا ہے تو ہم اس کے لئے آسانی یعنی جنت تک رسائی کی منزل آسان کر دیں گے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے کہ جو اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے بخل کی وجہ سے خرچ نہیں کرتا، وہ دولت کی فراوانی میں مست ہو کر اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور نیک باتوں کو جھٹلاتا ہے، تو اس کے لئے ہم مشکل منزل یعنی دوزخ کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ آخری آیات میں فرمایا کہ نارِ جہنم سے وہی شخص بچا رہے گا کہ جو کسی کے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے ربِ اعلیٰ کی رضا جوئی کے لئے اپنا مال اللہ کی راہ میں دیتا ہے تاکہ اس کا قلب بخل، حرص و ہوس اور دولت کی محبت کے غلبے سے پاک ہو جائے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان کے بارے میں نازل ہوئیں۔

الضحیٰ: یہ سورہ مبارکہ سید المرسلین ﷺ کی عظمتِ شان کو بیان کر رہی ہے: محمد ﷺ کے رب نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان سے ناراض ہو گیا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے رسولِ مکرم! آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے، نہ آپ سے وہ ناراض ہوا ہے، آپ کی ہر آنے والی ساعت آپ کی پہلی ساعت سے بہتر ہے اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اس سورت کی آیت: 7 کا ترجمہ کرتے ہوئے بہت سے اہلِ علم فکری لغزش کا شکار ہوئے اور صرف یہی ایک آیت نہیں بلکہ قرآن مجید کی متعدد آیات جن میں مقامِ الوہیت اور مقامِ رسالت کا پاس نہ رکھا گیا، جس کی وجہ سے امت میں تفرقہ اور انتشار پیدا ہوا۔

الانشراح: اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کے شرحِ صدر کا ذکر ہے، اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ کفار کے طعن و تشنیع اور دل آزار باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہو جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ کھول دیا یعنی آپ کو عزیمت و استقامت کی نعمت سے نوازا یا شرحِ صدر سے شق

30 رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com

Part-4

صدر مراد ہے، جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ اس میں ایک آیت رفعتِ شانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے غیر معمولی عطائے ربانی ہے کہ اللہ نے فرمایا: ''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کردیا ہے''۔

التین: اس سورت میں فرمایا: ''بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا اور پھر اُس کو سب سے نچلے طبقے میں لوٹا دیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں تقرب اور عزّ و شرف کا مدار انسان کی ظاہری صورت پر نہیں ہے بلکہ ایمان و عمل پر ہے۔

العلق: اس سورت کی پہلی پانچ آیات وہ پہلی وحیِ ربانی ہے جو غارِ حرا میں سید المرسلین ﷺ پر نازل ہوئی اور آپ کی نبوت کا اعلان ہوا۔

قدر: یہ سورت شبِ قدر کی فضیلت میں نازل ہوئی، شبِ قدر کو اللہ تعالیٰ نے نزولِ قرآن کی نسبت سے مُشرف فرمایا اور اسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا۔ شبِ قدر کو قطعیت کے ساتھ متعین نہیں فرمایا تاکہ بندوں کے ذوق اور خیر کی جستجو کا امتحان ہو، تاہم اس سورت میں ایسے قرائن موجود ہیں جو ستائیسویں شب کو راجح قرار دے رہے ہیں۔

البیّنہ: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا کہ تمام باطل ادیان کو چھوڑ کر اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی بندگی کو اختیار کریں اور نماز قائم کرتے رہیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، یہی دینِ مستقیم ہے۔

زلزال: اس سورت میں قیامت کا منظر بیان کیا گیا کہ زمین کے سینے پر جو کچھ بھی ہوا، وہ سارے راز اگل دے گی یا جو بھی اُموات مدفون ہیں، اُنہیں نکال باہر کرے گی۔ اس دن زمین اللہ کے حکم سے ساری خبریں بیان کرے گی اور ہر ایک اپنی معمولی سے معمولی نیکی یا بدی کا انجام دیکھ لے گا۔

عادیات: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے گھوڑوں کی مختلف کیفیات کو قسم کے ساتھ بیان فرمایا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب مجاہد کے گھوڑے کا یہ مقام ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خود مجاہد کا کیا مقام ہوگا۔

القارعہ: اس سورت میں قیامت کی ہولناکی اور اَحوال کو بیان کیا گیا ہے اور فرمایا کہ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا اور جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا، اُس کا ٹھکانہ دہکتی ہوئی آگ ہوگی۔

التکاثر: اس سورت میں بتایا کہ زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی خواہش نے انسان کو اللہ سے غافل کردیا ہے، مگر جب قبروں میں پہنچیں گے، تو اس کا انجام معلوم ہوجائے گا پھر انہیں عین الیقین حاصل ہوجائے گا۔

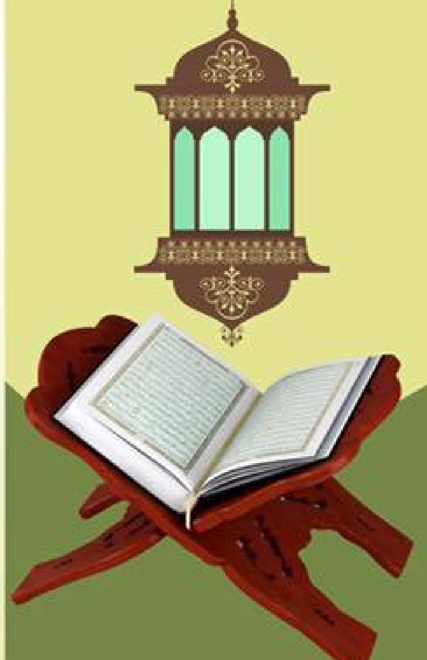
عصر: اس سورت میں بتایا کہ انسان خسارے میں ہے اور اس سے نکلنے کی صورت صرف یہی ہے کہ ایمان لائیں، عملِ صالح کریں اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کریں۔

الھمزہ: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے طعنہ زنی اور عیب جوئی کی شدید مذمت فرمائی اور بتایا کہ اس اخلاقی مرض میں وہ لوگ مبتلا رہتے ہیں جنہیں اپنی دولت پر ناز ہوتا ہے، لیکن اُن کا انجام اللہ کی بھڑکائی ہوئی ایسی آگ ہے جو چورا چورا کردے گی۔

فیل: اس میں اصحابِ فیل یعنی یمن کے بادشاہ ابرہہ اور اُس کے لشکر کا ذکر ہے کہ وہ (معاذ اللہ) بیت اللہ کو مسمار کرنے کے مذموم عزائم کے ساتھ آئے، تو اللہ نے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے، جنہوں نے اُن پر پتھر کی کنکریاں برسا کر انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا۔

30

رمضان کریم



مفتی منیب الرحمن
muftinaeemia@yahoo.com

Part-5

30
رمضان کریم

قریش: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا کہ بیت اللہ کی تولیت (Trusteeship) کی وجہ سے وہ بے خوف وخطر گرمیوں میں شام کا اور سردیوں میں یمن کا تجارتی سفر کیا کرتے تھے اور بیت اللہ کی نسبت کی وجہ سے ان کے تجارتی قافلے بے خوف وخطر رہتے تھے اور ان کی معیشت محفوظ تھی۔

الماعون: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ساتھ ناروا سلوک اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینے جیسے مذموم عمل کو قیامت کے جھٹلانے سے تعبیر کیا اور نمازوں میں عبادات میں ریاکاری کی مذمت بیان فرمائی۔

کوثر: یہ قرآن مجید کی وہ مختصر ترین سورت ہے جس کے ذریعے عرب کے فُصحاء و بلغاء کو مقابلے کا چیلنج دیا گیا تھا، مگر وہ اس کے مقابل کلام بنا کر نہ لا سکے، اس میں اللہ عزوجل کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو کوثر عطا کیے جانے کا ذکر ہے، اس سے مراد خیرِ کثیر ہے، جس کا ایک حصہ حوضِ کوثر بھی ہے، جہاں محشر میں رسول اللہ ﷺ پیاسوں کو سیراب کریں گے۔

کافرون: اس سورت میں یہ پیغام دیا گیا کہ حق اور باطل میں کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی، بقول علامہ اقبال ؂

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے　　　　شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

نصر: اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے اسلام کی فتح کو اپنی نعمت کے طور پر بیان کیا کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، تو بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ تشکرِ نعمت کے طور پر اللہ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح بیان کی جائے اور اُس سے استغفار طلب کی جائے۔

لہب: اس سورت میں دشمنِ رسول ابولہب (جو حضور کا چچا تھا اس کا نام عبدالعزیٰ تھا) اور اُس کی بیوی (اُمِّ جمیل) کی شدید ترین مذمت اور انجامِ بد کو بیان کیا گیا اور بتایا کہ جس مال و دولت اور اولاد کی کثرت پر اُسے ناز تھا، وہ اُس کے کسی کام نہ آیا۔

اخلاص: اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی توحیدِ خالص کا بیان ہے کہ وہ بے نیاز ہے، ابنیت اور اُبوّت کی نسبت سے پاک ہے اور اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔

فلق: اس میں اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی کہ اس کی مخلوق کے شر، ہر قسم کی ظلمت کے شر، جادوگروں کے شر اور حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

ناس: اس سورت میں پلٹ پلٹ کر اور چھپ کر وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے اللہ تعالیٰ نے اپنی پناہ مانگنی کی تعلیم دی ہے اور یہ بتایا کہ انسانوں کو بہکانے والے، وسوسے اور توہمات میں ڈالنے والے جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ان آخری تین سورتوں کی تلاوت فرما کر اپنے ہاتھوں پر دَم فرماتے اور پھر اُن مُتبرک ہاتھوں کو اپنے سر اور چہرۂ مبارک اور پورے بدنِ مبارک پر پھیر دیتے اور یہ عمل آپ تین مرتبہ فرماتے۔ س کی برکت سے بندہ اللہ کی حفاظت و پناہ میں آجاتا ہے اور مختلف نقصان پہنچانے والی چیزوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔



مفتی منیب الرحمٰن
muftinaeemia@yahoo.com

پروفیسر مفتی مُنیب الرحمٰن

کی زیورِ طبع سے آراستہ ہونے والی مؤثر تصانیف

تفسیر سورۃ النسآء

دورِ جدید کی منفرد جامع اور عام فہم تفسیر،
انداز بیان مؤثر و دلکش
قدیم و جدید اہم تفاسیر کا نچوڑ

تفہیم المسائل جلد 10

قرآن و حدیث کی روشنی میں
فقہی مسائل کا مؤثر انداز میں نچوڑ

زکوٰۃ

آئینۂ ایام

حالاتِ حاضرہ کا عکس ایک صاحبِ نظر کے زاویہ سے

جلد 4

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان